قرآنی قصوں سے ماخوذ اردو ادب

مقالہ برائے ڈاکٹریٹ

جون 2009ء

نگران

ڈاکٹر حبیب نثار

مقالہ نگار

حافظ میر مرتضیٰ علی شاہ قادری

ایم اے، ایم فل

شعبہ اردو

اسکول آف ہیومانٹیز

حیدرآباد سنٹرل یونیورسٹی

حیدرآباد۔46

پیش لفظ

باب اوال: قرآن مجید میں موجود قصص بحوالہ
احادیث شریفہ وتفسیر قرآن مجید

باب دوم: قصص القرآن سے ماخوذ اردو قصص کا مطالعہ
(الف) قصص الانبیاء منظوم مخطوطات
(ب) قصص الانبیاء نثر، مخطوطات
(ج) قصص الانبیاء نثر، مطبوعات

باب سوم: اردو ادب میں منظوم قرآنی قصے
(الف) مخطوطات ومطبوعات ،معراج نامے ، یوسف زلیخا، قصہ حضرت عیسیٰ،قصہ حضرت موسیٰ، بہارِ خلیلؑ،قصہ بی بی مریم،قصہ سلیمان پیغمبر۔
(ب) قرآنی قصوں پر مبنی افسانے

باب چہارم: قرآنی قصوں سے ماخوذ اردو ادب بہ یک نظر (اختتامیہ)

کتابیات

پیش لفظ

تمام تعریفیں اس خدائے واحد کے لئے ہیں جس نے انسان کو خون کے پھٹکے سے پیدا فرما کر قلم کے ذریعہ علم عطا فرمایا۔ درود وسلام ہوں باعث تخلیق کائنات فخر موجودات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل واصحاب پر۔

اللہ تبارک تعالی نے انسان کو پیدا فرما کر جب خلافت کا تاج اس کے سر پر رکھتے ہوئے مسجود ملئک کیا تو یہ اعزاز پتلہ نار ابلیس کو گوارا نہ ہوا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے قیامت تک کی مہلت مانگی اور قسم کھائی کہ قیامت تک بندگان خدا کو راہ مستقیم سے ہٹاتا رہونگا لیکن اللہ تبارک تعالیٰ نے شیطان کے منصوبوں کو ناکام کرنے کے لئے اپنے بندوں کی ہدایت کی غرض سے ایک کے بعد دیگر انبیاء کرام کو معبوث فرمایا اور ساتھ ہی صحیفوں اور کتابوں کے نزول کا سلسلہ جاری رکھا جو خاتم النبین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پھر مکمل ہوا اور آپ پر ایسی کتاب نازل فرمائی جو سابقہ کتب کی تصدیق کے ساتھ ساتھ ام الکتاب اور لاریب کی حامل ہے جس میں کوئی تحریف کی گنجائش نہیں۔ قرآن مجید میں شرعی احکام کے ساتھ ساتھ ماضی کے واقعات اور قصص بھی موجود ہیں۔ بعض قصص مفصل بعض مجمل، بعض بعض اشارۃً ہیں لیکن ان قصص کی تفصیل احادیث شریفہ اور تفاسیر میں موجود ہے۔ جب جب کفار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سابقہ امتوں اور انبیاء کی حقیقت کے بارے میں سوال کرتے، اللہ تبارک تعالی وحی کا نزول فرماتا۔ ایک بات قابل غور یہ بھی ہے کہ قرآن مجید اہل عرب کے درمیان

اس وقت نازل ہوا جب زبان اپنے عروج پر تھی۔ فصاحت و بلاغت کا چرچا تھا لیکن قرآن کے اسلوب کا جواب ممکن نہ تھا۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''اگر تم کو ہمارے بندہ پر نازل کردہ کتاب میں کوئی شک ہے تو اس قرآن کے مثل کوئی صورت لے آؤ (البقرہ) اس پر اہل عربی خاموش رہے۔ جب اسلام کا بول بالا عام ہوا۔ فتح مکہ کے بعد اسلام کی جڑیں مضبوط ہوگئیں۔ قرآن مجید میں موجود قصص کی جانب عام آدمی نے توجہ کی گزرتے زمانے کے ساتھ قرآن مجید کے قصص پر عربی، فارسی اور دیگر زبانوں میں کتابیں لکھی جانے لگیں۔ الغرض یہ کہ اردو زبان نے بھی اس اثر کو قبول کیا، چنانچہ اردو میں بھی کئی قصص الانبیاء نثر و نظم میں لکھی گئیں۔ اردو میں لکھی جانے والی لاتعداد کتب میں کسی کی کتاب تاریخ بن گئی اور کسی نے تورات کے اتنے حوالے دیئے کہ وہ تورات کا اردو ترجمہ ہوگئی اور کچھ مصنفین نے قرآن و حدیث و تفسیر کے دامن کو نہ چھوڑا۔ قصص القرآن سے متعلق یہ تمام ترکیفیات احقر کے سامنے تھی اور احقر ایم فل مکمل کر چکا تھا اور پی ایچ ڈی میں داخلہ ہو چکا تھا احقر موضوع کے تعلق سے بڑا فکر مند تھا کہ کوئی ایسا موضوع میرے لئے طے ہو جس سے مجھے دلچسپی بھی ہو اور رغبت بھی میری راہ تحقیق کے خضر جو میری رغبت کے ساتھ ساتھ یہ جانتے تھے کہ احقر حافظ القرآن بھی ہے اور جامعہ نظامیہ سے فضلیت کی سند رکھتا ہے چنانچہ خضر راہ نے میرے لئے موضوع کو منتخب کیا اور مجھ سے کہا کہ آپ کا موضوع ''قرآن قصوں سے ماخوذ اردو ادب'' طے پایا ہے۔ یہ سنتے ہی میرا دل باغ باغ ہوگیا چونکہ یہ موضوع میرے لئے فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ کا ضامن ہوگا۔ مجھے اس بات کی بھی خوشی تھی کہ اردو میں اس موضوع پر اس نقطہ نظر سے کوئی کام بھی نہیں ہوا ہے۔ موضوع کے انتخاب کے بعد احقر کے لئے مواد کی فراہمی کا مسئلہ جوئے شیر لانے کے مثل تھا لیکن میرے نگران استاد محترم ڈاکٹر حبیب نثار صاحب کی رہبری میرے شامل حال تھی کہ تمام مشکل مراحل بہ آسانی طے پا گئے۔ میں نے اس موضوع کے مطالعہ کو چار ابواب میں کیا ہے۔

پہلا باب ''قرآن مجید میں موجود قصص'' کے عنوان سے لکھا گیا ہے۔ قرآن مجید کے ان قصص کی تفصیلات احادیث شریف قرآن مجید کی تفہیم کے لئے لکھی جانے والی تفاصل کے ذریعہ پیش کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں 74 قصص بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً حضرت آدمؑ کی پیدائش اور مسجود ملئک ہونے کا بیان اور ابلیس کے لعین و مردود ہونے کا بیان کے ساتھ ساتھ حضرت آدمؑ کے شجر ممنوع سے پھل کھانے کی پاداش میں جنت سے

نکالے جانے کا بیان کیا گیا ہے۔اسی طرح حضرت نوحؑ حضرت یوسفؑ حضرت ابراہیمؑ اور اصحاب کہف کے قصص کا بیان کیا گیا۔ان قصص کو بیان کرتے ہوئے ان قوموں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جس پر اللہ نے اپنے انعامات فرمائے لیکن اپنی سرکشی اور معصیت سے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا اور اسی ناراضی کے سبب ان پر اللہ کا عذاب مسلط ہوگیا۔ان تمام واقعات میں بھی قصے کے عناصر موجود ہیں۔اسی لئے تذکرہ کیا گیا ہے،ان میں قوم ثمود،قوم عاد،قوم لوط،قوم نوح، بنی اسرائیل، اصحاب الرس، اصحاب الجنہ، اصحاب الاخدود، اصحاب السبت کے ذکر کے بعد آخر میں خاتم النبین سید المرسلین کی بعثت اور معراج شریف کا حال بیان کیا گیا ہے۔

مقالے کا دوسرا باب ''قصص القرآن سے ماخوذ اور قصص کا مطالعہ'' کے عنوان سے لکھا گیا ہے۔اردو میں لاتعداد قصص القرآن لکھے گئے ہیں۔زمانے قدیم ہی سے اس کی روایات ملتی ہیں۔اس لئے اردو میں لکھے گئے قدیم قصص آج بھی مخطوطات کی شکل ہی میں ملتے ہیں۔ان قصص کی کتابوں کی تفسیر قرآن مجید واحادیث شریفہ کی روشنی میں جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔موضوع کی تفہیم کی غرض سے اس باب کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔(الف) قصص الانبیاء منظوم کے مخطوطات کا جائزہ لیا گیا ہے۔جس میں قدرتی کی قصص الانبیاء جس کے متعلق علماء ادب نے قیاس کیا ہے کہ یہ 1050ھ کی تصنیف ہے اور یہ اردو کی پہلی قصص الانبیاء ہے۔ قدرتی کی شخصیت اور حالات آج بھی دریافت طلب ہیں۔قدرتی کے بعد شاہ غوث جامی نے 1191ھ میں قصص الانبیاء تصنیف کی جس کا تاریخی نام ریاض مسعود ہے۔اس کے علاوہ عزیز نے مثنوی ''منتخب نیک نام'' (1200ھ) میں چند انبیاء اور اولیاء کے قصوں کا بیان کیا ہے۔

اس باب کے حصہ (ب) میں اردو نثر میں لکھے جانے والے قصص الانبیاء کے چند دستیاب مخطوطات کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔اردو نثر میں پہلی قصص الانبیاء شیخ ولی محمد کی ملتی ہے جو 1224ھ کی تصنیف ہے اس کے بعد عبدالصمد خاں کی قصص الانبیاء (1252ھ) ملتی ہے۔عبدالصمد خاں نے قصص الانبیاء کے ابتدائیہ میں اس بات کی صراحت بھی کی ہے کہ انہوں نے فارسی کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔اسی کے ساتھ اس بات کی وضاحت بھی کی ہے کہ انہوں نے خود بھی چند واقعات کا اضافہ کیا ہے۔1277ھ میں مزید ایک قصص الانبیاء لکھی گئی جس کے مصنف سے زمانہ آج بھی ناواقف ہے ان مخطوطات کی تفصیل حتی الامکان پیش کرتے ہوئے ان کا مطالعہ

کیا گیا ہے۔

(ج) باب دوم کے تیسرے حصہ میں نثر کے ان قصص الانبیاء کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے جن کی اشاعت عمل میں آئی ہے اس حصہ میں مولانا سلیمان علی ندوی کی ارض القرآن (1981ء) حفظ الرحمٰن سیوہاروی کی قصص القرآن (1320ھ) مفتی احمد یار خاں نعیمی کی علم القرآن (1371ھ) قاضی سجاد میرٹھی کی قاموس القرآن (1373ھ)، عبدالمصطفےٰ اعظمی کی عجائب القرآن (1401ھ) اور عزائب القرآن (1402ھ) غلام نبی شاہ کی قصص الانبیاء، مولانا عبدالرزاق بھترالوی کی تذکرۃ الانبیاء (1423ھ) کا جائزہ لیا گیا ہے۔ متذکرہ بالا قصص الانبیاء وہ ہیں جنھیں مذکورہ مصنفین نے اپنی توجہ اور دلچسپی کی بناء پر لکھا ہے۔ اردو قصص الانبیاء کے سلسلہ میں چند ایسے تراجم بھی ملتے ہیں جو عربی یا فارسی میں موجود ہیں چنانچہ ابن کثیرؒ کی قصص الانبیاء کا ترجمہ مولانا اصغر مغل نے کیا ہے۔ اردو میں لکھے گئے ان قصص القرآن (مخطوطات و مطبوعات) کا بغائر مطالعہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ کسی نے ان قصص کو صرف تاریخ سمجھ کر لکھا ہے تو کسی اور نے تورات کی روایات کا مجموعہ تیار کیا ہے۔ ان میں چند علماء ایسے بھی ہیں جنہوں نے قرآن وحدیث کے دامن کو نہ چھوڑا ان تمام نکات کی نشاندہی اس باب میں کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

باب سوم کو اردو ادب میں قرآنی قصے کے بیان و تجزیہ کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ اس باب کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ (الف) منظوم قرآنی قصے مخطوطات و مطبوعات۔ (ب) اردو ادب میں قرآنی قصوں پر مبنی افسانے (الف) میں اردو ادب میں تخلیق کئے گئے منظوم قرآنی قصص مثلاً معراج نامے قصہ یوسف زلیخا، قصہ بہار خلیل، قصہ حضرت موسیٰ، قصہ سلیمانؑ، قصہ بی بی مریم، قصہ عیسیٰؑ کا جائزہ لیا گیا ہے اس کے ساتھ ان تخلیقات میں قرآن وحدیث وتفاسیر کی روایات کی مطابقت اور مخالفت کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ اس حصہ میں مخطوطات کے بعد مطبوعات کو پیش کیا گیا ہے جس میں صرف معراج نامے اور یوسف زلیخا ملتے ہیں۔ مرتبین نے وجہ تصنیف اور نفس مضمون پر بھی اپنی تخلیقات کے مقدموں میں اظہار خیال کیا ہے۔ تخلیقات کے ساتھ ساتھ مقدمات میں پیش کئے گئے امور پر بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں اظہار خیال کیا گیا ہے۔

(ب) اس باب کے حصہ 'ب' میں قرآنی قصص پر مبنی افسانوں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ نثری داستانوں

میں قرآنی قصے مستقل طور پر نہیں ملتے صرف اشارے ملتے ہیں لیکن عہد حاضر میں تخلیق پانے والے ادب خصوصاً افسانوں میں قرآنی قصص سے استفادہ کیا گیا ہے۔اس سلسلے میں قرۃ العین حیدر انتظار حسین اور پروفیسر بیگ احساس کے افسانوں کا مطالعہ کرتے ہوئے قرآنی قصص سے اخذ و استفادہ کی نشاندہی کی گئی ہے۔

باب چہارم: ''قرآنی قصوں سے ماخوذ اردو ادب بیک نظر کے عنوان سے اس باب میں مقالے میں پیش کئے گئے مطالعہ کا حاصل بیان کیا گیا ہے۔آخر میں کتابیات درج کی گئی ہے۔

الحمدللہ میرا پی ایچ ڈی کا مقالہ تکمیلیت کو پہنچا۔میں سب سے پہلے اللہ رب العزت کی بارگاہ بے کس پناہ میں تمام تر عجز و انکساری کے ساتھ سجدہ ہائے شکر بجالاتا ہوں کہ اس نے آج میرے خواب کو تعبیر بخشی۔استاد محترم پروفیسر محمد انورالدین صاحب سابق صدر شعبہ اردو کا بھی تہہ دل سے سپاس گزار ہوں کہ وہ ہمیشہ مجھے مشوروں سے نوازتے رہے۔شعبہ اردو کے صدر پروفیسر بیگ احساس صاحب کا بھی میں شکر گزار ہوں جنہوں نے میرے اس موضوع کو نہ صرف منظوری دی بلکہ ہمیشہ مجھے مشوروں سے نوازتے رہے۔اب میں اس شخصیت کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس کی رہبری نے اس مقالہ کو تکمیلت کی منزل تک پہنچایا اور میری خواہش کو معراج عطا کی۔مری مراد میرے نگران استاد محترم ڈاکٹر حبیب نثار صاحب ہیں، میں آنجناب کی عنایتوں کا صمیم قلب سے سپاس گذار ہوں اور آپ کی خدمت میں لاکھوں گل ہائے تشکر پیش کرتا ہوں۔میں شعبہ اردو کے تمام اساتذہ، ڈاکٹر میر محبوب حسین اور ڈاکٹر محمد کاشف کا متشکر ہوں کہ گاہے گاہے مجھے مفید مشورے دیا کئے، اور ساتھ ہی غیر تدریسی شعبہ اردو کی روح رواں میڈم بصالت النساء صاحبہ کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔شعبہ اردو کے سابقہ اساتذہ پروفیسر نورالدین سعید صاحب اور ڈاکٹر نسیم الدین فریس صاحب کا بھی تہہ دل سے سپاس گزار ہوں۔اسی کے ساتھ استانی ڈاکٹر ریحانہ سلطانہ صاحبہ اور استاد محترم پروفیسر وہاب قیصر صاحب کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں جن کی عنایات میرے حال پر ہمیشہ رہتی ہیں۔حفظ قرآن کے اساتذہ اور جامعہ نظامیہ کے تمام اساتذہ کا بھی میں صمیم قلب سے ممنون و مشکور ہوں۔اب اس شخصیت کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس کی نگاہِ فیض نے میرے ظاہر و باطن کو جلا بخشی۔میری مراد میرے پیر و مرشد کے فرزند و جانشین سیدی و مرشدی حضرت سید شاہ عبداللہ حسین بادشاہ قادری لاابالی مدفیوضہٗ ہیں۔میں حضرت کی بارگاہ میں بصد احترام شکر کے نذرانے پیش

کرتا ہوں اور میں اپنے شعبہ کے تمام ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خاص کر محمد معین الدین شیخ شاہ، اقبال احمد، محترمہ رفعیہ صاحبہ اور میرے حقیقی برادر نما دوست شیخ عبدالکریم کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور میرے حفظ کے ساتھی مولانا حبیب احمد الحسینی، مولانا مخدوم علی قادری، مولانا محمد مظفر عارفی کے علاوہ مولانا نذیر خاں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو دوران تحقیق میری ہمت کو باندھتے رہے۔

آخر میں ان دو ہستیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کے لئے کوثر و تنیم کو سیاہی بھی بنا کر لکھوں تو کم ہے چونکہ میری خوشی و غم کا اثر مجھ سے پہلے ان پر ہوتا ہے۔ میری مراد میرے والدین ہیں۔ میرے والد بزرگوار حضرت مولانا میر محمد علی شاہ قادری علیہ الرحمۃ والرضوان جن کو میں دیکھ نہیں سکتا۔ لیکن یقین ہے وہ مجھے ضرور دیکھ رہے ہیں اور آج وہ مجھ سے زیادہ مسرور ہوں گے اور میری والدہ جن کی آغوش صادق نے مجھے اس بلندی کے منارہ تک پہنچادیا اور جو میرے لئے ہمیشہ سجادہ نشیں ہو کر رجوع الی اللہ رہتی ہیں ان دو معزز و بزرگ ہستیوں کی خدمت اقدس میں بھی گل ہائے تشکر پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ آخر میں میں اپنے تمام افراد خاندان کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرتا ہوں۔

30 جون 2009ء

حافظ میر مرتضی علی شاہ قادری

ایم اے، ایم فل

باب اول

قرآن مجید میں موجود قصص
بحوالہ احادیث شریفہ و تفسیر قرآن مجید

قصص القرآن

(۱) آدم/حوا/ابلیس/ہابیل قابیل (۲) ادریسؑ

(۳) حضرت نوحؑ/قوم نوح/طوفان نوح (۴) حضرت ہودؑ/قوم عاد

(۵) حضرت صالحؑ/قوم ثمود/ناقہ

(۶) حضرت ابراھیمؑ/اسمٰعیلؑ/اسحٰقؑ/قربانی/نمرود/زم زم (۷) حضرت لوط/قوم لوط

(۸) حضرت یعقوبؑ (۹) یوسفؑ/عزیز مصر/بی بی زلیخا/برادران یوسفؑ/خوابوں کی تعبیر

حضرت شعیب/اہل مدین/اصحاب الایکہ

(۱۰) حضرت موسیٰ/ہارونؑ/یوشع بن نونؑ/خضرؑ/تورات/طور/تیہ/من وسلویٰ/فرعون/ہامان/قارون

(۱۱) حزقیلؑ (۱۲) حضرت الیاسؑ/حضرت ذوالکفل (۱۳) الیسعؑ

(۱۴) حضرت شمویلؑ/قوم جالوت طالوت/تابوت سکینہ

(۱۵) حضرت داؤد/سلیمانؑ/بلقیس/قوم سباء/ہاروت ماروت/کھیت کا قصہ/دنبوں کا قصہ

(۱۶) ایوبؑ (۱۷) یونسؑ

(۱۸) عزیرؑ (۱۹) زکریا/مریم/حضرت عیسیٰؑ/مائدہ/حضرت عیسیٰ آسمان پر

(۲۰) لقمانؑ (۲۱) اصحاب الرس (۲۲) اصحاب الجنہ (۲۳) اصحاب الاحذود

(۲۴) اصحاب الفیل (۲۵) اصحاب الست

(۲۶) دوالقرنین/ یاجوج ماجوج (۲۷) اصحاب کہف

(۲۸) حضور اقدس ﷺ کی بعثت (۲۹) معراج

قرآنی مجید اللہ کی بھیجی ہوئی آخری مکمل کتاب ہے مذہب اسلام سے متعلق شریعت کے تمام اصول اس میں بیان ہوئے ہیں یہ وہ اصول ہیں جن کو اپنانے کے بعد انسان اپنی معراج پر پہنچ جاتا ہے۔ انسانوں کی نصیحت کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انسان اول حضرت آدمؑ سے آخری رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم کے پردہ فرمانے تک اس زمین پر جو کچھ واقعات گزرے ہیں انہیں کہیں اشارۃ کہیں کنایۃً اور کہیں تفصیل سے انسانوں کی ہدایت کے لئے بیان فرمایا۔ قرآن مجید میں بیان کئے گئے یہ تمام واقعات کی تفصیل ہمیں احادیث شریفہ میں ملتی ہے۔ قرآن مجید کے واقعات اور احادیث کی تفصیل نے انہیں قصص کا روپ عطاء کیا ہے ان قصص کو مفسرین نے مختلف آسمانی صحیفوں اور تاریخ کے حوالوں سے مزید وسعت عطاء کی ہے اس طرح قرآن میں جن پیغمبروں اور اقوام کی بابت نصیحتیں اور ہدایتیں بیان ہوئی ہیں وہ تمام آج ہمارے سامنے قرآنی قصص کی حیثیت سے موجود ہیں۔

عالمی ادب کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ابتدائی زمانے میں ایسے قصے ملتے ہیں جنکا مقصد تخلیق قوموں کی فلاح و بہبود ہے۔ ادب کے ان ابتدائی نقوش کا یہ مقصد دراصل آسمانی صحیفوں کو ماخذ بنانے کی بناء پر طے پایا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے صحیفوں میں جو قصے بیان کئے ہیں اور جن قوموں کا ذکر فرمایا ہے وہ

تمام تر اسی نقطہ نظر سے لکھے گئے ہیں کہ انسان اس سے سبق حاصل کرے۔ قرآنی قصص کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ جان کر حیرت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے واقعہ معراج تک متعدد قصے بیان فرمائے ہیں۔ مثلاً آدمؑ کی پھسلی سے حوا کا پیدا کیا جانا یہ ایک واقعہ ہے لیکن پھسلی سے حوا کا پیدا کیا جانا پڑھنے والے کے لئے حیرت و تجسس کا باعث بناتا ہے۔ قصے کے لئے کہا گیا ہے کہ ہر واقعہ کے بعد سننے والا یا پڑھنے والا یہ سوچنے پر مجبور ہو جائے کہ آئندہ کیا ہوگا۔ حوا کی تخلیق کے بعد پھل ممنوعہ کا کھانا اور پھر آدمؑ و حوا کو دو علیحدہ سمتوں میں زمین پر پھینک دینا قصص القرآن کا ایک ایسا حصہ ہے جہاں پڑھنے والا ہر لمحہ حیرت و استعجاب سے دوچار ہوتا ہے۔ پھر آدمؑ و حوا کا ملنا اللہ تعالیٰ کا دونوں کی توبہ کا قبول کرنا اور انھیں اولاد سے سرفراز کرنا قرآن میں بیان کردہ قصص کے اہم اجزاء ہیں جن میں دلچسپی بھی ہے بیان بھی ہے، نصیحت بھی ہے اسی کے ساتھ انسان نسل کے ارتقاء کا مکمل بیان ہے۔ آدمؑ و حوا کے قصے کے بعد وہ قصہ بیان کیا ہے جس کا تعلق انسانی دل کے ساتھ ساتھ انسان کے نفس سے بھی ہے۔ یعنی ہابیل و قابل کا قصہ۔ یہ وہ قصہ ہے جس میں پہلی دفعہ حوا کی بیٹی اس کائنات پر دو بھائیوں کے درمیان لڑائی جھگڑے کا سبب بنتی ہے۔ قابیل و ہابیل اپنا شرف و اعزاز بھول کر محبت کی آگ میں اس طرح کود پڑھتے ہیں کہ پھر کچھ سجھائی نہیں دیتا پھر اس قصہ کا انجام کائنات پر انسان کا پہلا المیہ بن کر ہابیل موت کی شکل میں سامنے آتا ہے قابیل و ہابیل کا قصہ یہیں پر ختم نہیں ہوتا اس کا سبق آموز پہلو اس وقت سامنے آتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے دو کوے زمین پر اترتے ہیں۔ ایک دوسرے کو مار ڈالتا ہے پر ھ قاتل ہی گڈھا کھود کر لاش کو دفنا دیتا ہے۔ اللہ کی بنائی اس کائنات پر زمین میں پہلی لاش ہابیل کی دفنائی گئی۔ الغرض قرآن مجید میں 29 موضوعات کے تحت 74 قصص بیان ہوئے ہیں۔ دلچسپ صورتحال یہ ہے کہ 74 قصے اس طرح بیان ہوئے ہیں کہ ایک قصہ کا موضوع دوسرے سے یکسانیت نہیں رکھتا ہر قصہ اپنی جگہ ایک منفرد مضمون پر بیان ہوا ہے اس کا انجام بھی منفرد انداز میں سامنے آیا ہے جیسے نوحؑ اور آپ کے فرزند کا قصہ، سلیمان اور بلقیس کا قصہ اسی طرح یوسفؑ اور زلیخا کا قصہ اپنی ایک انفرادی آن بان شان رکھتا ہے۔

قرآنی قصص جن کا مطالعہ تشریح، تفسیر اور تجزیہ سینکڑوں صفحوں پر لکھا جا سکتا ہے لیکن یہ بھی ایک آفاقی حقیقت ہے۔ یہ قرآنی قصص معروف ہے اور قرآن کا ہر پڑھنے والا ان سے واقف ہے۔ ضرورت صرف اس

بات کی ہے ان قصص میں موجود جزبات محاکات کی جانب توجہ دلائی جائے۔اسی لئے راقم الحروف نے قرآن مجید کے مختلف تراجم سے استفادہ کرتے ہوئے اس باب میں ان قصص سے متعلق موجود تمام آیات کے تراجم قصے کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ درج کردیئے ہیں تا کہ تمام قصص کا مکمل قرآنی بیان واضح ہوجائے۔

حضرت آدمؑ اور بی بی حوّاؑ / ہابیل قابیل / ابلیس

انسان کی ابتدائی تخلیق وتکوین کے متعلق سائنسی اور اسلامی نظریات جدا ہیں۔ سائنس یہ کہتی ہے کہ موجودہ انسان اپنی تخلیق وتکوین ہی سے انسان پیدا نہیں ہوا بلکہ کائناتِ ہست و بود میں اس نے بہت سے مدارج طے کر کے موجودہ انسانی شکل حاصل کی ہے اس لئے کہ مبدءِ حیات نے جمادات ونباتات کی مختلف شکلیں اختیار کر کے ہزاروں لاکھوں برس بعد درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے اول لبونہ (پانی کی جونک) کا لباس پہنایا اور پھر ایک طویل مدت کے بعد حیوانات کے مختلف چھوٹے چھوٹے طبقات سے گزر کر موجودہ انسان کی شکل میں وجود پذیر ہوا ہے۔

اسلامی نظریہ یہ ہیکہ خالق کائنات نے انسانِ اول کو آدم (علیہ السلام) کی شکل میں ہی پیدا کیا اور پھر اُن کی طرح ہم جنس مخلوق حوّا کو پیدا فرما کر کائنات ارض پر نسلِ انسانی کا سلسلہ قائم کیا اور انسان کو تمام مخلوقات سے اشرف وبرتر کر دیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

> بلاشبہ ہم نے انسان کو بہترین (اعتدال وتوازن والی) ساخت میں پیدا فرمایا (۱) بے شک ہم نے نسل آدم کو تمام کائنات پر بزرگی اور ترقی بخشی۔ (۲)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سیدنا آدمؑ کو نہ صرف انسان اول بنایا بلکہ آپ کو تاج نبوت ولبادۂ خلافت

پہنا کر مسجودِ ملائک کیا۔ حضرت آدمؑ کے متعلق قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہوں:

اور (وہ واقعہ کو یاد کیجئے) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں سن رسیدہ (اور) سیاہ بودار بجنے والے گارے سے ایک بشری پیکر پیدا کرنے والا ہوں۔ پھر جب میں اُس کی (ظاہری) تشکیل کو کامل طور پر درست حالت میں لا چکوں اور اس پیکر (بشری کے باطن) میں اپنی (نورانی) روح پھونک دوں تو تم اس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا۔ پس (اس پیکر بشری کے اندر نورِ ربانی کا چراغ جلتے ہی) سارے کے سارے فرشتوں نے سجدہ کیا۔ سوائے ابلیس کے اس نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہونے سے انکار کر دیا۔ (۳) (وہ وقت یاد کیجئے) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں (گیلی) مٹی سے ایک پیکر بشریت پیدا فرمانے والا ہوں۔ پھر جب میں اس (کے ظاہر) کو درست کرلوں اور اس (کے باطن) میں اپنی (نورانی) روح پھونک دوں تو تم اس (کی تعظیم) کے لئے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑنا۔ پس سب فرشتوں نے باجماع سجدہ کیا۔ سوائے ابلیس کے اس نے (شانِ نبوت کے سامنے) تکبر کیا اور کافروں میں سے ہوگیا۔ (۴)

''اور وہ (وہ وقت یاد کریں) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ اُنھوں نے عرض کیا: کیا تو زمین میں کسی ایسے شخص کو (نائب) بنائے گا جو اس میں فساد انگیزی کرے گا اور خون ریزی کرے گا؟ حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور (ہمہ وقت) پاکیزگی بیان کرتے ہیں (اللہ نے) فرمایا میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور اللہ نے آدمؑ کو

تمام (اشیاء کے) نام سکھادیئے پھر اِنھیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا مجھے اُن اشیاء کے نام بتادو اگر تم اپنے خیال میں سچے ہو۔ فرشتوں نے عرض کیا تیری ذات (ہر نقص سے) پاک ہے ہمیں کچھ علم نہیں مگر اسی قدر جو تو نے ہمیں سکھایا ہے بے شک تو ہی (سب کچھ) جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اللہ نے فرمایا اے آدم (اب تم) اِنھیں اِن اشیاء کے ناموں سے آگاہ کرو۔ پس جب آدمؑ نے انھیں اِن اشیاء کے ناموں سے آگاہ کیا تو (اللہ نے) فرمایا کیا میں تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی (سب) مخفی حقیقتوں کو جانتا ہوں اور وہ بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔ اور (وہ وقت بھی یاد کریں) جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے انکار اور تکبر کیا اور (نتیجتاً) کافروں میں سے ہو گیا اور ہم نے حکم دیا اے آدم تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں رہائش رکھو اور تم دونوں اس میں سے جو چاہو، جہاں سے چاہو کھاؤ مگر اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ حد سے بڑھنے والوں میں (شامل) ہو جاؤ گے۔ پھر شیطان نے انھیں اس جگہ سے ہلا دیا اور انھیں اس (راحت کے) مقام سے جہاں وہ تھے الگ کر دیا اور (بالآخر) ہم نے حکم دیا کہ تم نیچے اُتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے۔ اب تمہارے لئے زمین میں ہی معینہ مدت تک جائے قرار اور نفع اُٹھانا مقدر کر دیا گیا ہے۔ پھر آدمؑ نے اپنے رب سے (عاجزی اور معافی کے) چند کلمات سیکھ لئے پس اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمالی بیشک وہی بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (۵)

بیشک اللہ نے آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور ''آلِ ابراھیم کو آلِ عمران کو سب جہان والوں پر (بزرگی میں) منتخب فرمایا۔(٦)

بیشک عیسیٰؑ کی مثال اللہ کے نزدیک آدمؑ کی سی ہے جسے اس نے مٹی سے بنایا پھر (اسے) فرمایا ہو وہ ہو گیا۔(٧)

بیشک ہم نے تمہیں (یعنی تمہاری اصل کو) پیدا کیا پھر تمہاری صورت گری کی (یعنی تمہاری زندگی کمیائی اور حیاتیاتی ابتداء وارتقاء کے مراحل کو آدمؑ کے وجود کی تشکیل تک مکمل کیا) پھر ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوا۔(٨)

اور اے آدم تم اور تمہارے زوجہ (دونوں) جنت میں سکونت اختیار کروں سو جہاں سے تم دونوں چاہو کھایا کرو اور (بس) اُس درخت کے قریب مت جانا ورنہ تم دونوں حد سے تجاوز کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ پھر شیطان نے دونوں کے دل میں وسوہ ڈالا تا کہ اُن کی شرمگاہیں جو اُن کی (نظروں) سے پوشیدہ تھیں اُن پر ظاہر کر دے اور کہنے لگا (اے آدمؑ و حوّاؑ) تمہارے رب نے تمہیں اس درخت (کا پھل کھانے) سے نہیں روکا مگر (صرف اس لئے کہ اسے کھانے سے) تم دونوں فرشتے بن جاؤ گے (یعنی علائق بشری سے پاک ہو جاؤ گے) یا تم دونوں (اس میں) ہمیشہ رہنے والے بن جاؤ گے (یعنی اس مقام قرب سے کبھی محروم نہیں کئے جاؤ گے) اور ان دونوں سے قسم کھا کر کہا بیشک میں تمہارے خیر خواہوں میں سے ہوں۔ پس وہ فریب کے ذریعہ دونوں کو درخت کا پھل کھانے تک) اُتار لایا سو جب

دونوں کی شرمگاہیں ان کے لئے ظاہر ہوگئیں اور دونوں اپنے (بدن کے) اوپر جنت کے پتے چپکانے لگے تو ان کے رب نے انھیں ندا فرمائی کہ کیا میں نے تم دونوں کو اِس درخت (کے قریب جانے) سے روکا نہ تھا اور تم سے یہ (نہ) فرمایا تھا بیشک شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے۔ دونوں نے عرض کیا اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اور اگر تم نے ہم کو نہ بخشا اور ہم پر رحم (نہ) فرمایا تو ہم یقیناً نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ ارشاد ہوا تم (سب) نیچے اُتر جاؤ تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہیں اور تمہارے لئے زمین میں معین مدت تک جائے سکونت اور متاعِ حیات (مقرر کر دیئے گئے ہیں گویا تمہیں زمین میں قیام و معاش کے دو بنیادی حق دے کر اُتارا جا رہا ہے اس پر اپنا نظام زندگی استوار کرنا) ارشاد فرمایا تم اسی (زمین) میں زندگی گزارو گے اور اسی میں مرو گے اور قیامت کے (روز) اسی میں سے نکالے جاؤ گے۔ (۹) آدم کو تاکیدی حکم فرمایا تھا سو وہ بھول گئے اور ہم نے ان میں بالکل (نافرمانی کا کوئی) ارادہ نہیں پایا ہے (محض ایک بھول تھی)۔ (۱۰)

قرآن مجید نے جہاں آدمؑ کی خلافت کا بیان کیا ہے وہیں مسجودِ ملائک ہونے کا بھی بیان کیا اور شجرۂ ممتنع سے جہاں پھل کھانے اور زمین پر اُتارے جانے اور آدمؑ کی توبہ قبول ہونے کا بھی ذکر فرمایا ہے۔

ابلیس:

ابلیس معلم الملائک تھا۔ جس کا نام عزازیل تھا۔ لیکن جب اللہ نے اُس سے فرمایا اُسْجُدُ وا لِاٰدَمَ اُس نے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور جب نہ کرنے کی وجہ اللہ تعالیٰ نے اُس سے پوچھی تو اُس نے خلیفۃ اللہ

سے اپنے آپ کو افضل و برتر بتایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے اپنی بارگاہ سے مردود ولعین فرما کر اُسے کافروں میں شامل کر دیا۔ قرآن مجید میں ابلیس کے تکبر اور اُس کے بارگاہِ الٰہی سے معتوب ہونے کا بیان ملتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

''اور (وہ وقت بھی یاد کریں) جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے انکار اور تکبر کیا اور (نتیجتاً) کافروں میں سے ہو گیا۔ (۱۱)

پھر ہم نے فرشتوں سے فرمایا آدمؑ کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوا۔ ارشاد ہوا (اے ابلیس) تجھے کس (بات) نے روکا تھا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جبکہ میں نے تجھے حکم دیا تھا اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو تو نے مٹی سے بنایا ہے۔ ارشاد ہوا بے شک تو مہلت دیئے جانے والوں میں سے ہے۔ اس (ابلیس) نے کہا پس اسی وجہ سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے (مجھے قسم ہے کہ) میں (بھی) ان (افرادِ بنی آدم کو گمراہ کرنے) کے لئے تیری سیدھی راہ پر ضرور بیٹھوں گا (تاکہ انھیں راہِ حق سے ہٹا دوں) پھر یقیناً ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں سے اور اِن کے بائیں سے ان کے پاس آؤں گا اور (نتیجتاً) تو ان میں سے اکثر لوگوں کو شکر گزار نہ پائے گا۔ ارشاد ہوا (اے ابلیس) تو یہاں ذلیل اور مردود ہو کر نکل جا ان میں سے جو کوئی تیری پیروی کرے گا تو میں ضرور تم سب سے دوزخ بھر دوں گا۔ (۱۲)

(اللہ نے) ارشاد فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو سجدہ

کرنے والوں کے ساتھ نہ ہوا (ابلیس نے) کہا میں ہرگز ایسا نہیں (ہوسکتا) کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے سن رسیدہ (اور) سیاہ بو اور بجنے والے گارے سے تخلیق کیا ہے۔ اللہ نے فرمایا تو یہاں سے نکل جا پس بیشک تو مردود (راندۂ درگاہ) ہے اور بیشک تجھ پر روزِ جزا تک لعنت (پڑتی) رہے گی۔ اُس نے کہا پروردگار پس تو مجھے اُس دن تک مہلت دیدے (جس دن) لوگ دوبارہ اُٹھائے جائیں گے۔ اللہ نے فرمایا سو بیشک تو مہلت یافتہ لوگوں میں سے ہے۔ اس وقت مقررہ کے دن (قیامت) تک۔ ابلیس نے کہا اے پروردگار اس سبب سے جو تو نے مجھے گمراہ کیا میں (بھی) یقیناً ان کے لئے زمین میں (گناہوں اور نافرمانیوں کو) خوب آراستہ و خوشنما بنادوں گا اور ان سب کو ضرور گمراہ کر کے رہوں گا۔ سوائے تیرے اُن برگزیدہ بندوں کے جو (میرے اور نفس کے فریبوں سے) خلاصی پا چکے ہیں۔ اللہ نے فرمایا یہ (اخلاص ہی) راستہ ہے جو سیدھا میرے در پر آتا ہے۔ بے شک میرے (اخلاص یافتہ) بندوں پر تیرا کوئی زور نہیں چلے گا سوائے اُن بھٹکے ہوؤں کے جنھوں نے تیری راہ اختیار کی ہے۔ اور بیشک ان سب کے لئے وعدہ کی جگہ جہنم ہے۔ (۱۳)

اور (وہ وقت کو یاد کیجئے) جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ تم آدمؑ کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا اس نے کہا کیا اُسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے (اور شیطان یہ بھی کہنے لگا) مجھے بتا تو سہی کہ یہ وہ شخص ہے جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے۔ (آخر اس کی کیا وجہ ہے) اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے دے تو

میں اُس کی اولاد کو سوائے چند افراد کے (اپنے قبضہ میں لیکر) جڑ سے اُکھاڑ دوں گا۔ اللہ نے فرمایا جا (تجھے مہلت ہے) پس اُن میں سے جو بھی تیری پیروی کرے گا تو بے شک دوزخ (ہی) تم سب کی پوری پوری جزا ہے۔ اور جس پر بھی تیرا بس چل سکتا ہے تو (اُسے) اپنی آواز سے ڈگمگا لے اور ان پر اپنی (فوج کے) سوار اور پیادہ دستوں کو چڑھا دے اور ان کے مال، اولاد میں ان کا شریک بن جا اور ان سے (جھوٹے) وعدے کر اور ان سے شیطان دھوکہ وفریب کے سوا (کوئی) وعدہ نہیں کرتا۔ بیشک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا تسلط نہیں ہو سکے گا اور تیرا رب ان (اللہ والوں) کی کارسازی کے لئے کافی ہے۔ (۱۴)

(اللہ نے) ارشاد فرمایا اے ابلیس تجھے کس نے اِس (ہستی) کو سجدہ کرنے سے روکا ہے جسے میں نے خود اپنے دست (کرم) سے بنایا کیا تو نے (اس سے) تکبر کیا یا تو (بزعم خویش) بلند رتبہ (بنا ہوا) تھا۔ کہا میں اُس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا ہے اور تو نے اُسے مٹی سے بنایا ہے۔ ارشاد ہوا سو تو (اِس گستاخی نبوت کے جرم میں) یہاں سے نکل جا بیشک تو مردود ہے اور بیشک تجھ پر قیامت کے دن تک میری لعنت رہے گی۔ اس نے کہا اے پروردگار پھر مجھے اس دن تک (زندہ رہنے کی) مہلت دے جس دن لوگ قبروں سے اُٹھائے جائیں گے۔ ارشاد ہوا (جا) بیشک تو مہلت والوں میں سے ہے۔ اس وقت کے دن تک جو مقرر (اور معلوم) ہے۔ اس نے کہا سو تیری عزت کی قسم میں اُن لوگوں کو ضرور گمراہ کرتا رہوں گا۔ سوائے تیرے اُن بندوں کے جو چنندہ و برگزیدہ ہیں۔ ارشاد ہوا پس حق (یہ) ہے اور میں حق ہی کہتا

ہوں۔ کہ میں تجھ سے اور جو لوگ تیری (گستاخانہ سوچ کی) پیروی کریں گے اُن سب سے دوزخ بھر دوں گا۔ (۱۵) اور (وہ وقت کو یاد کریں) جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا تم آدم کو سجدہ کرو تو اُنھوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے انکار کیا (۱۶) اور (وہ وقت کو یاد کیجئے) جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ تم آدمؑ کو سجدہ (تعظیم) کرو سو اُن (سب) نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے وہ (ابلیس) جنات میں تھا۔ (۱۷)

ہابیل اور قابیل:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب شیطان کو لعین ومردود قرار دیا اور مقرب فرشتوں کی صف سے نکال کر اس دارِ فانی میں بھیج دیا تو اُس نے ٹھان لی کہ اولادِ آدمؑ کو گمراہ کروں گا، انسانیت کو تباہ کروں اور بندگانِ خدا کو راہِ مستقیم سے ہٹادوں گا۔ اور ہر برائی کو خوشنما بنا کر اولادِ آدمؑ کے سامنے پیش کروں گا گویا کہ ہر برائی اور ہر گناہ کا باپ شیطان ہے چنانچہ اولادِ آدم میں سب سے پہلے گناہ قتل کا ہوا۔ اولادِ آدمؑ میں قابیل نے اپنے ہی بھائی ہابیل کا قتل کیا۔ اس واقعہ کی تفصیل۔ تفسیر تبیان القرآن سے ملاحظہ ہو:

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ اپنی سند کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ اور دیگر صحابہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت آدمؑ کے ہاں جب اولاد ہوتی تو ایک بچہ اور بچی پیدا ہوتی۔ ایک حمل سے جو لڑکا پیدا ہوتا اُس کا نکاح وہ دوسرے حمل سے پیدا ہونے والی لڑکی کے ساتھ کر دیتے۔ اس حمل کی لڑکی سے دوسرے حمل کے لڑکے کا نکاح کر دیتے حتیٰ کہ ان کے یہاں دو بیٹے پیدا ہوئے قابیل اور ہابیل۔ قابیل زراعت کرتا تھا اور ہابیل مویشی پالتا تھا۔

قابیل کے ساتھ جولڑکی پیدا ہوئی تھی وہ اُس لڑکی سے بہت خوبصورت تھی جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی قابیل بڑا تھا اور ہابیل چھوٹے تھے۔قاعدہ کے مطابق ہابیل نے قابیل کی بہن سے نکاح کرنا چاہا لیکن قابیل نے انکار کیا اس نے کہا یہ میری بہن ہے اور میرے ساتھ پیدا ہوئی ہے اور یہ تمہاری بہن سے زیادہ خوبصورت ہے اور میں اس سے نکاح کرنے کا زیادہ حق دار ہوں۔(۱۸)

ابن اسحاق کی روایت میں ہے حضرت آدمؑ نے فرمایا اے میرے بیٹے یہ تمہارے لئے حلال نہیں۔ قابیل نے حضرت آدمؑ کی بات ماننے سے انکار کردیا تب حضرت آدمؑ نے فرمایا اے میرے بیٹو تم دونوں قربانی پیش کرو تم میں سے جس کی قربانی قبول ہوگی وہ اس کے ساتھ نکاح کا حقدار ہوگا۔ ہابیل نے ایک کنواری بکری کی قربانی پیش کی۔قابیل نے گندم کی قربانی پیش کی پھر اللہ نے ایک سفید آگ کو بھیجا اس نے ہابیل کی قربانی کو کھا لیا اور قابیل کی قربانی ترک کردیا اس پر قابیل غضب ناک ہوا۔(۱۹)

قرآن کریم نے ہابیل اور قابیل کو اِن کے نام کے بجائے بنی آدمؑ کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ان سے متعلق آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''(اے نبی مکرم) آپ اِن لوگوں کو آدمؑ کے دو بیٹوں (ہابیل و قابیل) کی خبر سنائیں جو بالکل سچی ہے جب دونوں نے (اللہ کے حضور ایک ایک) قربانی پیش کی سو اِن میں سے ایک (ہابیل) کی قبول کرلی گئی اور دوسرے (قابیل) سے قبول نہ کی گئی تو اس (قابیل) نے (ہابیل سے حسداً اور انتقاماً) کہا میں تجھے ضرور قتل کردوں گا۔ اس

(ہابیل) نے (جواباً) کہا بے شک اللہ پرہیزگاروں سے ہی (نیاز) قبول فرماتا ہے۔ اگر تو اپنا ہاتھ مجھے قتل کرنے کے لئے میری طرف بڑھائے گا (تو پھر بھی) میں اپنا ہاتھ تجھے قتل کرنے کے لئے تیری طرف نہیں بڑھاؤں گا کیونکہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ میں چاہتا ہوں (کہ مجھ سے کوئی زیادتی نہ ہو اور) میرا گناہ (قتل) اور تیرا اپنا سابقہ گناہ (جس کے باعث تیری قربانی نامنظور ہوئی سب) تو ہی حاصل کرلے پھر تو اہل جہنم میں ہوجائے گا اور یہ ہی ظالموں کی سزا ہے۔ پھر اس (قابیل) کے نفس نے اِس کے لئے اپنے بھائی (ہابیل) کا قتل آسان کردیا پس وہ نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگیا۔ پھر اللہ نے ایک کوّا بھیجا جو زمین کریدنے لگا تاکہ اسے دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کس طرح چھپائے (یہ دیکھ کر) اس نے کہا ہائے افسوس کیا میں اس کوّے کے مانند بھی نہ ہوسکا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپادیتا سو وہ پشیمان ہونے والوں میں سے ہوگیا۔ (۲۰)

ادریس علیہ السلام

حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا تھا۔ حضرت آدم وشیث علیہ السلام کے بعد یہ پہلے شخص ہیں جن کو نبوت ملی۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ادریسؑ سفید رنگ طویل القامت تھے۔ ان کا سینہ چوڑا تھا اور جسم پر بال کم تھے اور سر پر بڑے بڑے بال تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے زمین پر اہل زمین کا ظلم اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے سرکشی دیکھی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو چھٹے آسمان کی طرف اُٹھالیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **ورفعناہ مکاناً علیا** (۲۱) علامہ آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ لکھتے ہیں۔

> حضرت ادریسؑ حضرت نوح سے پہلے نبی بنائے گئے تھے،
> المستدرک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان
> کے درمیان ایک ہزار سال کا عرصہ تھا ان کا نام اخنوخ بن یرد بن
> مھلائیل بن انوش بن قینان بن شیث بن آدم علیہ السلام ہے۔ (۲۲)

حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق آیات کریمہ **ورفعناہ مکاناً علیا** یعنے ہم نے (ادریسؑ) کو بلند مقام پر اُٹھالیا۔ اس آیت کریمہ کے متعلق علماء ومفسرین کا بکثرت اختلاف پایا جاتا ہے۔ کعب کی روایت میں ہے حضرت ادریسؑ کی روح چھٹے آسمان پر قبض کرلی گئی۔ حضرت ابن عباسؓ کا بھی یہی قول ہے مجاہد اور حضرت

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ وہ چوتھے آسمان پر ہیں اور زید بن اسلم نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضرت ادریس جنت میں زندہ ہیں۔امام الحسین بن سعد دبغوی متوفی ۵۱۶ھ لکھتے ہیں:

> اس میں اختلاف ہے کہ حضرت ادریسؑ آسمان پر زندہ ہیں یا فوت شدہ ہیں۔بعض نے کہا وہ وصال پا چکے ہیں اور بعض نے کہا وہ زندہ ہیں۔اُنھوں نے کہا چار نبی زندہ ہیں دو زمین پر ہیں۔خضرؑ اور الیاسؑ اور دو آسمان میں ادریسؑ اور عیسیٰ علیہ السلام۔(۲۳)

امام رازی متوفی ۶۰۶ھ اور علامہ ابوالحیان اندلسی متوفی ۷۵۴ھ نے لکھا ہے۔اقتباس ملاحظہ ہو:

> ''کہ ایک فرشتہ ان کا دوست تھا وہ ان کو چوتھے آسمان پر لے گیا وہاں ان کی روح قبض کر لی گئی۔(۲۴)(۲۵)

حضرت ادریس علیہ السلام کی حیاتِ ظاہری کے متعلق کوحتمی رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔تفسیر درمنثور میں حضرت ادریس کی بابت اقتباس ملاحظہ ہو:

> امام ابن حاتم نے حسن مسند کے ساتھ ابن مسعود سے روایت کیا ہے۔فرماتے ہیں حضرت ادریسؑ ہی حضرت الیاس علیہ السلام ہیں۔(۲۶)

حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق غلام رسول سعیدی رقمطراز ہیں۔ملاحظہ ہو:

> ''حضرت ادریسؑ وہ پہلے شخص ہیں جس نے ستاروں اور حساب میں غور وفکر کیا۔اور وہ پہلے نبی ہیں جس نے قلم کے ساتھ خط کھینچا۔ کپڑے سئے اور سلے ہوئے کپڑے پہنے اور وہ درزی تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ پر تیس ۳۰ صحیفے نازل فرمائے تھے۔اور وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے ناپنے تولنے کے آلات اور ہتھیار بنائے اور بنو قابیل سے قتال کیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت الیاس ہیں

اوراعتماد پہلے قول پر ہے۔(۲۷)

قرآن مجید میں حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر صرف دو مقامات پر آیا ہے۔آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

اور (اس) کتاب میں ادریسؑ کا ذکر کیجئے بیشک وہ بڑے
صاحب صدق نبی تھے۔اور ہم نے اُنھیں بلند مقام پر اُٹھالیا۔(۲۸)
اور اسمٰعیل اور ادریسؑ اور ذوالکفل (کو بھی یاد فرمائیں) یہ سب صابر
لوگ تھے۔(۲۹)

حضرت نوحؑ/قومِ نوح/طوفانِ نوح

حضرت نوح علیہ السلام حضرت آدمؑ کے بعد پہلے رسول ہیں اور مفسرین نے اِنھیں ابوالبشر ثانی کہا ہے۔ چونکہ نوح علیہ السلام کی بدعا سے سارے عالم میں طوفان آیا تھا۔ پھر آپ بحکم خداوندی کشتی میں کچھ افراد کے ساتھ سوار ہوئے اور آپ سے انسانیت کو ایک نئی زندگی ملی۔ قصص القرآن میں حضرت نوحؑ کا سلسلۂ نسب ملاحظہ ہو:

''علم الانساب کے ماہرین نے حضرت نوحؑ کا نسب نامہ اس طرح بیان کیا ہے۔ نوح بن لامک بن متوشالح بن اخنوخ یا خنوح بن یارُد بن مھلائیل بن قینان بن انوش بن شیثؑ بن آدمؑ''۔(۲۰)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو قرآن مجید میں کئی مقامات پر یاد فرمایا ہے۔ آیات ملاحظہ ہوں:

''اور بیشک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا (اُنھوں نے ان سے کہا) میں تمہارے لئے کھلا ڈر سنانے والا (بن کر آیا) ہوں کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو میں تم پر دردناک دن کے عذاب (کی آمد) کا خوف رکھتا ہوں۔ سو ان کی قوم کے کفر کرنے والے سرداروں نے اور وڈیروں نے کہا ہمیں تو تم ہمارے جیسے بشر دکھائی دیتے ہو اور

ہم نے کسی (معزز شخص) کو تمہاری پیروی کرتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے ہمارے (معاشرے کے) سطحی رائے رکھنے والے پست وحقیر لوگوں کے (جو بے سوچے سمجھے تمہارے پیچھے لگ گئے ہیں) اور ہم تمہارے اندر اپنے اوپر کوئی فضیلت و برتری (یعنی طاقت واقتدار مال ودولت یا تمہاری جماعت میں بڑے لوگوں کی شمولیت الغرض ایسا کوئی نمایاں پہلو) بھی نہیں دیکھتے بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں (نوحؑ نے) کہا اے میری قوم بتاؤ تو سہی اگر میں اپنے رب کی طرف روشن دلیل پر بھی ہوں اور اس نے مجھے اپنے حضور سے (خاص) رحمت بھی بخشی ہو مگر وہ تمہارے اوپر (اندھوں کی طرح) پوشیدہ کردی گئی ہو تو کیا ہم اسے تم پر جبراً مسلط کرسکتے ہیں درآنحالانکہ تم اسے ناپسند کرتے ہو اور اے میری قوم میں تم سے اس (دعوت تبلیغ) پر کوئی مال ودولت (بھی) طلب نہیں کرتا میرا اجر تو صرف اللہ (کے ذمہ کرم) پر ہے اور میں (تمہاری خاطر) ان (غریب اور پسماندہ) لوگوں کو جو ایمان لے آئے ہیں دھتکارنے والا بھی نہیں ہوں (تم انھیں حقیر مت سمجھو یہی حقیقت میں معزز ہیں) بیشک یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات سے بہرہ یاب ہونے والے ہیں اور میں تو درحقیقت تمہیں جاہل (وبے فہم) قوم کو دیکھ رہا ہوں۔ اور اے میری قوم اگر میں ان کو دھتکار دوں تو اللہ (کے غضب) سے (بچانے میں) میری مدد کون کرسکتا ہے کیا تم غور نہیں کرتے اور تم سے (یہ) نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں (یعنے میں بے حد دولت مند ہوں) اور نہ (یہ کہ) میں (اللہ کے بتائے بغیر) خود جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں (انسان نہیں) فرشتہ ہوں (میری دعوت کرشماتی دعوتوں پر مبنی نہیں) اور نہ ان لوگوں کی نسبت

جنھیں تمہاری نگاہیں حقیر جان رہی ہیں یہ کہتا ہوں کہ اللہ انھیں ہرگز کوئی بھلائی نہ دے گا (یہ اللہ کا امر اور ہر شخص کا نصیب ہے) اللہ بہتر جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے (اگر ایسا کہوں تو) بے شک میں اسی وقت ظالموں میں سے ہو جاؤں گا۔ وہ کہنے لگے اے نوحؑ بے شک تم ہم سے جھگڑ چکے ہو تم نے ہم سے بہت جھگڑا کر لیا بس اب ہمارے پاس وہ (عذاب) لے آؤ جس کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو اگر تم (واقعی) سچے ہو۔ نوحؑ نے کہا عذاب تو بس اللہ ہی تم پر لائے گا اگر اس نے چاہا اور تم (اسے) حاضر نہیں کر سکتے اور میری نصیحت (بھی) تمہیں نفع نہ دے گی۔ خواہ میں تمہیں نصیحت کرنے کا ارادہ کروں اگر اللہ نے تمہیں گمراہ کرنے کا ارادہ فرما لیا ہو وہ تمہارا رب ہے اور تم کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (۳۱)

اور نوح کی طرف وحی کی گئی (اب) ہرگز تمہاری قوم میں سے (مزید) کوئی ایمان نہیں لائے گا سوائے ان کے جو (اِس وقت تک) ایمان لا چکے ہیں سو آپ ان کے (تکذیب و استہزا کے) کاموں سے رنجیدہ نہ ہوں۔ اور تم ہمارے حکم کے مطابق ہمارے سامنے ایک کشتی بناؤ اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے (کوئی) بات نہ کرنا وہ ضرور غرق کئے جائیں گے۔ اور نوح کشتی بناتے رہے اور جب بھی ان کی قوم کے سردار اُن کے پاس سے گزرتے ان کا مذاق اُڑاتے نوحؑ (انھیں جواباً) کہتے اگر (آج) تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو (کل) ہم بھی تم سے تمسخر کریں گے جیسے تم تمسخر کر رہے ہو۔ سو تم عنقریب جان لو گے کہ کس پر (دنیا میں ہی) عذاب آتا ہے جو اُسے ذلیل و رسوا کرے گا

اور (پھر آخرت میں بھی کس پر) ہمیشہ قائم رہنے والا عذاب اُترتا ہے
یہاں تک کہ جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا اور تنور (پانی کے چشموں کی
طرح) جوش سے اُبلنے لگا (تو) ہم نے فرمایا (اے نوحؑ) اس کشتی میں
سے ہر جنس میں سے (نر اور مادہ) دو عدد پر مشتمل جوڑا سوار کر لو اور اپنے
گھر والوں کو بھی (لے لو) سوائے اُن کے جن پر (ہلاکت کا) فرمان
پہلے صادر ہو چکا ہے اور جو کوئی ایمان لے آیا ہے (اسے بھی ساتھ لے
لو) اور چند (لوگوں) کے سوا جو ان پر ایمان نہیں لائے تھے اور نوحؑ نے
کہا تم لوگ اس میں سوار ہو جاؤ اللہ ہی کے نام سے اس کا چلنا اور اس کا
ٹھہرنا ہے۔ بے شک میرا رب بڑا ہی بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ اور
وہ کشتی پہاڑوں جیسی (طوفانی) لہروں میں انھیں لئے چلتی جا رہی تھی کہ
نوحؑ نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ ان سے الگ (کافروں کے ساتھ
کھڑا) تھا اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے
ساتھ نہ رہ۔ وہ بولا میں (کشتی میں سوار ہونے کے بجائے) ابھی کسی
پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچا لے گا نوحؑ نے کہا آج اللہ
کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہے مگر اِس شخص کو جس پر وہی
(اللہ) رحم فرما دے، اسی اثناء میں دونوں (یعنی باپ بیٹے) کے درمیان
(طوفانی) موج حائل ہو گئی۔ سو وہ ڈوبنے والوں میں ہو گیا اور (جب
سفینۂ نوح کے سوا سب ڈوب کر ہلاک ہو چکے تو) حکم دیا گیا اے زمین
اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تو تھم جا اور پانی خشک کر دیا گیا اور کام تمام
کر دیا گیا اور کشتی جودی پہاڑ پر جا ٹھہری اور فرما دیا گیا کہ ظالموں کے
لئے (رحمت سے) دوری ہے اور نوحؑ نے اپنے رب کو پکارا اور عرض کیا
اے میرے رب بے شک میرا لڑکا (بھی) تو میرے گھر والوں میں

داخل تھا اور یقیناً تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے۔ ارشاد ہوا اے نوحؑ بے شک وہ تیرے گھر والوں میں شامل نہیں کیونکہ اس کے عمل اچھے نہ تھے پس مجھ سے وہ سوال نہ کیا کر جس کا تمہیں علم نہ ہو میں تمہیں نصیحت کئے دیتا ہوں کہ کہیں تم نادانوں میں سے (نہ) ہو جانا۔ (نوح نے) عرض کیا اے میرے رب میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے وہ سوال کروں جس کا مجھے کچھ علم نہ ہو اور اگر تو مجھے نہ بخشے گا اور مجھ پر رحم (نہ) فرمائے گا (تو) میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔ فرمایا گیا اے نوح ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ (کشتی سے) اُتر جاؤ جو تم پر ہیں اور ان طبقات پر ہیں جو تمہارے ساتھ ہیں اور (آئندہ پھر) کچھ طبقے ایسے بھی ہوں گے جنھیں ہم (دنیوی نعمتوں سے) بہرہ یاب فرمائیں گے پھر انھیں ہماری طرف سے دردناک عذاب آ پہنچے گا۔ (۳۲)

اور نوحؑ (کو بھی یاد کریں) جب اُنھوں نے ان (انبیاء) سے پہلے (ہمیں) پکارا تھا سو ہم نے اُن کی دعا قبول فرمائی پس ہم نے اُن کو اور اُن کے گھر والوں کو بڑے شدید غم و اندوہ سے نجات بخشی۔ اور ہم نے اس قوم (کے اذیت ناک ماحول) میں ان کی مدد فرمائی جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ بیشک وہ (بھی) بہت بُری قوم تھی سو ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔ (۳۳) اور بیشک ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں پچاس برس کم ایک ہزار سال رہے پھر اُن لوگوں کو طوفان نے آ پکڑا اس حال میں کہ وہ ظالم تھے۔ پھر ہم نے نوحؑ کو اور (اِن کے ہمراہ) کشتی والوں کو نجات بخشی اور ہم نے اس (کشتی اور

واقعہ) کو تمام جہان والوں کے لئے نشانی بنا دیا۔ (۳۴)

اور بیشک ہم نے نوحؑ اور ابراھیمؑ کو بھیجا اور ہم نے دونوں کی
اولاد میں رسالت اور کتاب مقرر فرما دی تو اِن میں سے (بعض)
ہدایت یافتہ ہیں اور اِن میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں۔ (۳۵)

حضرت نوحؑ کا نہ صرف قرآن مجید میں مختلف مقامات پر ذکر ملتا ہے بلکہ ایک مکمل سورۃ ''سورۂ نوح'' کے نام سے موجود ہے۔ سورۂ نوح سے چند آیات ملاحظہ ہوں:

''نوح نے عرض کیا اے میرے رب اُنھوں نے میری نافرمانی
کی اور اُس (سرکش روساء کے طبقے) کی پیروی کرتے رہے جس کے
مال و دولت اور اولاد نے سوائے نقصان کے اور کچھ نہیں بڑھایا اور
(عوام کو وہ گمراہی میں رکھنے کے لئے) وہ بڑی بڑی چالیں چلتے ہیں اور
کہتے رہے کہ تم اپنے معبودوں کو مت چھوڑنا اور وَدّ اور یغوث اور یعوق
اور نسر (نامی بتوں) کو (بھی) ہرگز نہ چھوڑنا اور واقعی اُنھوں نے بہت
لوگوں کو گمراہ کیا سو (اے میرے رب) تو (بھی ان) ظالموں کو سوائے
گمراہی کے (کسی اور چیز میں) نہ بڑھا۔ (بالآخر) وہ اپنے گناہوں
کے سبب غرق کر دیئے گئے پھر آگ میں ڈال دیئے گئے سو وہ اپنے اللہ
کے مقابل کسی کو مددگار نہ پا سکے اور نوحؑ نے عرض کیا اے میرے رب
زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا باقی نہ چھوڑ۔ بے شک اگر تو انھیں
(زندہ) چھوڑ دے گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتے رہیں گے اور وہ
بدکار (اور) سخت کافر اولاد کے سوا کسی کو جنم نہیں دیں گے۔ (۳۶)

حضرت ہود (علیہ السلام)/قوم عاد

قومِ عاد عرب کی قدیم اقوام میں سے تھی۔ جن کی قوت وشوکت اور حکومت وفرماں روائی کے بڑے مبالغہ انگیز افسانے زبان زدِ عوام تھے۔ ان کا یہ نام ان کے ایک دادا کے نام پر پڑ گیا تھا۔ جس کا شجرہ یہ بتایا جاتا ہے۔ ہود بن عوص بن ارم بن شالح بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔ حضرت ہود اِسی قوم کی ایک معزز شاخ کے چشم و چراغ تھے۔ حضرت ہود علیہ السلام کا شجرۂ نسب یہ ہے ہود بن عبداللہ بن رباح بن عاد بن عوض بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔ (۳۷)

لیکن تفسیر ضیاء القرآن میں سلسلہ نسب یہ ہے ہود بن عبداللہ بن رباح بن الجلود بن عاد بن عوض بن ارم بن شالح بن ارفخشد بن سام بن نوح (۳۸)

حضرت ہود کا مسکن احقاف کا علاقہ تھا جو یمن کا ایک حصہ ہے اور ان کا پایۂ تخت حضرموت تھا۔ یہ علاقہ اُس وقت بہت سرسبز وشاداب تھا۔ یہ قوم اپنی قوت ووجاہت میں لاجواب تھی۔ دور دراز تک اردگرد کا علاقہ ان کے زیرنگیں تھا۔ لیکن بدقسمتی سے یہ بھی شرک میں مبتلا تھے اور اپنے ہر کام کے لئے الگ الگ خدا بنا رکھے تھے۔ اُن کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور اُنھوں نے انھیں بالکل معبودوں سے قطع تعلق کرنے اور اپنے مولائے حقیقی سے رشتۂ عبودیت جوڑنے کی دعوت دی۔ آپ کی شفقت بھری دعوت کا ردعمل یہ ہوا کہ آپ کی قوم کے سرداروں نے آپ کو بے وقوف اور جھوٹا تک کہنا شروع کر دیا۔ لیکن آپ

کی جبیں پر بل تک نہ آیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر سات مقامات پر فرمایا ہے اور قوم عاد کا ذکر نو سورتوں میں ہوا ہے۔ یعنی اعراف، ہود، مؤمنون، شعراء، صفت، احقاف، الذاریات، القمر اور الحاقہ۔ قرآن مجید میں حضرت ہود علیہ السلام کے نام سے ایک مستقل سورۃ ملتی ہے جس کو سورۃ الہود کہا جاتا ہے۔ ہود علیہ السلام کی اپنی قوم کی تبلیغ کے متعلق آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی (ہم قبیلہ) ہود کو بھیجا، اُنھوں نے کہا اے میری قوم، اللہ کی عبادت کرو اس کے سوائے تمہاری عبادت کا کوئی مستحق نہیں ہے تو کیا تم نہیں ڈرتے۔ ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا بے شک ہم آپ کو حماقت میں مبتلا پاتے ہیں اور بے شک ہم آپ کو جھوٹوں میں سے گمان کرتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا اے میری قوم مجھ میں کوئی حماقت نہیں ہے لیکن میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں۔ میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا قابل اعتماد خیر خواہ ہوں۔ کیا تمہیں اس پر تعجب ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کے ذریعہ نصیحت آئی ہے تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جب قوم نوحؑ کے بعد اللہ نے تم کو ان کا جانشین بنادیا اور تمہاری جسامت کو بڑھادیا سو تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔ اُنھوں نے کہا کیا آپ ہمارے پاس اس لئے آئے ہیں کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور ان (معبودوں) کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے۔ آپ ہمارے پاس وہ (عذاب) لے آئیں جس کا آپ ہم سے وعدہ کرتے رہے۔ اگر آپ سچوں میں سے ہیں۔ (ہود نے) کہا یقیناً تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب نازل ہو گیا کیا تم مجھ

سے اُن ناموں کے متعلق جھگڑ رہے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں جن کے متعلق اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی سو تم (عذاب کا) انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ پس ہم نے ہود کو اور ان کے اصحاب کو اپنی رحمت سے نجات دی اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اور وہ ایمان والے نہ تھے۔ (۳۹)

جب قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام کے پیغام حق کی تکذیب کی اور آپ کی دعوت کو نہ صرف ٹھکرایا بلکہ آپ کو جھوٹا سمجھ کر آپ سے کہا کہ اگر آپ سچے ہیں تو وہ عذاب ہم پر لے آؤ جس کا تم بیان کر رہے ہو چنانچہ ان کی یہ نافرمانی کی بناء پر اللہ نے ان پر اپنا عذاب مسلط فرمایا اس سلسلہ کی آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''پھر جب اُنھوں نے اس (عذاب) کو بادل کی طرح اپنے میدانوں کی طرف آتے دیکھا تو کہنے لگے یہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا (نہیں) بلکہ یہ وہ عذاب ہے جس کو تم نے جلدی طلب کیا ہے یہ ایک (سخت) آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔ یہ ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے برباد کر ڈالے گی پھر اُنھوں نے اس حال میں صبح کی کہ ان کے گھروں کے سوا کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی ہم مجرموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔ (۴۰)

جس وقت ان پر عذاب آیا اُس وقت قحط سالی اور خشک سالی تھی جب اُنھوں نے امنڈتا ہوا بادل دیکھا تو خوش ہو کر کہنے لگے بہت برسنے والی گھٹا آئی ہے اب سب ندی نالے بھر جائیں گے اور خوش حالی آجائے گی یہ بڑی زور کی آندھی تھی جو سات رات اور آٹھ دن مسلسل چلتی رہی یہ آندھی ہر چیز کو اکھاڑ پھینک رہی تھی سوائے مکانات اور کھنڈرات کے قرآن مجید سے آندھی کی تفصیل ملاحظہ ہو:

''سو ہم نے (اِن کی) نحوست کے دنوں میں ان پر خوفناک آواز والی آندھی بھیجی تا کہ ہم انھیں دنیا کی زندگی میں ذلت والا عذاب چکھائیں۔ (۴۱) بے شک ہم نے ان پر نہایت سخت تیز آواز والی آندھی بھیجی (ان کے حق میں) دائمی نحوست کے دن میں۔ وہ آندھی لوگوں کو (اس طرح) اُٹھا کر (زمین پر) دے مارتی تھی گویا وہ کھجور کے اُکھڑے ہوئے درختوں کی جڑیں ہیں۔ (۴۲)

''اللہ تعالیٰ نے اس آندھی کو اُن پر سات راتوں اور آٹھ دنوں تک متواتر مسلط کر دیا تھا وہ آندھی جڑ کاٹنے والی تھی سو (اے مخاطب اگر) تو (اس وقت وہاں موجود ہوتا تو) اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا کہ گویا وہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو کیا تجھ کو اِن میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے۔ (۴۳)

حضرت سیدنا صالح علیہ السلام/قومِ ثمود/ ناقہ

حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر قوم ثمود کی طرف بھیجا تھا۔ ثمود دراصل حضرت صالحؑ کے قبیلہ کا نام تھا۔ ان کا جد اعلیٰ ثمود بن عبید بن عوص بن عاد بن ارم بن سام بن نوح تھا۔ حضرت صالح علیہ السلام کا سلسلہ نسب تفسیر تبیان القرآن سے ملاحظہ ہو:

''صالح بن عبید بن آصف بن کاشح بن حاذر بن ثمود بن عبید بن عوص بن عاد بن ارم بن سام بن نوح''۔(۴۴)

قوم ثمود کے پاس ہرے بھرے باغات اور چشمے کھیتوں اور پھل سے لدے ہوئے نخلستان تھے اور سنگ تراشی کے فن میں اِنھیں بڑی مہارت حاصل تھی۔ ایک قبیلہ کو دوسرے قبیلے سے لڑا کر خوش ہوتے اور کمزوروں پر ظلم کرتے تھے اور بتوں کی پوجا کرتے تھے بحکم خداوندی حضرت صالحؑ نے اُنھیں دین حق کی دعوت دی تھی۔ اس سلسلہ کی آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

''جھٹلایا قوم ثمود نے رسولوں کو۔ جب کہا اُنھیں اُن کے بھائی صالح نے کیا تم (قہر الٰہی سے) نہیں ڈرتے میں تمہارے لئے رسولِ امین ہیں۔ سو ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری پیروی کرو۔ اور میں نہیں طلب کرتا اس پر کوئی معاوضہ۔ میرا معاوضہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے کیا

تمہیں رہنے دیا جائے گا اس (عیش وطرب) میں جس میں تم یہاں
امن سے ان باغات میں اور چشموں میں اور (شاداب) کھیتوں میں اور
کھجور کے درختوں میں جن کے شگوفے بڑے نرم و نازک ہیں اور
تراشتے اور تراشتے رہو گے پہاڑوں میں گھر بناتے ہوئے۔ پس اللہ
سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور نہ پیری کرو حد سے بڑھنے والوں
کی۔ جو لوگ زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہ اصلاح کی کوشش نہیں
کرتے۔(۴۵)

حضرت صالح علیہ السلام نے جب قوم ثمود کو پیغامِ حق سنایا اُنھوں نے بجائے اُسے قبول کرنے کے اُس پیغام حق کو ٹھکرا دیا اور اُنھوں نے چٹان سے سرخ اونٹنی مانگی تفسیر ضیاء القرآن نے اس سلسلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے۔ ملاحظہ ہو:

''حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ثمودیوں نے آپ سے
یہ مطالبہ کیا کہ اس چٹان سے سرخ رنگ کی اونٹنی نکلے جو دس ماہ کی حاملہ
ہو اور ہماری آنکھوں کے سامنے بچہ دے تو ہم تمہیں رسول مانیں گے
آپ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا مانگی وہاں کیا مشکل تھا اُن کا مطالبہ پورا
کر دیا گیا۔ حضرت صالح نے فرمایا یہ اونٹنی اللہ کی نشانی ہے اب یوں
ہوگا کہ ایک دن یہ تنہا پانی پیے گی اور دوسرے دن تمام انسان اور
تمہارے مویشی پانی پئیں گے اور یاد رکھنا اونٹنی کو اذیت نہ پہنچانا ورنہ
تمہاری خیر نہیں''۔(۴۶)

اسی سلسلہ کی آیات کا ترجمہ ذکر قرآن مجید سے ملاحظہ ہو:

''اُنھوں نے کہا تم صرف اُن لوگوں میں سے ہو جن پر جادو کیا ہوا ہے۔تم صرف ہمارے مثل بشر ہو اگر تم سچوں میں سے ہو تو (اپنی نبوت پر) کوئی نشانی لاؤ۔ صالح نے کہا یہ اونٹنی ہے ایک دن اس کے (پانی) کا ہے اور ایک مقررہ دن تمہارے (پانی) پینے کا ہے۔تم اس کے ساتھ کوئی برائی نہ کرنا ورنہ بڑے دن کا عذاب تم کو پکڑے گا۔(۴۷)

حضرت صالحؑ کے کہنے کے باوجود اُن کی قوم حدوداللہ کو توڑ بیٹھی چنانچہ قرآن مجید سے اس سلسلے کی آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

''پھر اُنھوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں (سو اِس روشنی کو ہلاک کردیا) پھر وہ (اپنے کئے پر) پشیمان ہوگئے۔سو انھیں عذاب نے آ پکڑا بیشک اس (واقعہ) میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر لوگ مومن نہ تھے۔(۴۸)

قوم ثمود نے جب اونٹنی کو قتل کر ڈالا تو اِن پر عذاب الٰہی نازل ہوا۔مندرجہ ذیل اونٹنی کے قتل کی کیفیت اور قوم ثمود پر عذاب نازل ہونے کا بیان ملاحظہ ہو:

''ابن عطاء اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے اس اونٹنی کو ذبح کردیا تو حضرت صالحؑ نے اُن سے فرمایا تم پر عذاب آنے والا ہے اُنھوں نے پوچھا اُس عذاب کی کیا علامت ہے حضرت صالحؑ نے فرمایا پہلے دن تمہارے چہرے سرخ ہوجائیں گے اور دوسرے دن زرد اور تیسرے دن سیاہ ہوجائیں گے پہلے دن صبح اُٹھے تو ایک دوسرے کے چہرے دیکھ رہے تھے کہ وہ سرخ

ہو چکے ہیں، اور دوسرے دن زرد ہو گئے اور تیسرے دن سیاہ ہو گئے حتیٰ کہ ان کو عذاب کا یقین ہو گیا۔ اُنھوں نے خوشبو لگالی اور کفن پہنچے اپنے گھروں میں ٹھہر گئے۔ پھر حضرت جبرئیلؑ نے ایک چیخ ماری جس سے اُن کی روحیں نکل گئی۔ (۴۹)

حضرت سیدنا ابراھیمؑ/ حضرت سیدنا اسمٰعیلؑ/ حضرت اسحٰقؑ۔نمرود/قربانی/زم زم

ابوالانبیاء حضرت سیدنا ابراھیم علیہ السلام کی جائے ولادت کا نام ''اُر'' تھا آپ کی تاریخ ولادت ۲۱۰۰ ق م ہے آپ کا نسب نامہ یہ ہے:

''ابراھیم بن تارخ بن نامور بن شامروغ بن ارغو بن فالع بن
عامر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لمک بن متوشح بن خنوخ
(ادریسؑ) بن مھلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدمؑ۔(۵۰)

حضرت ابراھیم علیہ السلام کے والد کے متعلق دو قول ملتے ہیں ایک یہ کہ حضرت ابراھیمؑ کے والد کا نام آزر تھا لیکن ایک بڑی جماعت کا اجماع ہے آپ کے والد کا نام تارخ تھا اور وہ مومن تھے چونکہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے سر سے والد کا سایہ بچپن ہی میں اُٹھ گیا تھا اسی لئے آپ کو آپ کے چچا آزر نے پالا تھا آزر کے متعلق قرآن مجید کی آیت کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اور یاد کیجئے جب ابراھیم نے اپنے (عرفی) باپ آزر سے کہا

کیا تم بتوں کو معبود قرار دیتے ہو بیشک میں تمہیں اور تمہاری قوم کی کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں''۔(۵۱)

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد کے متعلق پیر کرم شاہ اظہری نے اپنی تفسیر، تفسیر ضیاء القرآن میں سیر آمیز بحث کی ہے، ملاحظہ ہو:

''حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام آزر تھا یا چچا کا حضرت خلیلؑ کے والد مسلمان تھے یا کافر اِس مقام پر علامہ آلوسی بغدادیؒ نے اپنی تفسیر روح المعانی میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں اور اس نزع کا فیصلہ اِنھیں پر چھوڑتا ہوں۔ علامہ مذکور رقم طراز ہیں۔ علماء اہل سنت میں سے ایک جم غفیر کی رائے یہ ہے کہ آزر حضرت ابراھیمؑ کے والد نہ تھے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آبا واجداد میں کوئی بھی کافر نہ تھا حضورﷺ کا ارشاد ہے۔ لم ازل انقل من اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات والمشرکون نجس ۔ کہ میں ابتداء سے آخر تک پاک لوگوں کی پیشتوں سے پاک خواتین کے رحموں میں منتقل ہوتا چلا آرہا ہوں اور مشرک نجس ہیں۔ اس کے بعد آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ امام رازی کا یہ کہنا یہ شیعہ کا مذہب ہے درست نہیں امام رازیؒ نے اچھی طرح چھان بین نہیں کی اسی لئے یہ غلطی ہوگئی علماء اہل سنت کی اکثریت کا یہ قول ہے کہ آزر حضرت ابراھیمؑ کے چچا کا نام ہے اوراب کا لفظ چچا کے معنی میں عام استعمال ہوتا ہے۔ اپنے اس مسلک کی تائید میں علامہ مذکور نے کئی آثار نقل کئے ہیں یہاں صرف ایک چیز پیش کی جاتی ہے یہ تو ایک واضح امر ہے کہ جس کی موت کفر وشرک پر ہو اُس کے لئے دعائے مغفرت نہیں اور حضرت ابراھیم علیہ السلام اپنے والد کی

وفات کے سالہا سال بعد جب بابل سے ہجرت کر کے مصر گئے وہاں سے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کر کے شام آئے اور مدت دراز کے بعد اسمٰعیلؑ کی ولادت ہوئی اور حکم ربانی سے آپ ننھے اسمٰعیل اور اُن کی والدہ ہاجرہؓ کو صحرا میں چھوڑ آئے جہاں کعبہ کی تعمیر ہونی تھی اس واقعہ کے برسوں بعد جب اسمٰعیل جوان ہوئے اور کعبہ کی تعمیر مکمل ہوگئی تو اس وقت یہ دعا آپ نے مانگی ربنا اغفر لی و لوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب (۵۲) اے رب مجھے بھی بخش دے اور میرے والدین اور مسلمانوں کو بھی بخش دے۔ اگر حضرت کے والدین کافر ہوتے تو ایک پیغمبر یہ جانتے ہوئے کہ کافر کی بخشش نہیں ہوسکتی کبھی ان کی مغفرت کے لئے دعا نہ کرتے۔ (۵۳)

اسی طرح قرآن کریم نے بھی اَبٌ کے لفظ کو استعمال کیا ہے نعبد الھک والد ابائک ابراھیم واسمٰعیل و اسحق الھًا واحداً۔ (۵۴)

ترجمہ: اُنھوں نے کہا ہم آپ کے معبود اور آپ کے باپ دادا ابراھیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق کے معبود کی عبادت کریں گے جو معبود یکتا ہے۔ اس آیت پاک میں حضرت اسمٰعیل کو حضرت یعقوبؑ کے آبا میں ذکر کیا گیا ہے باوجود یہ کہ آپ چچا ہیں۔ حدیث شریف میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو آپ (باپ) فرمایا چنانچہ ارشاد کیا رُدُّوْ اعَلَّیٰ اَبِیْ یہاں ابی سے مراد حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ذکر قرآن مجید میں مکی اور مدنی دونوں صورتوں میں ملتا ہے چنانچہ قرآن مجید کی چوبیس ۲۴ صورتوں میں آپ کا ذکر موجود ہے اور ایک مستقل صورت کا نام ابراھیم ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی قوم نے مختلف اشیاء کو اپنا خدا بنالیا تھا، چاند، سورج، تارے یہاں کہ ہر شہر کا ایک خدا ہوتا اور ابراھیمؑ حق کی بازیافت کے لئے تفکر کرتے جس کا بیان قرآن مجید میں ملتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

''اور اس طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کی تمام

بادشاہتیں (یعنی عجائبات خلق) دکھائیں اور (یہ) اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہوجائے۔ پھر جب ان پر رات نے اندھیرا کردیا تو اُنھوں نے (ایک) ستارہ دیکھا (تو) کہا (کیا تمہارے خیال میں) یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ ڈوب گیا تو (اپنی قوم کو سنا کر) کہنے لگے میں ڈوب جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر جب چاند چمکتے دیکھا (تو) کہا (کیا تمہارے خیال میں) یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ (بھی) غائب ہوگیا تو (اپنی قوم کو سنا کر) کہنے لگے اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ فرماتا تو میں بھی ضرور (تمہاری طرح) گمراہوں کی قوم میں سے ہوجاتا۔ پھر جب سورج کو چمکتے دیکھا (تو) کہا (کیا اب تمہارے خیال میں) یہ میرا رب ہے؟ (کیونکہ) یہ سب سے بڑا ہے پھر جب وہ (بھی) چھپ گیا تو بول اُٹھے اے لوگو میں اِن (سب چیزوں) سے بیزار ہوں جنھیں تم اللہ کا شریک بناتے ہو۔ بیشک میں نے اپنا رخ (ہر سمت سے ہٹا کر) یکسوئی سے اس (ذات) کی طرف پھیر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بے مثال پیدا فرمایا ہے اور (جان لو کہ) میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ (۵۵)

حضرت سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے ان بتوں کی پرستش کے خلاف نعرہ بلند فرمایا اور اپنی قوم کو دعوتِ حق کی طرف بلایا لیکن وہ اس سے باز نہ آئے۔ تب ابراھیم علیہ السلام نے اِن بتوں کا کام تمام کیا جس کا ذکر قرآن مجید نے کیا ہے، ملاحظہ ہو:

''(ابراہیمؑ نے) فرمایا بلکہ تمہارا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس نے ان (سب) کو پیدا فرمایا اور میں اس (بات) پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں اور اللہ کی قسم میں تمہارے بتوں کے ساتھ

ضرور ایک تدبیر عمل میں لاؤں گا اس کے بعد جب تم پیٹھ پھیر کر پلٹ جاؤ گے۔ پھر ابراھیمؑ نے ان (بتوں) کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا سوائے بڑے (بت) کے تا کہ وہ لوگ اس کی طرف رجوع کریں۔ وہ کہنے لگے ہمارے معبودوں کا یہ حال کس نے کیا ہے؟ بیشک وہ ضرور ظالموں میں سے ہے۔ (کچھ) لوگ بولے ہم نے ایک نوجوان کو سنا ہے جو اِن کا ذکر (انکار و تنقید سے) کرتا ہے اسے ابراھیم کہا جاتا ہے۔ وہ بولے اسے لوگوں کے سامنے لے آؤ تا کہ وہ (اسے) دیکھ لیں۔ (جب ابراھیمؑ آئے تو) وہ کہنے لگے کیا تم نے ہی ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حال کیا ہے اے ابراھیمؑ آپ نے فرمایا بلکہ یہ (کام) ان کے اس بڑے (بت) نے کیا ہوگا تو اِن (بتوں) سے ہی پوچھو اگر وہ بول سکتے ہیں۔ پھر وہ اپنی ہی (سوچوں کی) طرف پلٹ گئے تو کہنے لگے بیشک تم خود ہی (ان مجبور و بے بس بتوں کی پوجا کرتے) ظالم (ہو گئے ہو) پھر وہ اپنے سروں کے بل اوندھے کر دیئے گئے (یعنی ان کی عقلیں اوندھی ہو گئیں اور کہنے لگے) بیشک (اے ابراھیم تم خود ہی جانتے ہو کہ یہ تو بولتے نہیں ہیں۔ (ابراھیمؑ نے) فرمایا پھر کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ان (مورتیوں) کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں کچھ نفع دے سکتی ہیں اور نہ تمہیں نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ تف ہے تم پر (بھی) اور اِن (بتوں) پر (بھی) جنھیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تو تم کیا عقل نہیں رکھتے۔ وہ بولے اس کو جلا دو اور اپنے (تباہ حال) معبودوں کی مدد کرو اگر تم (کچھ) کرنے والے ہو۔ (۵۶)

حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں جو حکمراں تھا اس کے بانی اول کا نام اُرُنَمُّوْ تھا جس نے ۲۳۰۰ برس قبل مسیح میں ایک وسیع سلطنت قائم کر لی تھی۔ اسی سے اس خاندان کو نَمُّوْ کا نام ملا جو عربی میں جا کر نمرود ہو گیا۔

حضرت ابراہیمؑ کے لئے اُر کے بادشاہ نمرود نے آگ تیار کروائی جس کی تفصیلی ملاحظہ ہو:

''نمرود (اُس کے کارندوں نے حضرت ابراھیمؑ کو ایک گھر میں قید کر دیا پھر ایک بلند پہاڑ کے دامن میں ان کے لئے ایک قلعہ بنایا جس کی دیواریں ۶۰ ذراع (نوے فٹ) اونچی تھیں اور بادشاہ نے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ ابراہیم کو جلانے کے لئے لکڑیاں جمع کرو اور اس کام کو کرنے میں کوئی عور، بچہ یا بوڑھا کوتاہی نہ کرے جو اس کام میں شریک نہیں ہوگا اس کو بھی آگ میں جلا دیا جائے گا۔ تمام لکڑیاں اس دیوار کے برابر ہوگئیں وہ چالیس دن تک اس مہم میں لگ رہے۔ حتیٰ کہ ان میں ایک عورت نذر مانگتی تھی کہ اگر میری فلاں مراد پوری ہوگئی تو میں ابراھیمؑ کی آگ کے لئے لکڑیاں چن کر لاؤں گی پھر جب مکان میں تمام لکڑیاں جمع ہوگئیں تو اُنھوں نے اس مکان سے نکلنے کے راستے بند کر دیئے اور اس میں آگ لگا دی۔ ایک قول یہ ہے کہ جس وقت آپ کو آگ میں ڈالا گیا آپ کی عمر ۱۶ سال تھی اور دوسرا قول یہ ہے کہ ۲۶ سال تھی۔ حضرت ابراھیمؑ نے کہا حسبی اللہ و نعم الوکیل حضرت جبرئیلؑ نے کہا آپ اپنے رب سے دعاء کیجئے آپ نے فرمایا اس کو جو میرے حال کا علم ہے وہی کافی ہے۔ (۵۷)

حضرت ابراہیمؑ نے اللہ رب العزت پر توکل کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی اپنی مدد و نصرت بھیجی اور ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

ہم نے فرمایا اے آگ تو ابراھیم پر ٹھنڈی اور سراپا سلامتی ہو جا اور اُنھوں نے ابراھیمؑ کے ساتھ بُری چال کا ارادہ کیا تھا مگر ہم نے اُنھیں بُری طرح ناکام کر دیا''۔ (۵۸)

نمرود اور اُس کی قوم کا انجام:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے نمرود کے پاس اپنا فرشتہ تین مرتبہ بھیجا جو اس کو اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیتا تھا لیکن نمرود نے انکار کیا اُس فرشتے نے کہا تم اپنا لشکر جمع کرو میں اپنا لشکر جمع کرتا ہوں البدایہ والنہایہ میں موجود ہے۔ سو نمرود نے اپنے حواریوں اور سپاہیوں کا لشکر جمع کیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف مچھر بھیجے جن کو دھوپ کی وجہ سے اُنھوں نے نہیں دیکھا پھر اللہ نے وہ مچھر اِن پر مسلط کر دیئے۔ مچھروں نے اِن کا خون پی لیا اور اِن کا گوشت کھا گئے اور جنگل میں صرف اُن کی ہڈیاں پڑی رہ گئیں ایک مچھر نمرود کے نتھنے کے راستے دماغ میں چلا گیا اور چار سو سال تک وہ اس عذاب میں مبتلا رہا۔ اس عرصہ میں اس کے سر پر ہتھوڑے مارے جاتے رہے حتیٰ کہ عزوجل نے اُسے ہلاک کر دیا۔(۵۹) اللہ تبارک وتعالیٰ نے ابراھیمؑ کو نارِ نمرود سے بچا کر نکال لیا۔ حضرت ابراھیمؑ حضرت لوطؑ کے ساتھ عراق سے ملک شام کی طرف ہجرت فرمائی چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

> ''ہم نے ابراھیم کو اور لوط کو نجات دے کر اس سرزمین کی طرف لے گئے جس میں ہم نے تمام جہان والوں کے لئے برکت فرمائی تھی''۔(۶۰)

تفسیر نعیمی سے حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت کی تفصیل ملاحظہ ہو:

> ''حضرت سیدنا ابراھیمؑ نے جب نمرود کے ہاتھ سے نجات پائی، بابل والوں کے ایمان سے مایوس ہوئے تو وہاں سے ہجرت کر کے اپنے چچا ہاران کے گھر مقام حران میں آ گئے۔ ہاران نے حضرت سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے ساتھ اپنی لڑکی سارا کا نکاح کر دیا۔ حضرت ابراھیمؑ وہاں تبلیغ میں مصروف ہو گئے لیکن سوائے حضرت لوطؑ اور حضرت سارہؓ کے کوئی بھی مسلمان نہ ہوا۔ ہاران نے ان تینوں کو گھر سے نکال دیا اور تینوں مصر روانہ ہوئے وہاں بادشاہ ظالم اور سرکش تھا کسی

خوبصورت عورت کو دیکھتا تو اُس کے شوہر کو قتل کر عورت پر قبضہ کر لیتا۔ حضرت سارہؓ بے انتہا خوبصورت تھیں جب بادشاہ کو اس کی خبر ملی تو اُس نے بی بی سارا کو گرفتار کر لیا اور بی بی سارہؓ نے اللہ کی پناہ لی جب وہ ظالم بادشاہ آپ پر دست درازی کرنا چاہا لیکن بے ہوش ہو گیا اور یہ معاملہ متعدد مرتبہ ہوا۔ بادشاہِ مصر کے قید میں اور ایک عورت تھی جس کا نام ہاجرہ تھا جب بادشاہ مصر اُس عورت کے بھی قریب جاتا بے ہوش ہو جاتا اُس نے فوراً ہاجرہ کو بھی بی بی سارا کے حوالے کر دیا یہاں سے چاروں افراد روانہ ہو کر فلسطین پہنچے لوگوں نے اِن بزرگوں کو غنیمت جانا اور اُن کی عزت کی اور زمین کے نذرانے پیش کئے اللہ نے آپ کی زمین میں اتنی برکت عطاء فرمائی کہ آپ کے پاس کچھ دن میں کھیتی باڑی غلام بے شمار ہو گئے۔ حضرت ابراھیمؑ نے حضرت لوط کو روم کی طرف تبلیغ دین کے لئے بھیجا۔ حضرت بی بی سارا کہنے لگیں ہمارے گھر اللہ کا دیا بہت کچھ ہے مگر اولاد نہیں آپ ہاجرہ سے شادی فرمالیں۔ آپ نے بی بی ہاجرہ سے شادی کی جن سے آپ کو حضرت سیدنا اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے۔ بی بی ہاجرہ صرف اِنھیں دودھ پلاتی تھیں اور بی بی سارا ان کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ حضرت ابراھیمؑ نے بی بی سارا کا خیال کر (کہ ان کو تکلیف نہو) کبھی حضرت اسمٰعیل کو اپنی گود میں نہیں لیا۔ حضرت اسمٰعیل ایک مرتبہ تنہا حجرے میں لیٹے ہوئے تھے شفقتِ پدری جوش میں آئی آپ نے حضرت اسمٰعیل کے رخسار اور پیشانی کو بوسہ دے رہے تھے کہ اچانک بی بی سارا آ گئیں اور کہنے لگیں اسی وقت ان ماں بیٹے کو میرے گھر سے نکال دو۔ (۶۱)

بے آب وجنگل میں چھوڑ کر آؤ۔ آپؑ نے بی بی سارہؓ کو بہت سمجھانے کی کوشش کی لیکن آپ نہیں مانیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراھیمؑ پر وحی نازل فرمائی کہ سارا کی بات مانو اس میں ایک راز ہے۔ ابراھیمؑ اُن دونوں کو سواریوں پر لے کر روانہ ہوئے اور منزل بہ منزل وہاں پہونچے جہاں آج خانۂ کعبہ ہے۔ حکم الٰہی ہوا اِن دونوں کو یہاں چھوڑ دو اور ہمارے سپرد کر جاؤ۔ (۶۲)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کلام حمید میں اس واقعہ کو بیان فرمایا ہے اس سلسلہ کی آیت کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اے ہمارے رب بے شک ہم نے اپنی اولاد (اسمٰعیل) کو (مکہ کی) بے آب وگیاہ وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسادیا ہے۔ اے ہمارے رب تاکہ وہ نماز قائم رکھیں پس تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کردے کہ وہ شوق ومحبت کے ساتھ ان کی طرف مائل ہوں اور انھیں (ہر طرح کے) پھلوں کا رزق عطا فرما تاکہ وہ شکر بجالاتے رہیں''۔ (۶۳)

حضرت ابراھیمؑ نے بی بی ہاجرہ اور اپنے ننھے اسمٰعیل کو چھوڑ کر اپنی راہ لی۔ چاہِ زم زم کے پاس صرف ایک درخت تھا باقی سارا چٹیل میدان تھا جب تک غلہ رہا بی ہاجرہ فرزند کو دودھ پلاتیں رہیں۔ جب غلہ ختم ہوگیا دودھ بھی خشک ہوگیا اور حضرت اسمٰعیلؑ پیاس سے رونے لگے آپ صفا سے مروہ، مروہ سے صفا سعی کرنے لگیں۔ اس طرح آپ نے سات چکر لگائے پھر اچانک آپ کے کانوں میں ایک ہیبت ناک آواز آئی۔ بی بی ہاجرہ فوراً فرزند کے پاس آئیں دیکھیں کہ آپ زمین پر ایڑھیاں رگڑ رہے ہیں اور پانی کا چشمہ جاری ہوا ہے آپ نے فرمایا زم زم یعنے پانی میٹھا ہے یا ٹھہر جا ٹھہر جا یا کافی ہے کافی، فرمایا۔

حضرت سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا مانگی تھی۔ اے مولیٰ مجھے صالح اولاد دے۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِنھیں بردبار لڑکے کی خوشخبری دی۔ (۶۴) یعنی اسمٰعیل کی خوشخبری دی اور آپ کی ولادت کے بعد بحکم الٰہی کعبۃ اللہ چھوڑ آئے۔ بی بی سارا کی اجازت سے اپنے فرزند سے ملاقات فرمائی اور

بحکم رب العالمین کعبہ کی تعمیر فرمائی جو کہ یکم ذی الحجہ تا ۲۴ ذی الحجہ مکمل ہوئی۔ لیکن اس دوران حکم خداوندی ہوا اپنے عزیز بیٹے اسمٰعیل کی قربانی دو۔

اس سلسلہ کی آیات ملاحظہ ہوں:

پھر جب وہ (اسمٰعیلؑ) ان کے ساتھ دوڑ کر چل سکتے (کی عمر) کو پہنچ گیا تو (ابراھیمؑ نے) فرمایا اے میرے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، سوغور کرو کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ (اسمٰعیل نے) کہا ابّا جان وہ کام (فوراً) کر ڈالئے جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابروں میں پائیں گے۔ پھر دونوں جب (رضائے الٰہی کے سامنے) جھک گئے (یعنی دونوں نے مولیٰ کے حکم کو تسلیم کر لیا) اور ابراھیمؑ نے اسے پیشانی کے بل لٹا دیا۔ اور ہم نے اُسے ندا دی کہ اے ابراھیم واقعی تو نے خواب سچ کر دکھایا بے شک ہم محسنوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شک یہ بہت بڑی کھلی آزمائش تھی اور ہم نے ایک بہت بڑی قربانی کے ساتھ اس کا فدیہ کر دیا۔ اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں اُس کا ذکر خیر برقرار رکھا۔ سلام ہو ابراھیمؑ پر ہم اسی طرح محسنوں کو صلہ دیا کرتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے کامل ایمان والے بندوں میں سے تھے اور ہم نے (اسمٰعیل کے بعد) انھیں اسحٰق کی بشارت دی (وہ بھی) صالحین میں سے نبی تھے۔ (۶۴)

حضرت اسحٰقؑ

حضرت ابراھیمؑ کی عمر شریف جب سو سال کی ہوئی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کو بشارت دی کہ سارا کے

بطن سے بھی تجھے ایک بیٹا پیدا ہوگا اس کا نام اسحٰق رکھنا۔اس سلسلہ کی آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اور بیشک ہمارے فرستادہ فرشتے ابراھیمؑ کے پاس خوشخبری لیکر آئے اُنھوں نے سلام کیا ابراھیمؑ نے بھی (جواباً) سلام کہا پھر (ابراھیمؑ نے) دیر نہ کی یہاں تک کہ (ان کی میزبانی کے لئے) ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔ پھر جب (ابراھیمؑ نے) دیکھا کہ اِن کے ہاتھ اس (کھانے) کی طرف نہیں بڑھ رہے ہیں تو اِنھیں اجنبی سمجھا اور (اپنے) دل میں اِن سے کچھ خوف محسوس کرنے لگے۔اُنھوں نے کہا آپ مت ڈریئے ہم قومِ لوطؑ کی طرف بھیجے گئے ہیں اور ان کی اہلیہ (سارہ پاس ہی) کھڑی تھیں وہ ہنس پڑیں،سو ہم نے ان (کی زوجہ) کو اسحاقؑ کی اور اسحقؑ کے بعد یعقوب کی بشارت دی۔وہ کہنے لگیں وائے رے حیرانی کیا میں بچہ جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی (ہوچکی) ہوں اور میرے یہ شوہر (بھی) بوڑھے ہیں بیشک یہ تو بڑی عجیب چیز ہے۔فرشتوں نے کہا کیا تم اللہ کے حکم پر تعجب کررہی ہو اے گھر والو تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں بیشک وہ قابل ستائش بزرگی والا ہے۔(٦٦)

''اور ہم نے اسے (ابراھیمؑ) اسحاق اور یعقوب کو نبوت عطاء کی''۔(٦٧)

چنانچہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کو اللہ نے نبوت عطاء فرمائی تھی اور آپ کا نکاح لابان کی دختر سے ہوا جس سے آپ کو فرزندِ نرینہ یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے۔

حضرت لوط علیہ السلام/قوم لوط

حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر گزشتہ صفحات پر آ چکا ہے۔ آپ حضرت ابراھیمؑ کے چچازاد بھائی اور ہاران کے بیٹے تھے۔ حضرت لوطؑ کا بچپن حضرت ابراھیمؑ کے زیرسایہ گزرا ہے۔ اسی لئے حضرت لوطؑ اور بی بی سارہ ملتِ ابراھیمی کے پہلے مسلمان اور السابقون الاولون کی شان کے مالک ہیں۔ حضرت لوطؑ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔ حضرت لوط کی قوم سے مراد اہل سدوم اور ان کے متبعین ہیں۔ اُنھوں نے حضرت لوطؑ اور حضرت ابراھیمؑ اور ان سے پہلے تمام نبیوں کی تکذیب کی تھی۔ اہل سدوم کافر تھے اور مردم پرستی میں مبتلا تھے اور حضرت لوطؑ ان کو کفر اور بے حیائی کے کاموں سے روکتے تھے۔ چنانچہ قرآن کی آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''جب ان سے ان کے (قومی) بھائی لوطؑ نے فرمایا کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں ہو۔ بیشک میں تمہارے لئے امانت دار رسول (بن کر آیا) ہوں۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت اختیار کرو اور میں تم سے اس (تبلیغ حق) پر کوئی اُجرت طلب نہیں کرتا میرا اجر تو صرف تمام جہانوں کے رب کے ذمہ ہے۔ کیا تم سارے جہانوں والوں میں سے صرف مرد ہی کے پاس (اپنی شہوانی خواہشات پوری کرنے کے لئے)

آتے ہو؟ اور اپنی بیویوں کو چھوڑ دیتے ہو جو تمہارے لئے پیدا کی ہیں بلکہ تم (سرکشی میں) حد سے نکل جانے والے لوگ ہو۔ وہ بولے اے لوطؑ اگر تم (ان باتوں سے) باز نہ آئے تو تم ضرور شہر بدر کئے جانے والوں میں سے ہو جاؤ گے (لوطؑ نے) فرمایا بیشک میں تمہارے عمل سے بیزار ہونے والوں میں سے ہوں۔ اے رب تو مجھے اور میرے گھر والوں کو اس (کام کے وبال) سے نجات عطاء فرما جو یہ کر رہے ہیں پس ہم نے ان کو اور ان کے سب گھر والوں کو نجات عطاء فرمائی سوائے ایک بوڑھی عورت کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں تھی''۔(٦٧)

مذکورہ آیت میں جو بوڑھی عورت کا ذکر کیا گیا ہے اُس سے مراد حضرت لوطؑ کی بیوی ہے جو کفار سے ملی ہوئی تھی اور لوط علیہ السلام کے پاس کی خبریں کافروں کو دیتی تھی چنانچہ اُس کی تفصیل ملاحظہ ہو:

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں ان کی عورتوں نے زنا نہیں کیا تھا لیکن حضرت نوح کی بیوی لوگوں کو یہ جا کر بتاتی تھی کہ حضرت نوح مجنوں ہیں حضرت لوط کی بیوی لوگوں کو یہ جا کر بتاتی تھی کہ آج حضرت لوطؑ کے پاس مہمان آئے ہیں حضرت لوط کی بیوی اپنے گھر کی چھت پر چڑھی اس نے اپنے کپڑے سے اشارہ کیا تو فاسق لوگ اس کے پاس آئے اور پوچھا تمہارے پاس کوئی خبر ہے اس نے کہا ہاں بے شک اللہ کی قسم ہمارے پاس حسین وجمیل مہمان آئے ہیں اور اُن سے ایسی خوشبو آرہی ہے میں نے ایسے لوگ ساری زندگی میں نہیں دیکھے''۔(٦٩)

تفسیر تبیان القرآن میں لکھا ہے کہ جب فرشتے بحکم الٰہی حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے وہ کافر بوڑھی اپنی قوم کے پاس گئی اور قوم لوطؑ کو حضرت لوطؑ کے گھر لے آئی۔ ایک فرشتے نے حضرت لوط کے گھر کا

دروازہ پوری طاقت سے بند کیا اور حضرت جبرئیلؑ نے اللہ رب العزت سے اجازت طلب کی کہ وہ اس قوم کو عذاب دیں (۷۰) قوم لوط پر عذاب آنے کے متعلق اقتباس ملاحظہ ہو:

''اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم دیا اُنھوں نے اپنا پَر اِن شہروں کے نیچے داخل کیا اور اس زمین کو اُکھاڑ کر بلند کیا حتیٰ کہ آسمان والوں نے کتوں اور مرغیوں کی چیخ و پکار کو سنا پھر اُنھوں نے بلندی سے اس زمین کو پلٹ دیا اور ان پر پتھروں کو برسایا''۔(۷۱)

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قوم لوط پر عذاب کے مسلط کئے جانے کا اور اُن کی بیوی کو چھوڑ کر سدوم سے ہجرت فرمانے کا حکم دیا، ملاحظہ ہو:

''فرشتوں نے کہا اے لوط ہم آپ کے رب کے بھیجے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ آپ تک ہرگز پہنچ نہیں سکتے۔ آپ رات کے ایک حصہ میں اپنے گھر والوں کے ساتھ یہاں سے روانہ ہو جائیں اور آپ میں سے کوئی مُڑ کر نہ دیکھے البتہ اپنی بیوی کو ساتھ نہ لیں بے شک اس کو (بھی) وہی عذاب پہنچنے والا ہے جو اِنھیں پہنچا''۔(۷۲)

پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا اور ہم نے ان پر (پتھروں کی) بارش برسائی سو ڈرائے ہوئے لوگوں کی بارش کتنی تباہ کن تھی۔ بیشک اس واقعہ میں بڑی نشانی ہے اور ان کے اکثر لوگ مومن نہ تھے۔(۷۳)

حضرت یعقوب علیہ السلام

حضرت یعقوبؑ حضرت ابراھیمؑ کے پوتے اور اسحٰق علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ حضرت یعقوبؑ کا ذکر قرآن مجید میں دس مقامات پر آیا ہے حضرت یعقوب کا نام عبرانی میں اسرائیل ہے اسرا بمعنیٰ عبد اور ئیل اللہ کا نام ہے اور عربی میں اس کا ترجمہ عبداللہ کیا جاتا ہے۔ یعقوبؑ کے بارہ لڑکے تھے جس میں حضرت یعقوب کو حضرت یوسفؑ بہت عزیز تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت یعقوبؑ کو کنعانیوں کی رشد و ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا تھا۔ حضرت یعقوبؑ سے متعلق آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اور ہم نے اسحٰق اور یعقوب کو نبی بنایا اور ہم نے عطاء فرمائیں
انھیں (طرح طرح کی نعمتیں) اور ہم نے ان کے لئے سچی اور دائمی
تعریف کی آواز بلند کردی''۔ (۷۴)

حضرت یعقوبؑ نے جب تبلیغ کا فریضہ انجام دے دیا اور فرشتۂ اجل آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا:

''کیا تم (اِس وقت) حاضر تھے جب یعقوبؑ کی موت آئی
جب اُنھوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا تم میرے (انتقال کے) بعد

کس کی عبادت کرو گے؟ تو اُنھوں نے کہا ہم آپ کے معبود اور آپ
کے باپ دادا ابراھیم اور اسمٰعیل اور اسحٰقؑ کے معبود کی عبادت کریں گے
جو معبود یکتا ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں''۔(۷۵)

حضرت یوسف علیہ السلام/عزیز مصر/بی بی زلیخا/ برادران یوسف/تعبیر خواب

حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ حضرت یعقوب کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے بارہ بیٹے دیئے تھے جس میں حضرت یعقوبؑ کو حضرت یوسف بہت عزیز تھے حضرت یوسفؑ اور بنیامین ایک ماں کے بطن سے تھے۔ حضرت یوسفؑ کا نام قرآن مجید میں چھبیس مرتبہ آیا ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے نامِ سے قرآن مجید میں ایک مکمل سورت موجود ہے۔ اس سورت کے شانِ نزول کے متعلق محدثِ دکن حضرت سید شاہ عبداللہ نقشبندی قادری رقمطراز ہیں:

''مکہ معظّمہ کے کفار سے یہودیوں نے یہ کہلا بھیجا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عاد و ثمود کے حالات تو بیان کرتے ہیں یہ کچھ مشکل نہیں ذرا یہ تو پوچھو یعقوب کی اولاد مصر کیوں گئی تھی۔ یوسف میں اور ان کے بھائیوں میں کیا معاملہ گزرا۔ یوسف مصر میں کیسے آئے، یہ باتیں ایک اَن پڑھ آدمی خصوصاً مکہ میں رہنے والا جہاں ایسی علمی باتوں کا کچھ چرچا نہیں، ہوتا ہرگز نہیں بتا سکتا۔ اس سوال سے وہ عاجز ہو جائیں گے۔ جب

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا تب (جواباً) یہ سورت
اُتری۔ (کفار) سب دنگ رہ گئے''۔(۷۶)

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس قصہ کو احسن القصص کے نام سے یاد فرمایا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْکَ اَحْسَنُ الْقَصَصُ

یعنے ہم بیان کرتے ہیں آپ پر ایک بہترین قصہ۔(۷۷)

قرآن مجید نے اس قصہ کو احسن القصص قرار دیا۔ جس کا سبب جاننے کے لئے اقتباس ملاحظہ ہوں:

''اس قصہ کو احسن القصص کہنے کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ انسانی زندگی کے تمام کرداروں کو یہاں اس خوبی سے پیش کیا گیا ہے کہ ہر ایک کی حقیقت نکھر کر سامنے آ گئی ہے اور اسی ضمن میں زندگی کے ان مسائل کو بیان کیا گیا ہے جن کا انسانی معاشرہ کے ساتھ گہرا تعلق ہے اس میں توحید کے دلائل، خوابوں کی تعبیر، سیاسی مسائل، معاشرہ کی پیچیدگیاں، معاشی اصلاح کی تدابیر غرض کہ تمام وہ اُمور جو دین و دنیا میں مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں بڑی عمدگی سے بیان کر دیئے گئے ہیں''۔(۷۸)

حضرت یوسفؑ کی عمر جب بارہ یا تیرہ سال ہوئی حضرت یوسف نے ایک خواب دیکھا جس کا ذکر قرآن مجید نے کیا ہے، ملاحظہ ہو:

''(وہ قصہ یوں ہے) جب یوسفؑ نے اپنے باپ سے کہا اے میرے والد میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو دیکھا میں نے انھیں اپنے لئے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے، اُنھوں نے کہا اے میرے بیٹے اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا ورنہ

وہ تمہارے خلاف کوئی پُرفریب چال چلیں گے۔ بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے''۔(۷۹)

آیت مذکورہ میں حضرت یوسف کے خواب کے یہ معنی ہیں گیارہ ستاروں سے برادران یوسف مراد ہیں اور چاند سے والد اور سورج سے حضرت یوسفؑ کی سوتیلی ماں مراد ہیں۔ جب حضرت یوسفؑ سے ان کے برادران کا حسد بڑھا تو اُنھوں نے کہا:

''واقعی یوسف اور اس کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم (دس افراد پر مشتمل) زیادہ قوی جماعت ہیں۔ بے شک ہمارے باپ کھلی وارفتگی میں گم ہیں۔(اب یہی حل ہے کہ) تم یوسفؑ کو قتل کر ڈالو اور کسی غیر معلوم علاقہ میں پھینک آؤ (اس طرح) تمہارے باپ کی توجہ خالصتاً تمہاری طرف ہوجائے گی اُس کے بعد (توبہ کر کے) صالحین کی جماعت میں بن جانا۔ اِن میں سے ایک کہنے والے نے کہا تم یوسفؑ کو قتل مت کرو اور اُسے کسی تاریک کنویں کی گہرائی میں ڈال دو اسے کوئی راہ گیر مسافر اُٹھالے جائیگا اگر تم (کچھ) کرنے والے ہو۔(برادران یوسف نے کہا) اے ہمارے باپ آپ کو کیا ہوگیا ہے آپ یوسفؑ کے بارے میں ہم پر اعتبار نہیں کرتے حالانکہ ہم اُس کے یقینی طور پر خیر خواہ ہیں۔ آپ اسے کل ہمارے ساتھ بھیج دیجئے وہ خوب کھائے اور کھیلے گا اور بیشک ہم اُس کے محافظ ہیں۔ اُنھوں نے کہا بے شک مجھے یہ خیال مغموم کرتا ہے کہ تم اسے لے جاؤ اور میں (اس خیال سے بھی) خوفزدہ ہوں کہ اسے بھیڑیا کھا جائے اور تم اس سے غافل رہو۔ پھر جب وہ اسے لے گئے اور سب اس پر متفق ہوگئے کہ اسے تاریک کنویں کی گہرائی میں ڈال دیں تب ہم نے اُس کی

طرف وحی بھیجی کہ تم یقیناً انھیں ان کا یہ کام جتلاؤ گے اور انھیں شعور نہ ہوگا اور وہ اپنے باپ کے پاس رات کے وقت (مکاری کا رونا) روتے ہوئے آئے۔ کہنے لگے اے ہمارے باپ ہم لوگ دوڑ میں مقابلہ کرنے چلے گئے اور ہم نے یوسفؑ کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تو اسے بھیڑیئے نے کھالیا اور آپ (تو) ہماری بات کا یقین (بھی) نہیں کریں گے اگرچہ ہم سچے ہی ہوں۔ اور وہ (یوسف کی) اس قمیص پر جھوٹا خون (بھی) لگا کر لے آئے (یعقوبؑ نے) کہا بلکہ تمہارے نفسوں نے ایک (برے) کام تمہارے لئے آسان اور خوشگوار بنادیا پس (اس حادثہ پر) صبر ہی بہتر ہے اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں اس پر جو کچھ تم بیان کررہے ہو''۔(۸۰)

حضرت یوسفؑ کا واقعہ قرآن مجید میں تفصیلاً موجود ہے لیکن ہم طوالت کے مدنظر اختصار اختیار کرتے ہیں۔ برادرانِ یوسفؑ جب سارا حال اپنے والد کو سنا چکے اور یوسفؑ کو زنداں میں پھینک چکے وہاں سے ایک قافلہ کا گزر ہوا اُس قافلہ والوں میں سی کسی نے اُس زنداں میں ڈول ڈالا جب دیکھا کہ اُس میں ایک لڑکا ہے اُنھوں نے حضرت یوسفؑ کو زنداں سے نکالا اور برادران یوسفؑ اس موقع پر دوبارہ آگئے اور اپنا بھگوڑا غلام بتا کر چند درہموں کے عوض حضرت یوسفؑ اُس قافلہ والوں کو بیچ ڈالا۔ قافلہ والوں نے حضرت یوسفؑ کو پھر مصر لیجا کر بیچھ ڈالا حضرت یوسفؑ کو قطفیر نے خریدا جو بادشاہِ مصر کے خزانے کا وزیر تھا جس کو عزیز مصر کہا جاتا ہے۔ عزیز مصر نے حضرت یوسف کو اپنے گھر لیجا کر اپنی بیوی سے کہا اس کو بڑی عزت و تکریم سے رکھو شاید اس میں کوئی ہمارا فائدہ ہوجائے۔ اِسے ہم اپنا بیٹا بنا کر پالیں گے چونکہ عزیز مصر نامرد تھا اور اس وقت سماج میں منہ بولے بیٹے کا رواج عام تھا ابتداء اسلام تک یہ رواج باقی رہا۔ جب حضرت یوسفؑ جوان ہوئے تو عزیز مصر کی بیوی اِن پر فریفتہ و عاشق ہوگئی اور اُس نے آپ سے بُرائی کا ارادہ کیا۔ اس سلسلہ کی آیت پاک کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اور جب اس کا شباب کمال کو پہنچ گیا (تو) ہم نے اُسے حکم

(نبوت) اور علم (تعبیر) عطاء فرمایا اور اسی طرح ہم نیکوکاروں کو صلہ دیتے ہیں اور اس عورت (زلیخا) نے جس کے گھر وہ رہتے تھے آپ سے آپ کی ذات کی خواہش کی اور اس نے دروازے (بھی) بند کر دیئے اور کہنے لگی جلدی آ جاؤ یوسفؑ نے کہا اللہ کی پناہ بے شک وہ (جو تمہارا شوہر ہے) میرا مربّی ہے اس نے مجھے عزت سے رکھا بیشک ظالم لوگ فلاح نہیں پائیں گے"۔ (۸۱) "اور دونوں دروازے کی طرف (آگے پیچھے) دوڑے اور اُسی (زلیخا) نے ان کا قمیص پیچھے سے پھاڑ ڈالا اور دونوں نے اس کے خاوند (عزیز مصر) کو دروازے کے قریب پالیا وہ (فوراً) بول اُٹھی کہ اس شخص کی سزا جو تمہاری بیوی کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے اور کیا ہو سکتی ہے سوائے اس کے کہ وہ قید کر دیا جائے یا دردناک عذاب (دیا جائے) یوسفؑ نے کہا اس نے خود مجھ سے مطلب براری کے لئے مجھے پھسلانا چاہا اور (اتنے میں خود) اس کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے (جو شیر خوار بچہ تھا) گواہی دی کہ اگر اس (یوسف) کا قمیص آگے سے پھٹا ہوا ہے تو یہ سچی ہے اور وہ (یوسفؑ) جھوٹوں میں سے ہے اور اگر اُس کا قمیص پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچوں میں ہے پھر جب اس (عزیز مصر) نے ان کا قمیص دیکھا (کہ) وہ پیچھے سے پھٹا ہوا تھا تو اس نے کہا بیشک یہ تم عورتوں کا فریب ہے یقیناً تم عورتوں کا فریب بڑا (خطرناک) ہوتا ہے"۔ (۸۲)

زلیخا کا جب راز افشاں ہو گیا اور مصر کی امیر زادیاں اِسے نادانی اور بے ہودگی کے طعنے دینے لگیں تو اس نے اپنے ماہ کنعانی کی جلوہ نمائی کے لئے ایک پرتکلف شاہانہ دعوت کا انتظام کیا جس میں چالیس کے قریب

معزز خواتین تھیں۔ جب محفل سج چکی تو ان امیر زادیوں کے ہاتھ میں ایک ایک پھل اور ایک تیز چھری دے دی اور جب وہ پھل کاٹنے میں مشغول ہوئیں تو زلیخا نے حضرت یوسفؑ کو اُن کے سامنے آنے کی دعوت دی۔

ارشاد باریٔ تعالیٰ:

''سو جب اُنھوں نے یوسفؑ (کے حسن) کو دیکھا تو اس (کے جلوۂ جمال) کی بڑھائی کرنے لگیں اور وہ (مدہوشی) میں اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں اور بول اُٹھیں اللہ کی پناہ یہ تو بشر نہیں یہ تو برگزیدہ فرشتہ ہے''۔(۸۳)

زنانِ مصر جب حسن یوسف دیکھ چکیں تو وہ بھی زلیخا کا ساتھ دینے لگیں اور جب زلیخا کے عشق کے چرچے عام ہوئے تو تدبیراً حضرت یوسفؑ کو اس گناہ کی پاداش میں کہ تم نے عفت وعصمت کے دامن کو داغدار ہونے سے کیوں بچایا آپ کو جیل میں قید کر دیا گیا وہاں دو قیدیوں نے آپ کو خواب سنایا۔ پہلے حضرت یوسفؑ نے انھیں توحید کا پیغام سنایا پھر اُن کے خواب کی تعبیر بتائی ایک قیدی نے خواب دیکھا کہ وہ انگور سے شراب نچوڑ رہا ہے اور دوسرے نے یہ کہ اُس کے سر پر روٹیاں ہیں جسے پرندے کھا رہے ہیں آپ نے پہلے والے قیدی سے فرمایا تو بادشاہ کو شراب پلائے گا اور دوسرے والے سے کہا تجھے پھانسی دی جائے گی اور بادشاہ کے مقرب بننے والے قیدی سے یوسفؑ نے کہا اگر تو بادشاہ کا قرب حاصل کرے تو میرا ذکر کر دے شاید اُسے یاد آ جائے اُس کے قید خانے میں ایک بے گناہ قیدی بھی ہے لیکن اُسے شیطان نے بھلا دیا۔ ایک روز بادشاہ نے کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ سات موٹی گائیوں کو سات پتلی دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات سبز اور سات خشک خوشے میں نے دیکھے ہیں بادشاہ نے کہا خواب کی تعبیر تم میں سے کوئی بیان کرے اگر علم تعبیر جانتے ہو سب عاجز آ گئے۔ بادشاہ کو شراب پلانے والے نے کہا آپ کے قید خانے میں ایک شخص ہے جو خواب کی تعبیر جانتا ہے اور وہ یوسفؑ کے پاس گیا اور حضرت یوسفؑ نے تعبیر یہ دی کہ تم لوگ دائمی عادت کے مطابق مسلسل سات برس تک کاشت کرو گے اور ہر سال تم ایک سال کا غلہ رکھتے رہنا اس کے بعد سات سال بہت سخت آئیں گے وہ جمع کردہ غلہ کو کھا جائیں گے مگر تھوڑا سا بچ جائے گا پھر ایک سال ایسا آئے گا جس میں خوشحالی ہوگی لوگ اس میں

پھلوں کا رس نچوڑیں گے۔ بادشاہ نے تعبیر سنتے ہی حضرت یوسفؑ کو طلب کیا لیکن حضرت یوسفؑ نے جواباً بادشاہ کے پاس سوال بھیجا کہ اُن عورتوں کا کیا ہوا جس نے ہاتھ کاٹ لئے تھے پھر بادشاہ نے سب عورتوں کو بُلایا اور سب نے یکلخت گواہی دی کہ یوسف بے قصور ہیں آخر کار زلیخا نے بھی کہہ دیا حق آشکار ہو چکا ہے حقیقت یہ ہے کہ میں نے ہی یوسفؑ کو پھسلانا چاہا تھا بیشک وہ سچے ہیں۔ بادشاہ نے حضرت یوسفؑ کو بلایا اور اعزاز سے نوازا اور اِنھیں وزیر خزانہ مقرر کر دیا۔ عزیز مصر معزول ہو گیا اور کچھ دن بعد اُس کا انتقال ہو گیا۔ بادشاہ مصر نے حضرت یوسفؑ کی شادی زلیخا سے کر دی۔ حضرت یوسفؑ اور بی بی زلیخا کی شادی کے متعلق حسب ذیل دلائل موجود ہیں ملاحظہ ہو:

> امام ابن اسحاق سے روایت ہے کہ بادشاہ مصر نے حضرت یوسفؑ کو تمام خزانے سپرد کر دیئے اور آپ کے ہی فرامین پورے ملک میں نافذ العمل قرار دیئے گئے قطفیر (عزیز مصر) مر چکا تھا حضرت یوسفؑ کا نکاح قطفیر کی بیوی داعیل (زلیخا) سے کر دیا اور بی بی زلیخا کنواری ہی تھیں کیونکہ قطفیر نامرد تھا''۔(۸۴)

علامہ زمخشری متوفی ۵۳۸ ھ امام ابن جوزی متوفی ۵۹۳ ھ امام رازی متوفی ۶۶۰ ھ علامہ قرطبی متوفی ۶۶۸ علامہ ابوالحیان اندلسی المتوفی ۷۵۴ حافظ ابن کثیر المتوفی ۷۷۴، علامہ آلوسی المتوفی ۱۲۷۰ ھ امام ابن جریر المتوفی ۳۱۰ ھ امام ابن ابی حاتم المتوفی ۳۲۷ ھ نے اپنی اپنی کتب میں عزیز مصر کے مرنے کے بعد بی بی زلیخا کے ساتھ حضرت یوسفؑ کے نکاح کا ذکر کیا ہے۔(۸۵)

مزید اس کے علامہ قرطبی متوفی ۶۶۸ ھ نے اس سلسلہ میں یہ بھی روایت ذکر کی ہے ملاحظہ ہو:

> ''زلیخا بوڑھی ہو چکی تھی اور حضرت یوسفؑ کے فراق میں رو رو کر نابینا ہو چکی تھی اور اپنے شوہر کے مرنے کے بعد بھیک مانگتی پھرتی تھی۔ حضرت یوسفؑ نے اس سے نکاح کر لیا اور اللہ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ

نے اس کا حسن شباب اور بینائی لوٹادی کیونکہ وہ اللہ کی حرام کی ہوئی
چیزوں سے دور رہتی تھی''۔(۸۶)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ یوسف کی تفسیر میں نہ صرف بی بی زلیخا اور حضرت یوسفؑ کی شادی کا ذکر فرمایا ہے بلکہ حضرت یوسف کے فرزندان کے ناموں کو بھی بیان کیا ہے

حضرت یوسف نے اپنے بیٹے میثالوم سے کہا اور بعض عالم کہے
ہیں شلوم سے کہا اور بعض کہتے ہیں افرائیم سے کہا اور بعض کہتے ہیں
میثالوم سے کہا اور اس کی دلیل یہ ہیکہ افرائیم حضرت زلیخا کے شکم سے
پیدا ہوئے تھے۔(۸۷)

حضرت یوسفؑ جب وزیر خزانہ ہوئے بادشاہت کا تاج آپ کے سر پر آیا اور قحط سالی کے زمانے میں برادران یوسف غلہ لینے مصر آئے یوسفؑ نے اُنھیں پہچان لیا مگر وہ نہ پہچان سکے۔حضرت یوسفؑ نے انھیں مال کے بدلے غلہ دے دیا اور کہا اگر مزید چاہئے تو تمہارے بھائی بنیامین کو لے آنا ورنہ آئندہ یہاں نہ آنا جب برادرانِ یوسفؑ حضرت یعقوب کے پاس لوٹے اور بوریاں کھولیں تو دیکھا کہ غلہ کی رقم بھی موجود ہے اور غلہ بھی موجود ہے تب اُنھوں نے اپنے باپ یعقوبؑ سے کہا اگر ہم دوبارہ جائیں گے اور بنیامین کو ساتھ لے جائیں گے حضرت یعقوبؑ نے کہا تم نے یوسفؑ کے ساتھ بُرا معاملہ کیا تھا کہیں اس کے ساتھ بھی نہ کر بیٹھو لیکن اُنھوں نے غلہ کی رقم لوٹائے جانے کی بات کی اور بہت اصرار کیا تو حضرت یعقوبؑ نے اِنھیں اجازت دی اور فرمایا تم سب الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا چنانچہ اُنھوں نے حضرت یعقوبؑ کی بات پر عمل کیا اور وہ جب مصر پہنچے، حضرت یوسفؑ نے کہا میں برابر نا پتا ہوں اور اُن کو غلہ دے دیا اور اپنے برادر بنیامین کی بوری میں اپنا شاہی پیالہ رکھ دیا جب وہ سوار ہونے لگے تو ایک درباری نے آکر کہا شاہی پیالہ چوری ہو چکا ہے جس کے پاس بھی ملے گا وہ چور ہی اُس کی جزا ہوگا اور جو بھی ڈھونڈے گا اُسے ایک اونٹ انعام دیا جائے گا۔ چنانچہ جب بنیامین کی بوری کھولی گئی تو پیالہ اُن کے پاس نکلا اُنھیں پکڑ لیا گیا برادرانِ یوسف نے کہا ہم میں سے کسی ایک شخص کو بنیامین کے عوض رکھ لو ہمارے باپ بہت بزرگ شخص ہے لیکن اُن کی ایک نہ سنی گئی جب وہ حضرت

یعقوبؑ کے پاس لوٹے اور سارا حال سنایا تو حضرت یعقوبؑ نے کہا اب صبر ہی کروں گا پھر ارشاد فرمایا جاؤ یوسفؑ اور بنیامین کو ڈھونڈو واللہ تمہاری مدد کرے گا جب وہ پھر مصر حضرت یوسفؑ کے پاس آئے اور اِنھیں پہچان گئے اور کہا کیا تم یوسفؑ ہو یوسفؑ نے کہا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ برادرانِ یوسف نے کہا کہ حضرت یعقوبؑ آپ کے غم میں روتے روتے اُن کی آنکھیں سفید ہوگئی ہیں۔ حضرت یوسف نے اپنا پیرہن دیا اور کہا جاؤ اس کو میرے باپ کے منہ پر ڈال دو چنانچہ جیسا ہی ڈالا گیا وہ بینا ہو گئے حضرت یعقوبؑ اور برادران یوسفؑ سب ملکر حضرت یوسف کے پاس آئے حضرت یوسف نے شاہی استقبال کیا۔ اپنے والد اور والدہ کو تخت پر بٹھایا اور سارے بھائیوں نے آپ کے لئے سجدۂ تعظیمی کیا پھر حضرت یوسف نے اپنے والد سے مخاطب ہو کر فرمایا یہی میرے خواب کی تعبیر ہے اکثر مفسرین نے فرمایا کہ خواب اور اس کی تعبیر کے مابین چالیس سال کا فاصلہ ہے۔

حضرت شعیبؑ/ اہل مدین/ اصحاب الایکہ

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے شعیب کو اہل مدین کی طرف بھیجا (۸۸) مدین ایک شہر کا نام تھا جو بحرِ احمر کے کنارے کوہ طور کے جنوب مشرق کی طرف آباد تھا جہاں حضرت شعیب کی قوم رہائش پذیر تھی۔ اصل مدین ابراھیمؑ کے ایک صاحبزادے کا نام ہے جو آپ کی اہلیہ محترمہ قطورا کے بطن سے تھے۔(۸۹)

حضرت شعیب علیہ السلام کو اُن کے حسن استدلال اور فصیحانہ اندازِ کلام کی وجہ سے خطیب الانبیاء کہا جاتا ہے۔ حضرت لوطؑ کی بیٹی حضرت شعیبؑ کی نانی تھیں۔ حضرت شعیبؑ علیہ السلام کا سلسلہ نسب یہ ہے شعیب یشرون بن ضیعون بن عنقا بن نابت بن مدین بن ابراھیم علیہ السلام۔

اہل مدین تجارت پیشہ قوم تھی اور وہ معاشی لحاظ سے بڑے خوش حال تھے۔ اس قوم میں دو خرابیاں تھیں ایک شرک دوسری خرابی تاجر قوم ہونے کے باعث لین دین میں دھوکہ وفریب سے باز نہیں آتے تھے۔

حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم سے جو تبلیغ کی اُس کا بیان قرآن مجید سے ملاحظہ ہو:

''باشندگانِ ایکہ نے رسولوں کو جھٹلایا جب اُن سے شعیب

نے کہا کیا تم (اللہ) سے ڈرتے نہیں ہو بیشک میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میری فرمانبرداری کرو اور میں تم سے اس تبلیغ پر کچھ اُجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو صرف رب العالمین کے ذمہ ہے تم پیمانہ پورا بھرا کرو اور نقصان پہنچانے والوں میں سے نہ ہو۔ اور سیدھی ترازو سے تولا کرو اور لوگوں کو اُن کی چیزیں (کم تول) سے مت دیا کرو اور ملک میں (خیانت کے ذریعہ) فساد انگیزی مت کرتے پھرو۔ اور اس سے ڈرو جس نے تم کو اور پہلی اُمتوں کو پیدا فرمایا۔ وہ کہنے لگے (اے شعیب) تم محض جادو زدہ لوگوں میں سے ہو۔ اور تم فقط ہمارے جیسے ہی بشر ہو اور ہم یقیناً تمہے جھوٹے لوگوں میں سے خیال کرتے ہیں۔ پس تم ہمارے اوپر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرادو اگر تم سچے ہو (شعیب نے) فرمایا میرا رب ان (کارستانیوں) کو خوب جانتا ہے جو تم انجام دے رہے ہو۔ سو اُنھوں نے شعیبؑ کو جھٹلا دیا پس اِنھیں سائبان کے دن کے عذاب نے آ پکڑا بیشک وہ زبردست دن کا عذاب تھا''۔(۹۰)

حضرت شعیبؑ کی تکذیب کے بعد اللہ تعالیٰ نے اِن پر عذاب نازل فرمایا جس کا ذکر آیت مذکور میں ہو چکا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے اقتباس ملاحظہ ہو:

''اصحاب الایکہ اپنے انکار اور تکبر میں حد سے گزر گئے تو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ان پر سات دن سخت گرمی کے بھیج دیئے حتیٰ کہ ان کے کنویں میں پانی جوش سے اُبلنے لگا اور ان کے لئے سخت گرمی کے باعث سانس لینا دشوار ہو گیا اور اُنھوں نے جنگلوں کا رُخ کیا جھاڑوں کا سہارا لیا یکا یک سیاہ ابر آیا ٹھنڈا ہوا چلنے لگی وہ بہت خوش ہوئے اُس

سیاہ ابر کے نیچے جمع ہو گئے اور اُس سیاہ ابر سے آگ برسنے لگی اور سب
کے سب ہلاک ہو گئے۔(۹۱)

مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ اصحاب الایکہ اور اہل مدین دو الگ الگ قومیں تھیں یا ایک بعض کا قول یہ ہے کہ یہ ایک قوم کے دو نام ہیں اور بعض کا قول ہے یہ الگ الگ قومیں ہیں۔ اللہ رسولہ اعلم۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام/ ہارون علیہ السلام/ حضرت خضرؑ/ یوشع بن نونؑ/ تورات/ طور/ تیہہ/ من وسلویٰ/ فرعون/ ہامان/ قارون

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام عمران تھا اور آپ کی والدہ کا نام عایذہ تھا۔ موسیٰ عبرانی زبان کا لفظ ہے موپانی کو اور شادرخت کے پتے کو کہتے ہیں۔ بی بی آسیہ جو فرعون کی بیوی تھیں اُنھوں نے حضرت موسیٰؑ کو باغِ فرعون کی نہر سے پایا تھا اسی مناسبت سے آپ کا نام موسیٰ رکھا کیا یعنے درخت اور پانی سے ملا ہوا لیکن عربی میں آکر موسیٰؑ کا شین سین سے بدل گیا اسی لئے اسم اعلیٰ موسیٰؑ قرار پایا۔ (۹۲)

حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ موسیٰ بن عمران بن قامت بن لادی بن یعقوب علیہ السلام ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ہارونؑ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں پانچ سو چودہ مرتبہ آیا ہے۔ اور حضرت ہارونؑ کا نام مبارک ۱۴ مرتبہ اور حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کا ۱۰۷ مرتبہ آیا ہے۔ فرعون حضرت موسی کے زمانے کا بادشاہ تھا اسے کاہنوں نے بتایا کہ تیرا زوال ایک اسرائیلی لڑکے کے ہاتھ سے ہوگا بعض تاریخی روایات میں ہے کہ فرعون نے ایک بھیانک خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر کاہنوں نے یہی دی تھی۔ مارے خوف کہ فرعون نے دایہ مقرر کردی جس کے یہاں لڑکا ہوا سے قتل کردیا جائے اور فرعون نے اس تحقیق کیلئے ایک جماعت کو مقرر کیا تھا جس کے گھر لڑکا ہوتا فرعونی اُسے قتل کرڈالتے چنانچہ اس سلسلہ کی آیت کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اور (وقت وقت کو یاد کرو) جب ہم نے تمہیں فرعون اور قوم فرعون سے نجات بخشی جو تمہیں انتہائی سخت عذاب دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی (کڑی) آزمائش تھی۔(۹۳)

ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ جب فرعونی اسرائیلی لڑکوں کو لے گئے تو انھیں خوف ہوا کہ کہیں لڑکوں کا قحط نہ ہو جائے جب یہ اندیشہ فرعون کے دربار میں پیش ہوا تو فرعون نے کہا ایک سال لڑکے قتل کر دو دوسرے سال چھوڑ دو یہ معاملہ چلتا رہا۔ حضرت ہارونؑ جو موسیٰؑ کے بڑے بھائی ہیں جو خلاصی کے سال پیدا ہوئے اور حضرت موسیٰؑ قتل کے سال (۹۴) لیکن اللہ نے حضرت موسیٰؑ کی حمایت فرمائی جس کا ذکر قرآن مجید سے ملاحظہ ہو:

''اور ہم نے موسیٰؑ کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تم انھیں دودھ پلاتی رہو پھر جب تمہیں ان پر (قتل کر دیئے جانے کا) اندیشہ ہو جائے تو انھیں دریا میں ڈال دینا اور نہ تم خوفزدہ ہونا اور نہ رنجیدہ ہونا بیشک ہم انھیں تمہاری طرف واپس لوٹانے والے ہیں اور انھیں رسولوں میں (شامل) کرنے والے ہیں پھر فرعون کے گھر والوں نے انھیں (دریا سے) اُٹھالیا تا کہ وہ (مشیت الٰہی سے) ان کے لئے دشمن اور (باعثِ) غم ثابت ہوں بیشک فرعون اور ہامان اور ان دونوں کی فوجیں سب خطا کار تھیں اور فرعون کی بیوی نے (موسیٰؑ کو دیکھ کر) کہا کہ (یہ بچہ) میری اور تیری آنکھ کے لئے ٹھنڈک ہے۔ اسے قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا ہم اس کو بیٹا بنالیں اور وہ (اس تجویز کے انجام سے) بے خبر تھا۔ اور موسیٰؑ کی والدہ کا دل (صبر سے) خالی ہو گیا قریب تھا کہ وہ (اپنی بے قراری کے باعث) اس راز کو ظاہر کر دیتیں اگر ہم ان کے دل پر صبر و سکون کی قوت نہ اتارتے تا کہ وہ (وعدۂ الٰہی پر)

یقین رکھنے والوں میں سے رہیں۔(۹۵)

سورۃ القصص سے حضرت موسیٰؑ کے واقعہ کا خلاصہ ملاحظہ ہو:

حضرت موسیٰ کی والدہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ موسیٰ فرعون کے گھر ہیں تو آپ کی والدہ نے اپنی لڑکی مریم کو حکم دیا کہ وہ حضرت موسیٰ کی خبر لائیں۔ حضرت موسیٰؑ کو دودھ پلانے کی غرض سے دایاؤں کو بلایا جا رہا تھا لیکن حضرت موسیٰؑ نے کسی عورت کا دودھ نوش نہیں فرمایا حضرت موسیٰؑ کی بہن نے کہا میں تمہاری خیر خواہ ہوں میں ایسے گھر والوں کو جانتی ہوں جو تمہارے لئے اس بچہ کی پرورش کریں گے ہامان نے کہا شاید یہ ان کے ماں باپ کو جانتی ہے اسے پکڑ لو لیکن آپ کی بہن نے فرمایا میں تمہاری خیر خواہ نہیں اُس گھر والے تمہارے خیر خواہ ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کی والدہ کو بلایا گیا اور حضرت موسیٰؑ نے آپ کی والدہ کا دودھ نوش فرمایا۔ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کی ذمہ داری عایذہ کو دے دی اور جب حضرت موسیٰؑ جوان ہوئے اللہ نے اُنھیں علم وحکمت عطاء فرمائی پھر آپ مصر کی طرف ہجرت فرمائی وہاں دو شخص لڑ رہے تھے ایک بنی اسرائیل سے تعلق رکھتا تھا اور ایک فرعونی تھا آپ نے فرعونی کو مکا مارا اور اُس کا کام تمام ہو گیا پھر حضرت موسیٰؑ نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں استغفار کیا اور اللہ تعالیٰ نے مغفرت عطا فرمائی۔ جب قتل کی خبر عام ہوئی تو قومِ فرعون کے سرداروں نے آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا ایک شخص نے آپ کی خدمت میں آ کر اس منصوبہ کی خبر دی حضرت موسیٰؑ نے شہر مدین کی طرف ہجرت فرمائی وہاں پر دیکھا کہ کنویں پر لوگوں کا ہجوم ہے اور وہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں لیکن دو عورتیں دیکھیں جو اپنی بکریوں کو روکے ہوئے سب سے پیچھے بیٹھیں تھیں۔ حضرت موسیٰؑ نے ان سے وجہ پوچھی اُنھوں نے کہا کہ ہمارے والد عمر رسیدہ بزرگ ہیں وہ یہاں نہیں آ سکتے اور ہم اپنے جانوروں کو پانی نہیں پلا سکتے یہاں تک کہ تمام چرواہے اپنے جانوروں کو واپس لے جائیں۔ حضرت موسیٰؑ نے ان کے جانوروں کو پانی سے سیراب کیا اور وہ اپنے جانوروں کے ساتھ چلی گئیں کچھ دیر بعد اس میں سے ایک لڑکی آئی جو شرم وحیا والی تھی کہنے لگی آپ کو میرے والد بلا رہے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ اُس لڑکی کے والد کے پاس پہنچے اور اُنھوں نے اپنے گزرے ہوئے تمام واقعات بیان کئے۔ ان لڑکیوں کے والد حضرت شعیبؑ تھے۔ ان میں سے ایک لڑکی نے کہا اے میرے والد اس شخص کو مزدوری پر رکھ لیں۔ حضرت شعیبؑ نے کہا میں چاہتا ہوں اپنی دو لڑکیوں میں

سے ایک لڑکی سے تمہاری شادی کردوں لیکن مہر یہ ہوگا کہ آٹھ سال میرے پاس اُجرت پر کام کرنا ہوگا اور اگر پورے دس سال کروتو احسان ہوگا۔ موسیٰؑ نے یہ معاہدہ قبول فرمایا اور آپ کا نکاح حضرت صفورہ رضی اللہ عنھا سے ہوگیا جب آپ نے حضرت شعیبؑ کے معاہدہ کی مدت تمام کرلی اپنی اہلیہ کو لے کر مصر کی طرف روانہ ہوئے راستے میں جب رات ہوگئی حضرت موسیٰؑ نے کہا تم ٹھہرو میں ابھی آگ لاتا ہوں جو میں نے ابھی دیکھی ہے۔ حضرت موسیٰؑ جب وہاں مقدس وادی (طوا) پر پہونچے درخت سے آواز آئی اے موسیٰ میں اللہ ہوں اور فرمایا اپنے عصاء کو زمین پر ڈال دے جیسے ہی حضرت موسیٰؑ نے عصاء کو زمین پر ڈالا وہ سانپ بن گیا پھر اللہ نے کہا اے موسیٰ اُسے پکڑ لے خوف نہ کھا پھر ارشاد ہوا اپنے ہاتھ کو بغل میں ڈال بغیر کسی عیب کے سفید چمک دار ہوکر نکلے گا اور فرمایا یہ دو دلیلیں تمہارے رب کی جانب سے ہیں فرعون اور اُس کے درباریوں کے لئے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا الٰہی میں نے اُن کے ایک شخص کو قتل کرڈالا ہے مجھے خوف ہے وہ مجھے قتل کرڈالیں گے اور مولیٰ میرے لئے میرے بھائی ہارون کو مددگار فرما کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ فصیح ہیں اور وہ میری تصدیق کرسکیں گے ورنہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے فرمایا جاؤ تمہارا بازو تمہارے بھائی کے ذریعہ مضبوط کردیں گے جب حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ دلیل برہان لیکر فرعون کے دربار میں پہونچے فرعون نے درباریوں سے کہا میں تمہارے لئے اپنے سوا کوئی معبود نہیں جانتا اور اپنے وزیر ہامان کو حکم دیا کہ کچھ اینٹیں جلا کر ایک اونچی عمارت تیار کرنا تا کہ میں موسیٰ کے خدا تک رسائی پاسکوں میں موسیٰؑ کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔(۹۶)

حضرت موسیٰؑ کا فرعون کے دربار میں جانے کے واقعہ کو سورۂ طٰہٰ میں بھی بیان کیا گیا۔ اس سلسلہ کی آیات کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔

جب حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ فرعون کے دربار میں پہونچے اور حق کے پیغام کو سنایا اور اللہ کی عطاء کردہ نشانیاں دکھائیں تو فرعون نے اُنھیں جادوگر کہا فرعون نے پھر جادوگروں کو جمع کیا جنھوں نے اپنے جادو سے اپنے عصاء کو سانپ بنا ڈالا۔ حضرت موسیٰؑ نے دل میں خوف محسوس کیا حکم رب ہوا اے موسیٰ اپنا عصاء ڈالدے بیشک تو ہی غالب رہے گا جب حضرت موسیٰؑ نے اپنا عصا ڈالا تو ان جادوگروں کے اثر کو اُن کے عصاء نے نگل لیا اور سب جادوگر سجدہ ریز ہوگئے اور کہنے لگے ہم ہارونؑ اور موسیٰؑ کے رب پر ایمان لاتے ہیں لیکن فرعون نے ان

جادوگروں سے کہا اگر تم موسیٰ کے خدا پر ایمان لاؤ گے تو میں تمہیں سخت عذاب دونگا لیکن جادوگروں نے کہا ہم اپنے ایمان سے ہٹنے والے نہیں۔(۹۷)

پھر فرعون نے حضرت موسیٰؑ کے قتل کا منصوبہ بنایا لیکن فرعون کے دربار میں ایک شخص تھا جو اپنے ایمان کو چھپایا ہوا تھا اُس نے کہا ایسے شخص کو کیوں مارتے ہو جو کلام حق سناتا ہے اگر وہ غلط ہوگا تو خدا کی جانب سے سزا پائے گا اگر وہ سچا ہوا تو اللہ کا عذاب ہم پر آئے گا۔(۹۸)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آل فرعون کو چھوٹے چھوٹے کئی عذاب دیئے تا کہ وہ اللہ اور حضرت موسیٰؑ پر ایمان لائیں وہ باز نہ آئے اگر کوئی اچھا معاملہ ہوتا تو فرعون کی طرف رجوع کرتے اور کوئی بُرا معاملہ پیش آتا تو وہ حضرت موسیٰؑ کی طرف بطور شگن رجوع کرتے آخر کار اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا:

> ''اور بے شک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ راتوں رات میرے بندے کو لے چل اور ان کے لئے دریا میں خشک راستہ نکال تجھے ڈر نہ ہوگا اور نہ کوئی خطرہ''۔(۹۹)

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بحکم خدا بنی اسرائیل کو لیکر نکلے رات کا وقت تھا راستہ بھٹک گئے پھر اِنھیں یوسف علیہ السلام کی وصیت یاد آئی اُنھوں نے وقت وصال فرمایا تھا جب تم مصر سے نکلنا تو میرے تابوت کو ساتھ لیکر چلنا پھر اُنھوں نے ڈھونڈ کر اس کو لے لیا یہاں تک کہ صبح نمودار ہوئی فرعونیوں کو اطلاع ہوگئی کہ موسیٰؑ یہاں سے جارہے ہیں فرعون آلِ فرعون نے ان کا تعاقب کیا۔اس سلسلہ کی آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

> جب فرعون اور آلِ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تعاقب کیا اور دن نکلنے پر جب اُن کا آمنا سامنا ہوا اپنی قوم سے حضرت موسیٰؑ نے فرمایا بیشک میرا رب میرے ساتھ ہے جب وہ بحر قلزم کے پاس پہنچے حکم رب ہوا اے موسیٰؑ دریا میں عصاء مار حضرت موسیٰؑ نے دریا میں عصا مارا اور دریا پھٹ گیا اور وہ خشک راستے سے دریا پار نکل پڑے۔

جب فرعون و آلِ فرعون موسیٰؑ کے تعاقب میں (بحرِ تلزم) میں اترے تو
اللہ نے فرعون و آلِ فرعون کو غرق کر دیا''۔(۱۰۰)

جب فرعون ڈوبنے لگا تو کہا میں ایمان لاتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی
معبود سوائے اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔(۱۰۱)

حضرت موسیٰؑ اپنی قوم سے کہا کرتے تھے اگر اللہ ہمیں فرعونیوں سے نجات دے گا تو میں تمہیں اللہ کے پاس سے کتاب لا کر دوں گا جس میں حلال و حرام، امر و نہی کا ذکر ہوگا اسی وعدہ کے مطابق آپؑ اللہ تعالیٰ سے تورات لینے طور پر گئے۔آیت کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اور ہم نے موسیٰؑ سے تیس رات کا وعدہ فرمایا اور ان میں دس
اور بڑھا کر پوری کیں تو اس کے رب کا وعدہ پورے چالیس ۴۰ کا ہوا اور
موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارونؑ سے کہا میری قوم پر میرے نائب رہنا اور
اصلاح کرنا اور فسادیوں کی راہ کو دخل نہ دینا''۔(۱۰۲)

حضرت موسیٰؑ اپنے ہمراہ ستر افراد کو لیکر کوہِ طور چلے گئے تا کہ کتاب لیکر آئیں اور قوم سے تیس دن ک ہکر گئے تھے لیکن جب وہ طور گئے اللہ تعالیٰ نے دس دن بڑھا دیئے جب حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے کلام کیا آپ کے دل میں ایک لذت محسوس ہوئی بارگاہِ یزدی میں ملتمس ہوئے، کہا

''اے میرے رب مجھے اپنا دیدار کرا کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا
تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ ٹھہرا
رہا تو مجھے عنقریب دیکھ لے گا جب اللہ نے اس پہاڑ پر اپنا جلوہ ڈالا
پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اُسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر
گئے''۔(۱۰۳)

حضرت موسیٰؑ اپنی قوم سے تیس دن کہہ کر گئے تھے لیکن جب طور سینا پر چالیس دن ہو گئے۔سامری نے

قوم سے کہا کہ حضرت موسیٰؑ کو گئے اتنے دن گزر گئے ہیں اور ہمارے پاس فرعونیوں کے زیور ہیں مجھے دو اس سے میں ایک خدا بناتا ہوں۔ اُس سے ایک گائے کا بچھڑا بنایا اور اُس میں ایک سوراخ رکھا جب موسیٰؑ بحرِ قلزم میں عصا مار کر دریا میں اُتر گئے فرعون و آلِ فرعون پس و پیش میں تھے حضرت جبرئیل ایک گھوڑی پر سوار فرعون کے گھوڑے کے سامنے آئے جیسے ہی فرعون کے گھوڑے نے گھوڑی کو دیکھا وہ گھوڑی کے پیچھے ہو گیا اور فرعون کو دیکھ آلِ فرعون بحرِ قلزم میں اُتر گئے سامری نے اُس گھوڑی کے قدموں کی خاک اُٹھا کر رکھی تھی اس نے اُس خاک کو بنائے ہوئے بچھڑے کے سوراخ میں ڈال دی اُس کا یہ اثر ہوا کہ بچھڑا بے جان و جسم کے بولنے لگا اور قومِ موسیٰؑ نے اس بچھڑے کی پرستش شروع کر دی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف لوٹے جب اُن کی گاؤ پرستی کو دیکھا حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارونؑ کی سرزنش کی لیکن ہارونؑ نے کہا میں کمزور تھا قریب تھا کہ یہ لوگ مجھے مار ڈالتے جب حضرت موسیٰؑ نے دیکھا یہ سب سامری کی کرتوت ہے اللہ کی بارگاہ میں رجوع ہوئے تو اللہ نے اُسے دنیا میں یہ عذاب مقرر کیا کہ اُسے جو بھی شخص چھوتا سامری کو اور چھونے والے کو بخار آ جاتا۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو تنبیہ کی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا قوم نے توبہ کی حضرت موسیٰؑ نے فرمایا توبہ ہیکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو یہ تمہارے رب کے پاس بہتر ہے تو اس نے توبہ قبول کی پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ وہ قوم کے بہترین ستر افراد کو لیکر طور پر آ جائیں تا کہ وہ بچھڑے کی پوجا کی تمام قوم کی جانب سے اللہ سے معافی مانگیں۔ جب وہ طور پر پہنچے اور حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے کلام کیا اور قوم نے بھی سنا لیکن کہہ اُٹھے ہم ہرگز تمہارا یقین نہیں کریں گے جب تک کہ ہم اللہ کو ظاہر نہ دیکھ لیں۔ (۱۰۴) تو اِن کو بجلی کی کڑک نے گرفت میں لے لیا اور سب مر گئے پھر حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے دعا کی اللہ نے اُسے قبول کیا اور وہ پھر زندہ ہو گئے۔ (۱۰۵) اور پھر اللہ نے ان کے اوپر طور رکھ دیا اور کہا جو کچھ ہم نے دیا ہے اُسے مضبوطی سے پکڑو اور اُسے یاد رکھو۔ جب حضرت موسیٰؑ تورات لیکر اپنی قوم کے پاس پہونچے اللہ نے حکم دیا اپنے ملک مصر کو پھر سے پالو جس پر عمالقہ کا قبضہ ہے اور پھر شام کی زرخیز زمین کو چھوڑ کر وہاں جاؤ بنی اسرائیل کے دو سرداروں نے بنی اسرائیل کو سمجھایا یعنے یوشع بن نون اور کالب نے لیکن قوم نے انکار کر دیا۔ اللہ نے اُن کے اس جرم کی سزا یہ دی کہ وہ اپنے گھروں تک نہ پہنچ سکے وہ چالیس برس تک میدان تیہہ میں حیران و پریشان گھومتے پھرتے رہے ان پر بادل سایہ کئے ہوئے تھا اور اُن کے لئے آسمان سے من وسلویٰ نازل ہوتا لیکن اُنھوں نے خدا کی اس

نعمت کو ٹھکرا کر حضرت موسیٰؑ سے دعا کروائی کہ ان کے لئے زمین سے پیاز دال ککڑی ساگ پیدا کردے۔ اللہ نے اس دعا کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازا گیا۔ (۱۰۶)

جب قوم موسیٰ کث میدانِ تیہہ میں پیاس لگی (اُن کی کل تعداد چھ لاکھ تھی اور وہ میدان بارہ میل پر مشتمل تھا)۔ حضرت موسیٰؑ نے پتھر پر عصاء مارا جس سے بارہ چشمے جاری ہوئے اور سب سیر ہوئے پھر حضرت موسیٰؑ کی دعا سے اللہ نے قوم موسیٰ وکو میدان تیہہ سے نجات دی اور کہا جب تم اُس زمین (بیت المقدس) میں داخل ہونا تو سجدہ کرتے ہوئے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہ معاف فرمادے لیکن اُنھوں نے اس کے برعکس کیا وہ سرینوں کے بل داخل ہوئے اللہ نے اُن کی اس سرکشی پر طاعون کا عذاب بھیجا۔

گائے کا واقعہ:

بنی اسرائیل میں ایک شخص نے اپنے رشتہ دار کا ناحق قتل کر ڈالا اور اُس کی لاش کو چوراہے پر لا کر پھینک دیا اور پھر موسیٰؑ کے پاس شکایت لے کر آ گیا موسیٰؑ نے قاتل کا پتہ لگانے کی کوشش کی لیکن پتہ نہ چل سکا۔ پھر قوم نے حضرت موسیٰؑ سے کہا آپ اللہ کی بارگاہ میں دعاء فرمائیں۔ اس قصہ کی تفصیل قرآن مجید اور تفسیر سے ملاحظہ ہو:

> پھر اُس نے کہا آپ اللہ سے دعا فرمائیں اللہ نے کہا - گائے ذبح کر کر مردے کو مارو وہ زندہ ہو کر قاتل کا نام بتائے گی۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہم کو گائے کے اوصاف بتائے چنانچہ اللہ نے اس کی عمر کے متعلق فرمایا نہ بوڑھی ہے نہ جوان پھر رنگ کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا اسکا رنگ زرد چمک دار ہے اور دیکھنے والے کی آنکھوں کو سکون حاصل ہوتا ہے اور نہ وہ ہل چلاتی ہے نہ وہ کھیتی میں پانی دیتی ہے۔ (۱۰۷) یہ وہ گائے تھی جسے بنی اسرائیل میں ایک نیک شخص نے اللہ پر توکل کرتے ہوئے اسے جنگل

میں چھوڑ دیا تھا۔ یہ سونچ کر جب میرا بچہ بڑا ہوگا تو وہ جنگل سے اس گائے کو لے آئے گا چنانچہ بچہ بڑا ہونے پر اس گائے کو۔ اللہ کی شان یہ ہے کہ اس گائے میں وہ تمام وصف تھے جس کا ذکر اللہ نے فرمایا اور وہ لڑکا یتیم اور غریب تھا اس گائے کے عوض بنی اسرائیل کو حکم رب ہوا۔ گائے کے چمڑے میں جتنی مقدار میں سونا آتا ہے دینا ہوگا اور جب گائے ذبح کی گئی اور مقتول پر مارا گیا تو اُس مقتول نے سارا قصہ بیان کر دیا۔

قارون:

قارون (حضرت موسیٰؑ) کا قریبی رشتہ دار تھا زیادہ مشہور یہ ہیکہ آپ کا چچازاد بھائی تھا۔ بعض حضرات نے اسے خالہ زاد کہا ہے۔ اس نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کی نبوت پر حسد کرتے ہوئے منافقت اختیار کر لی تھی اور وہ بہت مالدار تھا دس آدمیوں کی جماعت بھی اُس کے مال کو شمار نہیں کر سکتی تھی لیکن نبی کی گستاخی کی وجہ سے ذلیل و خوار ہوا اس سلسلہ میں آیات مبارکہ کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''بیشک قارون موسیٰؑ کی قوم سے تھا پھر اس نے لوگوں پر سرکشی کی اور ہم نے اسے اس قدر خزانے عطاء کئے تھے کہ اس کی کنجیاں (اُٹھانا) ایک بڑی طاقتور جماعت کو دشوار تھا جبکہ اس کی قوم نے اس سے کہا تو (خوشی کے مارے) غرور نہ کر بیشک اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں فرماتا اور تو اس دولت میں سے جو اللہ نے تجھے دی ہے آخرت کا گھر طلب کر اور دنیا سے (بھی) اپنا حصہ نہ بھول اور تو (لوگوں سے ویسا ہی) احسان کر جیسا احسان اللہ نے تجھ سے فرمایا ہے اور ملک میں (ظلم ارتکاز اور استحصال کی صورت میں) فساد انگیزی (کی راہیں) تلاش نہ

کر بیشک اللہ فساد برپا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ وہ کہنے لگا (یہ مال معاشرہ پر کیوں خرچ کروں) مجھے تو یہ مال صرف (کسی) علم و ہنر کے بنا پر دیا گیا ہے جو میرے پاس ہے۔ کیا اسے یہ معلوم نہ تھا کہ اللہ نے واقعتاً اُس سے پہلے بہت سی ایسی قومیں ہلاک کر دیں جو طاقت میں اُس سے کہیں زیادہ سخت تھیں اور (مال و دولت اور افرادی قوت کے) جمع کرنے میں کہیں زیادہ (آگے) تھیں اور (بوقت ہلاک) مجرموں سے اُن کے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔ پھر وہ اپنی قوم کے سامنے (پوری) زینت و آرائش (کی حالت) میں نکلا (اس کی ظاہری شان و شوکت کو دیکھ کر) وہ لوگ بول اُٹھے جو دنیوی زندگی کے خواہشمند تھے کاش ہمارے لئے (بھی) ایسا (مال و متاع) ہوتا جیسا قارون کو دیا گیا ہے۔ بیشک وہ بڑا نصیب والا ہے۔ اور (دوسری طرف) وہ لوگ جنھیں علم (حق) دیا گیا تھا بول اُٹھے تم پر افسوس ہے اللہ کا ثواب اس شخص کے لئے (اس دولت و زینت سے کہیں زیادہ) بہتر ہے جو ایمان لایا ہو اور نیک عمل کرتا ہو مگر یہ (اجر و ثواب) صبر کرنے والوں کے سوا کسی کو عطا نہیں کیا جائے گا۔ پھر ہم نے اس (قارون) کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ سو اللہ کے سوا اس کے لئے کوئی بھی جماعت (ایسی نہ تھی جو (عذاب سے بچانے میں) اس کی مدد کر سکتی اور نہ وہ خود ہی عذاب کو روک سکا۔ (۱۰۸)

یوشع ابن والنون:

یوشع ابن والنون کے نسب متعلق حافظ ابن کثیر رقمطراز ہیں:

''الخلیل یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب بن
اسحٰق بن ابراھیم علیہ السلام۔(۱۰۹)

قرآن مجید میں حضرت یوشع علیہ السلام کا نام مذکور نہیں البتہ سورۂ کہف میں دو جگہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ جس جوان رفیقِ سفر کا ذکر آیا ہے وہ یوشع بن نون ہیں حضرت موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل کی طرف آپ کو نبی بنایا گیا اس پر تمام اہل کتاب کا اتفاق ہے اور آپ کے نبی ہونے پر احادیث شریفہ بھی موجود ہیں۔(۱۱۰)

حضرت خضر علیہ السلام

حضرت خضر علیہ السلام کا نام بلہا ابن ملکان کنیت ابوالعباس اور لقب خضر ہے۔آپ حضرت نوح کی ساتویں پشت میں ہیں آپ کا مقام سمندر ہے خضر لقب اس لئے مشہور ہوا کہ آپ جس سرزمین پر قدم رکھتے ہیں وہ سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔(۱۱۱) تفسیر جلالین میں خضر کی تین قرأتیں بتلائی گئی ہیں۔خِضرٌ خَضِرٌ خِضَرٌ (۱۱۲) خضرؑ کا تعلق بنی اسرائیل سے ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر کو نام سے مخاطب نہیں کیا ہے لیکن حضرت موسیٰؑ اور سکندر ذوالقرنین کے واقعہ میں جس رہنما کا ذکر آیا ہے وہ خضر ہی ہیں۔

حضرت موسیٰؑ و خضرؑ کی ملاقات

ابی ابن کعبؓ سے مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو خطبہ دے رہے تھے لوگوں نے پوچھا سب سے زیادہ علم والا کون ہے موسیٰؑ نے جواب میں فرمایا میں، اللہ تبارک وتعالیٰ کو یہ گوارا نہ ہوا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ جو مجمع البحرین (دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ) رہتا ہے وہ تم سے زیادہ علم والا ہے موسیٰؑ نے عرض کیا اے میرے رب میں انھیں کیسے پاؤں گا حکم رب ہوا تلی مچھلی کا توشہ اپنے ساتھ لے لو۔ جہاں تمہاری مچھلی زندہ ہو جائے تم ان کو وہاں پاؤ گے چنانچہ قرآن مجید میں اس قصہ کو بیان کیا گیا ہے آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اور (وہ واقعہ بھی یاد کیجئے) جب موسیٰؑ نے اپنے (جواں سال

ساتھی اور) خادم (یوشع بن نونؑ) سے کہا میں (پیچھے) نہیں ہٹ سکتا یہاں تک کہ میں دو دریاؤں کے سنگم کی جگہ تک پہنچ جاؤں یا مدتوں چلتا رہوں۔ سو جب وہ دونوں دو دریاؤں کے درمیان سنگم پر پہنچے تو وہ دونوں اپنی مچھلی (وہیں) بھول گئے پس وہ (تلی ہوئی مچھلی زندہ ہوکر) دریا میں سرنگ کی طرح اپنا راستہ بناتے ہوئے (نکل گئی) پھر جب وہ دونوں آگے بڑھ گئے (تو) موسیٰؑ نے اپنے خادم سے کہا ہمارا کھانا ہمارے پاس لاؤ بیشک ہم نے اپنے اس سفر میں بڑی مشقت کا سامنا کیا ہے (خادم نے) کہا کیا آپ نے دیکھا جب ہم نے پتھر کے پاس آرام کیا تھا تو میں (وہاں) مچھلی بھول گیا تھا اور مجھے یہ کسی نے نہیں بھلایا سوائے شیطان کے کہ میں آپ سے اس کا ذکر کروں اور اس (مچھلی) نے تو (زندہ ہوکر) دریا میں عجیب طریقہ سے اپنا راستہ بنالیا تھا (اور وہ غائب ہوگئی تھی) موسیٰؑ نے کہا یہی وہ (مقام) ہے ہم جسے تلاش کررہے تھے پس دونوں اپنے قدموں کے نشانات پر (وہی راستہ) تلاش کرتے ہوئے (اسی مقام پر) واپس پلٹ آئے۔ تو دونوں نے (وہاں) ہمارے بندوں میں سے ایک (خاص) بندے (خضرؑ) کو پالیا جسے ہم نے اپنی بارگاہ سے (خصوصی) رحمت عطاء کی تھی اور ہم نے اسے اپنا علم لدنی (یعنی اسرار و معارف کا الہامی علم) سکھایا تھا۔ اس سے موسیٰؑ نے کہا کیا میں آپ کے ساتھ اس (شرط) پر رہ سکتا ہوں کہ آپ مجھے (بھی) اس علم میں سے کچھ سکھائیں گے جو آپ کو بغرضِ ارشاد سکھایا گیا ہے۔ اس (خضرؑ) نے کہا بیشک آپ میرے ساتھ رہکر ہرگز صبر نہ کرسکیں گے۔ اور آپ اس (بات) پر کیسے صبر کرسکتے ہیں جسے آپ (پورے طور پر) اپنے احاطہ علم میں نہیں لائے ہوں گے۔ موسیٰؑ

نے کہا آپ انشاء اللہ مجھے ضرور صابر پائیں گے اور میں آپ کی کسی بات کی خلاف ورزی نہیں کروں گا۔ (خضرؑ نے) کہا پس اگر آپ میرے ساتھ رہیں تو مجھ سے کسی چیز کی بابت سوال نہ کر میں یہاں تک کہ میں خود آپ سے اُس کا ذکر کر دوں۔ پس دونوں چل دیئے۔ یہاں تک کہ جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے (تو خضرؑ نے) اس (کشتی) میں شگاف کر دیا۔ موسیٰؑ نے کہا کیا آپ نے اس لئے (شگاف کر کے) پھاڑ ڈالا ہے کہ آپ کشتی والوں کو غرق کر دیں بیشک آپ نے بڑی عجیب بات کی (خضرؑ کی) نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کر سکیں گے۔ موسیٰؑ نے کہا آپ میری بھول پر میری گرفت نہ کریں اور میرے (اس) معاملہ میں مجھے زیادہ مشکل میں نہ ڈالیں پھر وہ دونوں چل دیئے یہاں تک کہ دونوں ایک لڑکے سے ملے تو (خضرؑ نے) اسے قتل کر ڈالا موسیٰؑ نے کہا کیا آپ نے بے گناہ جان کو بغیر کسی جان (کے بدلے) قتل کر دیا ہے بیشک آپ نے بڑا ہی سخت کام کیا ہے (خضرؑ نے) کہا کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر ہرگز صبر نہ کر سکیں گے۔ موسیٰؑ نے کہا اگر میں اس کے بعد آپ سے کسی چیز کی نسبت سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھئے گا بیشک میری طرف سے آپ حدِ عذر کو پہنچ گئے ہیں پھر دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب دونوں ایک بستی والوں کے پاس آ پہنچے دونوں نے وہاں کے باشندوں سے کھانا طلب کیا تو اُنھوں نے ان دونوں کی میزبانی کرنے سے انکار کر دیا پھر دونوں نے وہاں ایک دیوار پائی جو بوسیدہ (گرنے والی) تھی تو حضرت خضرؑ نے اسے سیدھا کر دیا موسیٰؑ نے کہا اگر آپ چاہتے تو اس (تعمیر) پر مزدوری لے لیتے (خضرؑ

نے) کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان جدائی (کا وقت) ہے اب میں آپ کو ان باتوں کی حقیقت سے آگاہ کئے دیتا ہوں جن پر آپ صبر نہیں کر سکے۔ وہ جو کشتی تھی سو وہ چند غریب لوگوں کی تھی وہ دریا میں محنت مزدوری کیا کرتے تھے پس میں نے ارادہ کیا کہ اُسے عیب دار کر دو اور (اس کی وجہ یہ تھی کہ) ان کے آگے ایک (جابر) بادشاہ (کھڑا) تھا جو ہر (بے عیب) کشتی کو زبردستی (مالکوں سے بلا معاوضہ) چھین رہا تھا۔ اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ صاحب ایمان تھے پس ہمیں اندیشہ ہوا کہ یہ (اگر زندہ رہا تو کافر بنے گا اور) ان دونوں کو (بڑا ہو کر) سرکشی اور کفر میں مبتلا کر دیگا۔ پس ہم نے ارادہ کیا کہ ان کا رب انھیں بدل عطاء فرمائے جو پاکیزگی میں (بھی) اس (لڑکے) سے بہتر ہو اور شفقت و رحمدلی میں (بھی والدین سے) قریب تر ہو۔ اور وہ جو دیوار تھی وہ شہر میں (رہنے والے) دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان دونوں کے لئے ایک خزانہ (مدفون) تھا اور ان کا باپ صالح (شخص) تھا سو آپ کے رب نے ارادہ کیا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور آپ کے رب کی رحمت سے وہ اپنا خزانہ خود (ہی) نکالیں اور میں نے (جو کچھ بھی کیا) وہ از خود نہیں کیا یہ ان (واقعات) کی حقیقت ہے جس پر آپ صبر نہ کر سکے''۔ (۱۱۳)

حزقیلؑ

حافظ ابن کثیر نے حزقیلؑ کے متعلق محمد بن اسحٰق وہب بن منبہ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشعؑ کے بعد حضرت کالب بن یوفنا کو بھی اپنے پاس بلا لیا تو بنی اسرائیل میں ان کا خلیفہ حضرت حزقیلؑ کو بنایا آپ ایک غریب بڑھیا کے بیٹے تھے۔(۱۱۴)

قرآن مجید میں حضرت حزقیلؑ کا لفظاً ذکر نہیں ہوا لیکن اشارۃً انکار ذکر ملتا ہے واقعہ یہ ہیکہ حضرت حزقیلؑ نے اُن کی قوم سے کیا اللہ کی راہ میں جہاد کرو اُنھوں نے اس سے اعراض کیا اللہ نے ان کو ہزاروں کی تعداد میں موت دے دی پھر حضرت حزقیلؑ کی دعا سے پھر وہ زندہ ہو گئے۔تقریباً تمام تر قصص الانبیاء وقصص القرآن کی کتب میں حضرت حزقیلؑ کا واقعہ موجود ہے۔اس واقعہ سے متعلق آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

> ''(اے حبیب) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے اپنے گھر سے نکل گئے حالانکہ وہ ہزاروں (کی تعداد میں) تھے تو اللہ نے اُنھیں حکم دیا مرجاؤ (سو وہ مر گئے) پھر اِنھیں زندہ فرمادیا۔ بیشک اللہ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے مگر اکثر لوگ (اس کا) شکر ادا نہیں کرتے''۔(۱۱۵)

حضرت الیاسؑ

حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کے بعد اُن کے جانشینوں کا قرآن مجید میں لفظاً ذکر نہ ہوا حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کے بعد قرآن مجید نے لفظاً حضرت الیاسؑ کا ذکر فرمایا ہے حضرت حزقیلؑ کے بعد حضرت الیاسؑ ان کے جانشین ہوئے اور بنی اسرائیل میں اَیلا کے نام سے مشہور ہوئے۔ بیشتر مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ حضرت ہارونؑ کی نسل سے ہیں اور آپ کا سلسلہ نسب ملاحظہ ہو الیاس بن یاسین بن فنحاص بن بعزار بن ہارون یا الیاس بن عازر بن یعزار بن ہارون علیہ السلام۔ حضرت الیاسؑ کا ذکر قرآن مجید میں سورۃ الانعام اور سورۃ الصافات میں آیا ہے۔

حضرت موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل مختلف قبیلوں میں بٹ گئے اور ہر قبیلہ نے اپنی اپنی علیحدہ علیحدہ سلطنت بنالی۔ بنی اسرائیل کے ان ہی قبائیل میں سے ایک قبیلہ لبنان کے اس علاقہ میں آباد ہو گیا جہاں مشہور تاریخی شہر بعلبک کے کھنڈرات موجود ہیں اس قبیلہ کے نام اور اُن کے انجام کے متعلق تفسیر ضیاء القرآن سے اقتباس ملاحظہ ہو:

> اُن کے بڑے بت کا نام بعل تھا جس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ
> بیس گز لمبا تھا اور اُس کے چار منہ تھے جس کے مندر کے خدام کی تعداد
> ۴۰۰ تھی اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو راہِ راست پر لانے کے لئے حضرت

الیاسؑ کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے انھیں سمجھانے کی انتہائی کوشش کی لیکن وہ لوگ آپ کو جھٹلاتے رہے یہاں تک کہ ان پر اللہ کا عذاب اُترا وہ نیست و نابود ہو گئے۔ (۱۱۶)

قرآن مجید میں حضرت الیاسؑ کی قوم پر عذاب الٰہی مسلط ہونے کا بیان ملتا ہے۔ اس سلسلہ کی آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''تو ان لوگوں نے (یعنی قومِ بعلبک نے) الیاسؑ کو جھٹلایا پس وہ (بھی عذاب جہنم میں) حاضر کر دیئے جائیں گے اور ہم نے ان کا ذکر خیر (بھی) پیچھے آنے والوں میں برقرار رکھی۔ سلام ہو الیاس پر بیشک ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں''۔ (۱۱۷)

حضرت ذوالکفل علیہ السلام/ الیسعؑ

تذکرۃ الانبیاء میں آپ کا نام بشر یا شرف بتایا گیا ہے۔ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں (۱۱۸) قرآن مجید میں آپ کا ذکر دو مقام پر آیا ہے سورۃ الانبیاء میں اور سورۃ جس میں اس سلسلہ کی آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اور اسمٰعیلؑ اور ادریسؑ اور ذوالکفل سب صبر کرنے والے تھے اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا یقیناً وہ نیک بندے تھے۔ (۱۱۹) اور یاد کرو اسمٰعیل اور ذوالکفل کو اور یہ سب نیکوکاروں میں سے تھے''۔ (۱۲۰)

حضرت ذوالکفل کے متعلق مختلف اقوال ملتے ہیں جس کو قصص القرآن میں نقل کیا گیا ہے۔ بعض معاصرین کا خیال ہے کہ ذوالکفل حزقیلؑ کا لقب ہے اور دوسرے معاصرین کی عجیب رائے ہے کہ ذوالکفل گوتم بدھ کا لقب ہے اس لئے کہ اس کے دارالسلطنت کا نام کپل تھا جس کا معرب کفل ہے اور عربی میں ذو صاحب اور مالک کے لئے آتا ہے چنانچہ صاحب مال کے لئے ذومالٍ اور مالک شہر کے لئے ذوبلدٍ کثرت سے استعمال ہے اس لئے یہاں بھی کپل کے مالک اور بادشاہ کو ذوالکفل کہا گیا ہے۔ اور موصوف نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ گوتم بدھ کی اصل تعلیم توحید اور حقیقی اسلام ہی کی تعلیم تھی اور موجودہ شکل وصورت دوسرے ادیان کی طرح مسخ اور

محرف شدہ ہے۔مگر یہ اقوال تخمینی آراء سے زیادہ تاریخی حیثیت سے کوئی وقعت نہیں رکھتا۔(۱۲۱)

مذکورہ تحریر کے متعلق ایک اہم بات عرض کردو کہ قرآن مجید کی تفسیر کے سلسلے میں کل اُمت کا اجماع اس بات پر ہے کہ قرآن مجید کی آیات کی تفسیر پہلے آیات سے کی جائے گی پھر احادیث سے پھر اقوال صحابہ سے پھر اجماعِ اُمت کے اقوال سے لیکن یہ قول کہیں بھی کسی بھی تفسیر یا حدیث کی کتاب میں موجود نہیں کہ ذوالکفل سے مراد گوتم بدھ ہے۔قرآن مجید میں چند ایسے انبیاء کے نام موجود ہیں جن کی تفصیل کتب باحادیث وتفاسیر میں نہیں ملتی۔ایسے مقام پر سکوت بہتر ہے۔قرآن مجید میں بغیر کسی دلیل شرعی کے قیاس آرائیاں نہ کی جائیں تاکہ ایمان سلامت اپنے اور آخرت بہتر ہو۔وما علینا الا البلاغ

الیسعؑ:

حضرت ذوالکفلؑ کے متعلق جو آیات پیش کی گئی تھیں اُس میں حضرت الیسعؑ ذکر آچکا ہے تذکرۃ الانبیاء میں ہے آپ دن کو روزہ رکھا کرتے تھے اور رات میں قیام اللیل کرتے اور جب آپ کوئی فیصلہ فرماتے تو کسی قسم کی جلد بازی نہیں کرتے اور نہ غصہ سے فیصلہ فرماتے۔(۱۲۲)

حضرت شمویلؑ

حضرت موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل کی طرف یوشعؑ بن نون خلیفہ ہوئے آپ کے بعد حضرت کالب ابن لوفنا ان کے بعد حضرت حزقیلؑ خلیفہ ہوئے۔ حضرت حزقیلؑ کے بعد قوم کا حال بہت بُرا ہوگیا تھا تب بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے حضرت الیاس ابن سنی ابن مخاص ابن عیزار ابن ہارونؑ مبعوث ہوئے پھر اُن کے گزرنے کے بعد بنی اسرائیل کا حال بہت خراب ہو چکا تھا وہ بت پرستی کا شکار ہوئے۔ تب حضرت یسعؑ تشریف لائے اور اُنھوں نے تورات کے احکام جاری فرمائے۔ خیال رہے کہ حضرت حزقیلؑ کے بعد بنی اسرائیل کی ایک نسل میں خلافت وسلطنت تھی اور دوسرے میں نبوت تھی لیکن یسعؑ کے بعد سلطنت بھی چھن گئی اور نبوت کا سلسلہ بھی ختم ہوگیا کیوں کہ بنی اسرائیل کی نافرمانیاں حد سے بڑھ گئیں تھیں اور ان پر فرعون کی طرح ایک جالوت بادشاہ مسلط ہوگیا جو کہ عمالقہ ابن عاد کی اولاد سے تھا۔ بنی اسرائیل کے کئی اشخاص گرفتار کر لئے گئے اور خاندانِ نبوت کی صرف ایک خاتون باقی تھی جس نے دعا کی اللہ سن نبی کو بھیج اور اُس خاتون کے شکم سے ایک لڑکا تولد ہوا جس کا نام اشموئیل رکھا گیا اشمو کے معنی سن ئیل کے معنی اللہ جب آپ بڑے ہوئے تو آپ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا اور آپ اپنی قوم کے پاس آئے اور کہنے لگے میں اللہ کا نبی ہوں قوم نے کہا آپ اتنی جلدی نبی بن گئے پھر اُنھوں نے کہا اگر آپ سچے نبی ہیں تو ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر فرمائیں۔

آپ نے اللہ سے دعا فرمائی جواب میں ایک لکڑی عطاء ہوئی کہ اس کے برابر جو شخص ہوگا وہ اس قوم کا

بادشاہ ہوگا اور ایک تیل دیا گیا اور کہا گیا جب وہ شخص تمہارے مکان میں داخل ہو تو یہ تیل میں جوش آئے گا اور اس امتحان سے ساری قوم کو گذرا گیا لیکن کوئی شخص اس پیمانہ میں نہ اُترا اِدھر سے ایک طالوت نامی شخص کا گذر ہوا جس کا خچر کھو گیا تھا اور اُس نے چاہا کہ اشموئیلؑ کے پاس اپنے خچر کی بابت پوچھوں جیسے ہی وہ اُس ارادہ سے آپ کے مکان میں گیا تیل میں اُبال آیا اور حضرت اشموئیلؑ نے طالوت کو لکڑی سے ناپا وہ لکڑی کے ناپ کا تھا آپ نے اُس کو بادشاہ مقرر فرمایا اور قوم جالوت سے جہاد کا حکم دیا اور طالوت جالوت سے مقابلہ کے لئے ۸۰۰۰۰ ہزار اشخاص کو لیکر قوم جالوت کی طرف روانہ ہوئے اور فرمایا سامنے ٹھنڈے پانی کی نہر آرہی ہے۔ اس کا پانی نہ پینا لیکن ایک چلو سوائے تین سو تیرہ ۳۱۳ کے علاوہ سب نے نافرمانی کی پانی پیتے گئے پیتے گئے لیکن اُن کی پیاس نہ بجھی اور اللہ نے اُن کے لبوں کو سیاہ کر دیا۔ (۱۲۳) اس سلسلے کی آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا بیشک اللہ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے تو کہنے لگے کہ اسے ہم پر حکمرانی کیسے مل گئی حالانکہ ہم اس سے حکومت (کرنے) کے زیادہ حقدار ہیں اسے تو دولت کی فراوانی بھی نہیں دی گئی (نبی نے) فرمایا بیشک اللہ نے اسے تم پر منتخب کر لیا ہے اور اسے علم اور جسم میں زیادہ کشادگی عطاء فرمائی ہے اور اللہ اپنی سلطنت (کی امانت) جیسے چاہتا ہے عطاء فرما دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا خوب جاننے والا ہے اور ان کے نبی نے ان سے فرمایا اس کی سلطنت (کے من جانب اللہ ہونے) کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس صندوق آئے گا اس میں تمہارے رب کی طرف سے سکونِ قلب کا سامان ہوگا اور کچھ آلِ موسیٰ و آلِ ہارون کے چھوڑے ہو تبرکات ہوں گے اسے فرشتے اُٹھا کر لائیں گے اگر تم ایمان والے ہو بیشک اس میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے۔ پھر جب طالوت اپنے لشکر کو لے کر شہر سے نکلا تو اس نے کہا بیشک اللہ تمہیں ایک نہر کے

ذریعہ آزمانے والا ہے پس جس نے اس میں سے پانی پیا سو وہ میرے (ساتھیوں میں) سے نہیں ہوگا اور جو اس کو نہیں پیئے گا پس وہی میری (جماعت) سے ہوگا جو شخص اپنے ہاتھ سے صرف ایک چُلو (کی حد تک) پی لے (اس پر کوئی حرج نہیں) سو اِن میں سے چند لوگوں کے سوا باقی سب نے اس سے پانی پی لیا پس جب طالوت اور ان کے ایمان والے ساتھی نہر کے پار چلے گئے تو کہنے لگے آج ہم میں جالوت اور اس کی فوجوں سے مقابلہ کی طاقت نہیں جو لوگ یہ یقین رکھتے تھے کہ وہ (شہید ہوکر یا مرنے کے بعد) اللہ سے ملاقات کا شرف پانے والے ہیں کہنے لگے کئی مرتبہ اللہ کے حکم سے تھوڑی سی جماعت (خاصی) بڑی جماعت پر غالب آجاتی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کو اپنی معیت سے نوازتا ہے۔ اور جب وہ جالوت اور اس کی فوجوں کے مقابل ہوئے تو عرض کرنے لگے اے ہمارے پروردگار ہمیں صبر میں وسعت عطاء فرما اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمیں کافروں پر غلبہ عطا فرما پھر اُنھوں نے اُن (جالوتی فوجوں) کو اللہ کے امر سے شکست دی اور داؤدؑ نے جالوتؑ کو قتل کر دیا اور اللہ نے اُن کو (داؤدؑ) حکومت اور حکمت عطاء فرمائی اور انھیں جو چاہا سکھایا''۔ (۱۲۴)

تابوت سکینہ:

بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے دعاء توسل کے لئے تابوت عطاء کیا تھا جس کے متعلق تفسیر تبیان القرآن (۱۲۵) و تفسیر خزائن العرفان (۱۲۶) و تفسیر نعیمی (۱۲۷) اور امام رازیؒ نے تابوت کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ شیشم کی لکڑی کا تھا اللہ نے اُسے آدمؑ پر نازل فرمایا اور وہ وراثت کی طور پر منتقل ہوتا گیا آخر میں بنی اسرائیل کے پاس آیا۔ اس تابوت میں انبیاء کی تصویریں اور حضرت موسیٰؑ کا عصا اور نعلین تھی جب کوئی جنگ حضرت موسیٰؑ لڑتے تو

اُس تابوت کو سامنے رکھ کر دعا فرماتے اور اُس میں سے آواز آتی یہ آواز کامیابی کی ضامن ہوتی لیکن جب موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل اللہ کی نافرمان ہو گئے تو اللہ نے اُن کی دشمن قوم عمالقہ کو مسلط کر دیا۔ اُنھوں نے اس تابوت کو اِن سے چھین لیا اور اُنھوں نے اِس تابوت کو گندی اور بول و براز میں رکھا جس کی وجہ سے اللہ نے اُن کو امراض میں مبتلا کر دیا۔ اُنھوں نے اسے مصیبت سمجھ کر دو بیلوں کے جوئے پر اس تابوت کو رکھ کر ہانک دیا اور پھر قوم طالوت کے نبی کی دعا سے وہ تابوت پھر واپس آ گیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام/ حضرت سلیمانؑ/ بلقیس/ قوم سبا/ ھاروت ماروت

حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر قتل جالوت کے سلسلے میں آچکا ہے۔ قتل جالوت کے بے نظیر شجاعت کے اظہار نے بنی اسرائیل کے قلوب پر حضرت داؤد کی محبت وعظمت کا سکہ بٹھا دیا تھا۔ اُن کی شخصیت ممتاز اور نمایاں ہوچکی تھی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو نبوت ورسالت کے لئے چن لیا تھا۔ تاکہ وہ بنی اسرائیل کی رشد و ہدایت کے منصب پر فائز ہوں۔ تاریخ ابن کثیر سے آپ کا سلسلہ نسب ملاحظہ ہو:

داؤد بن اشیا (ایشی) بن عوبد بن عابر (یا عابز) بن سلمون بن
عونیاذب (یا عمی ناذب) بن ارم (یا ارام) بن حصرون بن فارص بن
یہود بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراھیم علیہ السلام۔ (۱۲۸)

قرآن مجید میں حضرت داؤد علیہ السلام کا نام ۱۶ مقامات پر آیا ہے اور بعض سورتوں میں مختصر اور بعض میں تفصیلاً آپ کا ذکر موجود ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اللہ تعالیٰ کو حضرت داؤد کا روزہ سب روزوں سے زیادہ پسند ہے وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ کو حضرت داؤدؑ کی نفل نماز تمام (نفل) نمازوں سے زیادہ پسند ہیں۔ وہ پہلے نصف رات تک سوتے پھر

تہائی رات قیام کرتے پھر باقی چھٹا حصہ سوتے۔(۱۲۹)

حضرت داؤدعلیہ السلام جب اللہ کا ذکر کرتے تو آپ کے ساتھ پرندے اور پہاڑ بھی اللہ کی تسبیح کرتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو نبوت کے ساتھ ساتھ حکمت عطاء فرمائی اور آپ پر زبور کو نازل فرمایا۔ چنانچہ حضرت داؤد سے متعلق آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''(اے حبیب مکرم ﷺ) جو کچھ وہ کہتے ہیں آپ اس پر صبر جاری رکھئے اور ہمارے بندے داؤدؑ کا ذکر کریں جو بڑی قوت والے تھے بے شک وہ (ہماری طرف) بہت رجوع کرنے والے تھے۔ بیشک ہم نے پہاڑوں کو ان کے زیر فرمان کر دیا تھا جو (اُن کے ساتھ مل کر) شام کو اور صبح کو تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی جو (اُن کے پاس) جمع رہتے تھے ہر ایک ان کی طرف (اطاعت کے لئے) رجوع کرنے والا تھا۔ اور ہم نے اُن کے ملک وسلطنت کو مضبوط کر دیا تھا اور ہم نے اُنھیں حکمت ودانائی اور فیصلہ کن اندازِ خطابت عطاء کی تھی اور کیا آپ کے پاس جھگڑنے والوں کی خبر پہنچی جب وہ دیوار پھاند کر (داؤدؑ) کی عبادت گاہ میں داخل ہو گئے۔ جب وہ داؤدؑ کے پاس اندر آ گئے تو وہ ان سے گھبرا گئے اُنھوں نے کہا گھبرائیے نہیں ہم (ایک) مقدمہ میں دو فریق ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے آپ ہمارے درمیان حق وانصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیں اور حد سے تجاوز نہ کریں اور ہمیں سیدھی راہ کی طرف رہبری کر دیں۔ بیشک یہ میرا بھائی ہے اس کے ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے۔ پھر کہتا ہے یہ (بھی) میرے حوالے کر دو اور گفتگو میں (بھی) مجھے دبا لیتا ہے۔ داؤدؑ نے کہا تمہاری دنبی کو اپنی دنبیوں سے ملانے کا سوال

کر کے اُس نے زیادتی کی ہے بیشک اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں اور داؤدؑ نے خیال کیا کہ ہم نے (اس مقدمہ کے ذریعہ) اُن کی آزمائش کی ہے سو اُنھوں نے اپنے رب سے مغفرت طلب کی اور سجدہ ریز ہو کر توبہ کی تو ہم نے اُنھیں معاف فرما دیا بے شک ان کے لئے ہماری بارگاہ میں قربِ خاص اور (آخرت میں) اعلیٰ مقام ہے۔ اے داؤدؑ بے شک ہم نے آپ کو زمین میں (اپنا) نائب بنایا سو تم لوگوں کے درمیان حق و انصاف کے ساتھ فیصلے (یا حکومت) کیا کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرنا ورنہ (یہ پیروی) تمہیں راہِ خدا سے بھٹکا دے گی۔ بے شک جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں اُن کے لئے سخت عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ یوم حساب کو بھول جائیں گے''۔(۱۳۰)

اللہ تبارک نے وتعالیٰ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو بھی مسخر کر دیا تھا۔ حضرت داؤدؑ کے ہاتھ میں لوہے کو موم کی طرح نرم کر دیا گیا تھا وہ جس طرح چاہتے لوہے کو شکل دے دیتے چنانچہ اس ضمن میں آیت پاک کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اور بیشک ہم نے داؤد کو اپنی بارگاہ سے بڑا فضل عطاء فرمایا (اور حکم فرمایا) اے پہاڑ تم ان کے ساتھ مل کر خوش الحانی سے (تسبیح) پڑھا کرو اور پرندوں کو بھی (مسخر کر کے یہی حکم دیا) اور ہم نے اُس کے لئے لوہا نرم کر دیا''۔(۱۳۱)

حضرت داؤد اور سلیمانؑ کا اجتہاد:

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ دو آدمی حضرت داؤدؑ کے پاس آئے ان میں سے ایک کھیت کا مالک تھا اور دوسرا بکریوں کا مالک تھا۔ کھیت کے مالک نے کہا اس کی بکریوں نے سارا کھیت کھا لیا۔ حضرت داؤدؑ نے فیصلہ فرمایا کہ بکریاں تیری ہوگئیں۔ لیکن جب یہ مقدمہ حضرت سلیمانؑ کی بارگاہ میں آیا تو آپ نے حضرت داؤدؑ کی خدمت میں عرض کیا جو آپ نے فیصلہ کیا ہے اُس کے سوا ایک اور فیصلہ ہوسکتا ہے عرض کیا فصل والے کو معلوم ہے ہر سال اُس کی فصل کتنی ہوتی ہے وہ بکریوں والے سے اُس کی قیمت لے لے اور بکریوں والا بکریوں اون بیچ کر قیمت ادا کردے بکریوں کی نسل ہر سال چلتی ہے، حضرت داؤد نے کہا تم نے صحیح کہا۔ (۱۳۲)

حضرت سلیمانؑ

حضرت سلیمانؑ حضرت داؤدؑ کے فرزند ہیں۔ اسی لئے آپ کا نسب بھی وہی ہے جو حضرت داؤدؑ کا ہے۔ حضرت سلیمانؑ کا ذکر قرآن مجید میں اکثر مقامات پر مختصر ہے۔ حضرت سلیمانؑ کا ذکر قرآن مجید میں سولہ مقامات پر آیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ نے علم وحکمت سے نوازا تھا جس کا ذکر حضرت داؤدؑ کے ساتھ ہو چکا ہے۔ حضرت سلیمانؑ کے لئے اللہ نے اجنات شیاطین، ہواؤں کو مسخر کردیا تھا۔ آپ جانوروں کی بولی بھی جانتے تھے۔ چنانچہ اسی سلسلہ کی آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

> ''اور ہم نے داؤدؑ کو (فرزند) سلیمانؑ بخشا وہ کیا خوب بندہ تھا بے شک وہ بڑی کثرت سے توبہ کرنے والا ہے۔ جب اُن کے سامنے شام کے وقت نہایت سبک رفتار عمدہ گھوڑے پیش کئے گئے تو اُنھوں نے (انابۃً) کہا میں مال (یعنی گھوڑوں) کی محبت کو اپنے رب کے ذکر سے بھی (زیادہ) پسند کر بیٹھا ہوں۔ یہاں تک کہ (سورج رات کے)

پردے میں چھپ جائے۔ اُنھوں نے کہا ان (گھوڑوں) کو میرے پاس واپس لاؤ تو اُنھوں نے (تلوار سے) اُن کی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹ ڈالیں (یوں اپنی محبت کو اللہ کے تقرب کے لئے ذبح کر دیا) اور بیشک ہم نے سلیمانؑ کی (بھی) آزمایا اور ہم نے ان کے تخت پر ایک (عجیب الخلقت) جسم ڈال دیا پھر اُنھوں نے دوبارہ (سلطنت) پالی۔

عرض کیا: اے میرے پروردگار مجھے بخش دے اور مجھے ایسی حکومت عطا فرما کے میرے بعد کسی کو میسر نہ ہو بیشک تو ہی بڑا عطا فرمانے والا ہے۔ پھر ہم نے اُن کے لئے ہوا کو تابع کر دیا۔ وہ ان کے حکم سے نرم نرم چلتی تھی جہاں کہیں (بھی) وہ پہنچنا چاہے اور کل جنات (وشیاطین بھی ان کے تابع کر دیئے) اور ہر معمار اور غوطہ زن (بھی) اور دوسرے جنات بھی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے (ارشاد ہوا) یہ ہماری عطاء ہے (خواہ دوسروں پر) احسان کر دیا (اپنے تک) روکے رکھو (دونوں حالتوں میں) کوئی حساب نہیں۔ (۱۳۳)

وادیٔ نمل:

حضرت سلیمانؑ اور آپکا لشکر جب وادی نمل پہنچا تو چونٹیوں نے بھی آپ کے ادب میں اپنے اپنے گھروں کی راہ لی اس سلسلہ کی آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

اور سلیمانؑ کے لئے ان کے لشکر جنوں اور انسانوں اور پرندوں (کے تمام جنوں) میں سے جمع کئے گئے تھے۔ بغرض نظم تربیت (ان کی خدمت میں) روکے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ (لشکر) چونٹیوں کے میدان پر پہنچے تو ایک چیونٹی کہنے لگی اے چیونٹیو اپنی رہائش

گاہوں میں داخل ہوجاؤ کہیں سلیمانؑ اور ان کے لشکر تمہیں روند نہ ڈالیں۔اس حال میں کہ انھیں خبر بھی نہ ہو۔تو وہ (یعنی سلیمانؑ) اس (چیونٹی) کی بات سے ہنسی کے ساتھ مسکرائے اور عرض کیا اے پروردگار مجھے اپنی توفیق سے اس بات پر قائم رکھ کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجا لاتا رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر انعام فرمائی ہے اور میں ایسے نیک عمل کرتا رہوں گا جن سے تو راضی ہوتا ہے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے خاص قرب والے نیکوکار بندوں میں داخل فرمالے۔(۱۳۴)

مذکورہ آیت میں قالت نملہ کہا گیا ہے اور قالت صیغے مؤنث ہے۔اور اس سے معلوم ہوا کہ چونٹیوں کی بادشاہ مادہ چیونٹی تھی۔

ہدہد کا ملکۂ سبا کی خبر لانا:

حضرت سلیمانؑ نے جب اپنے لشکر کا جائزہ لیا تو اس لشکر میں ہدہد موجود نہ تھا۔آپ نے فرمایا کہ میں اُسے سزا دوں گا لیکن کچھ دیر بعد وہ ملکۂ سبا کی کیفیت کے ساتھ پہنچا۔سبا، یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے اس قبیلہ کے سب سے بڑے شخص کا نام سبا تھا اس کا پورا نام سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان تھا۔قوم صباء کی ملکہ کا نام بلقیس بن شراحیل تھا یہ یعرب بن قحطان کی نسل سے تھی۔اُن کے باپ نے ایک جنیہ سے شادی کی تھی جس سے بلقیس پیدا ہوئی۔والد کے انتقال کے بعد ملک سبا کی ملکہ بلقیس ہوئی۔اس واقعہ سے متعلق آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اور سلیمان نے پرندوں کا جائزہ لیا تو کہنے لگے مجھے کیا ہوا ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھ پا رہا، یا وہ (واقعی) غائب ہوگیا ہے۔میں اسے (بغیر اجازت غائب ہونے پر) ضرور سخت سزا دوں گا یا اسے ضرور ذبح کرڈالوں گا یا وہ میرے پاس (اپنے بے قصور ہونے کی) واضح دلیل

لائے گا۔ پس وہ تھوڑی ہی دیر (باہر) ٹھہرا تھا کہ اس نے (حاضر ہو کر) عرض کیا مجھے ایک ایسی بات معلوم ہوئی ہے جس پر (شاید) آپ مطلع نہ تھے اور میں آپ کے پاس (ملک) سبا سے ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ میں نے (وہاں) ایک ایسی عورت کو پایا ہے جو (ملکِ سبا کے باشندوں) پر حکومت کرتی ہے اور اسے (ملکیت و اقتدار میں) ہر ایک چیز بخشی گئی ہے اور اس کے پاس بہت بڑا تخت ہے۔ میں نے اُسے اور اُس کی قوم کو اللہ کے بجائے سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا ہے اور شیطان نے اُن کے اعمالِ (بد کو) ان کے لئے خوشنما بنا دیا ہے اور اُنھیں (توحید کی) راہ سے روک دیا سو وہ ہدایت نہیں پا رہے۔ اس لئے (روکے گئے ہیں) کہ وہ اس اللہ کے حضور سجدہ ریز نہ ہوں جو آسمانوں اور زمین میں پوشیدہ (حقائق اور موجودات) کو باہر نکالتا (یعنی ظاہر کرتا) ہے اور ان (سب) چیز کو جانتا ہے جسے تم چھپاتے ہو اور جسے تم آشکار کرتے ہو۔ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں (وہی) عظیم تختِ اقتدار کا مالک ہے (سلیمانؑ نے) فرمایا ہم ابھی دیکھتے ہیں کیا تو سچ کہہ رہا ہے یا تو جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے۔ میرا یہ خط لے جا اور اِسے اُن کی طرف ڈال دے پھر اُن کے پاس سے لوٹ آ، پھر دیکھ وہ کس بات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ (جب ملکہ کو خط پہنچا ملکہ نے) کہا اے سردارو میری طرف ایک نامۂ بزرگ ڈالا گیا ہے۔ بیشک وہ خط سلیمانؑ کی جانب سے (آیا) ہے اور وہ اللہ کے نام سے شروع (کیا گیا) ہے جو بے حد مہربان بڑا رحم فرمانے والا ہے (اس کا مضمون یہ ہے) کہ تم لوگ مجھ پر سربلندی (کی کوشش) مت کرو اور فرمانبردار ہو کر میرے پاس آ جاؤ۔ (ملکہ نے) کہا اے درباروالو تم مجھے میرے (اِس) معاملہ میں مشورہ دو

میں کسی کام کا قطعی فیصلہ کرنے والی نہیں ہوں یہاں تک کہ تم میرے پاس حاضر ہوکر (اس امر کے موافق یا مخالف) گواہی دو۔ اُنھوں نے کہا ہم طاقتور اور سخت جنگجو ہیں مگر حکم آپ کے اختیار میں ہے سو آپ (خود ہی) غور کرلیں کہ آپ کیا حکم دیتی ہیں۔ (ملکہ نے) کہا بیشک جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں اور وہاں کے باعزت لوگوں کو ذلیل و رسوا کر ڈالتے ہیں اور یہ (لوگ بھی) اسی طرح کریں گے اور بیشک میں ان کی طرف کچھ تحفہ بھیجنے والی ہوں پھر دیکھتی ہوں قاصد کیا جواب لے کر واپس لوٹتے ہیں۔ سو جب وہ (قاصد) سلیمانؑ کے پاس آیا (تو سلیمانؑ نے اس سے) فرمایا کیا تم لوگ مال و دولت سے میری مدد کرنا چاہتے ہو۔ سو جو کچھ اللہ نے مجھے عطاء فرمایا ہے اِس (دولت) سے بہتر ہے جو اُس نے تمہیں عطاء کی ہے بلکہ تم ہی ہو جو اپنے تحفہ سے فرحاں (اور) نازاں ہو۔ تو اُن کے پاس (تحفہ سمیت) واپس پلٹ جا سو ہم اُن پر ایسے لشکروں کے ساتھ (حملہ کرنے) آئیں گے جن سے انھیں مقابلہ (کی طاقت) نہیں ہوگی اور ہم انھیں وہاں سے بے عزت کر کے اس حال میں نکالیں گے کہ وہ (قیدی بن کر) رسوا ہوں گے۔ (سلیمانؑ نے) فرمایا اے دربار والو تم میں سے کون اس (ملکہ) کا تخت میرے پاس لاسکتا ہے قبل اس کے کہ وہ لوگ فرمانبردار ہوکر میرے پاس آجائیں۔ ایک قوی ہیکل جن نے عرض کیا میں اسے آپ کے پاس لاسکتا ہوں قبل اسکے کہ آپ اپنے مقام سے اُٹھیں اور بیشک میں اس (کے لانے) پر طاقتور (اور) امانت دار ہوں۔ (پھر) ایک ایسے شخص نے عرض کیا جس کے پاس (آسمانی) کتاب کا کچھ علم تھا کہ میں اسے آپ کے پاس لاسکتا ہوں قبل اسکے کہ

آپ کی نگاہ آپ کی طرف پلٹے (یعنی پلک جھپکنے سے بھی پہلے) پھر جب (سلیمانؑ نے) اس (تخت) کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا (تو) کہا یہ میرے رب کا فضل ہے تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر گذاری کرتا ہوں یا ناشکری اور جس نے (اللہ کا) شکر ادا کیا سو وہ محض اپنی ہی ذات کے فائدہ کے لئے شکر مندی کرتا ہے اور جس نے ناشکری کی تو بیشک میرا رب بے نیاز کرم فرمانے والا ہے۔ (سلیمانؑ نے) فرمایا (ملکہ کے امتحان) کے لئے اس کے تخت کی صورت اور ہیئت بدل دو ہم دیکھیں گے کہ وہ (پہچان کی) راہ پاتی ہے یا اُن میں سے ہوتی ہے جو سوجھ بوجھ نہیں رکھتے پھر جب وہ (ملکہ) آئی تو اس سے کہا گیا کیا تمہارا تخت اسی طرح کا ہے وہ کہنے لگی گویا یہ وہی ہے اور ہمیں اس سے پہلے ہی (نبوتِ سلیمانؑ کے حق ہونے کا) علم ہو چکا تھا اور ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ اور اس (ملکہ) کو اس (معبودِ باطل) نے (پہلے قبولِ حق سے) روک رکھا تھا جس کی وہ اللہ کے سوا پرستش کرتی رہی تھی۔ بیشک وہ کافروں کی قوم میں سے تھی۔ اس (ملکہ) سے کہا گیا: اس محل کے صحن میں داخل ہو جا (جس کے نیچے نیلگوں پانی کی لہر چلتی تھیں) پھر جب ملکہ نے اس (مزین بلوریں فرش) کو دیکھا تو اسے گہرے پانی کا تالاب سمجھا اور اس نے (پائنچے اُٹھا کر) اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں سلیمانؑ نے فرمایا یہ تو محل کا شیشوں جڑا صحن ہے اس (ملکہ) نے عرض کیا اے میرے پروردگار (میں اسی طرح فریبِ نظر میں مبتلا تھی) بیشک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اب میں سلیمانؑ کی معیت میں اس اللہ کی فرمانبردار ہوگئی ہوں جو تمام جہانوں کا رب ہے''۔ (۱۳۵)

ہاروت ماروت اور جادو:

حضرت سلیمانؑ کے عہد میں اللہ نے ہاروت، ماروت دو فرشتوں کو شہر بابلی پر اُتارا اور اُن پر جادو نازل کیا اور یہود اُسے اِن سے سیکھتے تھے اور اِس کے ذریعہ شوہر اور بیوی کے درمیان جھگڑے ڈالتے تھے۔(۱۳۶)

ہاروت ماروت کے متعلق مختلف روایات ملتی ہیں۔حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرشتوں نے بنی آدم کے گناہ دیکھ کر رب سے کہا مولیٰ یہ تو بدکار ہیں اللہ نے کہا تمہاری جماعت سے دو بزرگ فرشتوں کو بھیجو چنانچہ ہاروت ماروت کو تجویز کیا گیا اور اللہ نے اُنھیں پانچ باتوں سے منع فرمایا (شرک، چوری، زنا، شراب نوشی ،قتلِ ناحق) اور اُنھیں زمین پر بھیج دیا اور اُنھوں نے وہاں بیذغت نام کی عورت کو پایا جو بہت خوبصورت تھی اُنھوں نے اس سے زنا کا ارادہ کیا اُس نے اُنھیں یہ پانچ گناہوں پہ اُبھارا وہ راضی ہوگئے۔اور اللہ نے حضرت سلیمانؑ اور داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اُن سے پوچھو دنیا کا عذاب چاہئے یا آخرت کا۔اُنھوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا۔چنانچہ اُن کو شہر بابل میں عذاب دیا جارہا ہے اس حال میں کہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔(۱۳۷) ابن جریر نے حضرت علیؓ سے روایت کی اور مذکورہ واقعہ میں صرف عورت کے نام کو زہرہ بتایا اور عورت نے اسم اعظم سیکھنا چاہا اور فرشتوں نے سکھا دیا اور وہ آسمان تک پہنچ گئی اور اُسے اللہ نے سیارہ بنا دیا۔(۱۳۸)

حافظ حجر عسقلانی نے کہا ہاروت ماروت کا قصہ حضرت نوحؑ کے زمانے سے قبل کا ہے۔چونکہ سحر حضرت نوح سے پہلے بھی موجود تھا اور بعد بھی فرعون نے جادو دکھایا۔(۱۳۹)

اور قرآن مجید سے یہ بھی ثابت ہے کہ فرشتے معصوم ہوتے ہیں اور حکم خدا کی نافرمانی نہیں کرتے ان کی معصومیت کے متعلق آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

> ''وہ (فرشتے) اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کام کرتے ہیں جس کا اُنھیں حکم دیا جاتا ہے۔(۱۴۰) بلکہ (سب فرشتے) ان کے مکرم بندے ہیں اس (کی اجازت) سے پہلے بات

نہیں کرتے اور وہ اُسی کے حکم پر کاربند رہتے ہیں۔(۱۴۱)

حافظ ابن کثیر، علامہ قرطبی، قاضی ابوبکر، امام رازی، قاضی بیضاوی، علامہ ابوالحیان اندلسی، علامہ شہاب الدین خفاجی نے بھی حافظ حجر عسقلانی ہی کی طرح روایات مذکورہ کا اپنی اپنی کتب میں اس کا رد کیا اور کہا یہ تمام تر روایات ضعیف ہیں ان میں کوئی بھی حدیث صحیح یا متواتر نہیں۔ اللہ در مولہ اعلم

حضرت سلیمانؑ کا بیت المقدس کی تعمیر کروانا:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کو بیت المقدس کی تعمیر کا حکم دیا جس کو آپ نے پورا کر دیا اور آپ نے اللہ سے دعا مانگی مولیٰ جو اس گھر میں داخل ہو اُس کے گناہ معاف فرما دے اور میری موت کی اطلاع کسی کو نہ دے۔ جب حضرت سلیمانؑ مصروف عبادت تھے اور لکڑی کو ٹیک لگائے ہوئے تھے اللہ نے آپ کے پاس موت بھیجی۔ قرآن مجید نے اس واقعہ کے متعلق ارشاد فرمایا:

> ''پس جب ہم نے سلیمانؑ پر موت کا فیصلہ نافذ کر دیا جنوں کو پتہ نہ لگنے دیا کو آپ کی موت کا مگر زمین کے دیمک آپ کے عصا کو کھاتی رہی پس جب آپ زمین پر آئے تو جنوں پر بات کھل گئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو (اتنا عرصہ) نہ رہتے اس رسوا کن عذاب میں''۔(۱۴۲)

حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں یہ بات عام تھی کہ جنات غیب جانتے ہیں لیکن حضرت سلیمانؑ مصروف عبادت لکڑی کو ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اور اسی حال میں وفات پا گئے۔ جنات جو آپ کے حکم سے بڑے کٹھن کاموں پر معمور تھے ذرا سی بھی سستی یا غفلت کی تو کھال ادھیڑ لیں گے اسی طرح پورا ایک سال گزر گیا جب دیمک نے اللہ کے حکم سے لکڑی کو کھا لیا تو اِنھیں معلوم ہوا کہ حضرت سلیمانؑ وفات پا چکے ہیں اور جنات جو غیب دانی کا دعویٰ کرتے تھے اُنھیں بھی پتہ چل گیا کہ وہ سراسر جھوٹے ہیں''۔

حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام کا شمار صابرین کی صفِ اول میں ہوتا ہے۔ چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو ہر قسم کے مال، جانور، غلام سب عطاء کئے تھے لیکن جب اللہ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش فرمائی تو سب دور ہوتے گئے یہاں تک کہ آپ کا ساتھ سب نے چھوڑ دیا۔ آپ پر مرض لاحق ہو گیا یہاں تک کہ زبان اور دل کے علاوہ جسم کا کوئی عضو سلامت نہ رہا آپ کو شہر کے باہر کچرے کوڑے کے مقام پر ڈال دیا گیا اور صرف آپ کے ساتھ آپ کی زوجہ رہیں جو آپ کی خدمت کرتی تھیں البدایہ والنہایہ میں حضرت ایوبؑ کی بیماری کی مدت کے سلسلہ میں کئی اقوال پیش کئے گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

> ''وہب بن منبہ نے کہا حضرت ایوب کی بیماری تین سال رہی۔ حضرت انس نے سات سال اور کچھ ماہ حضرت ایوبؑ بیماری میں مبتلا رہے۔ حمید نے کہا وہ اٹھارہ سال بیمار رہے۔ حضرت ایوبؑ کا ارشاد پاک ہے کہ میں ستر سال تندرست رہا ہوں حق تو یہ ہے کہ میں اب ستر سال صبر کروں گا''۔ (۱۴۳)

حضرت ایوبؑ کے جد امجد ابراھیمؑ تھے آپ کا نسب نامہ ملاحظہ ہو:

ایوب بن موص بن زراح بن العیص بن اسحٰق بن ابراھیمؑ ہے۔

حضرت ایوبؑ کا جب سب نے ساتھ چھوڑ دیا تو آپ کی بیوی آپ کے لئے گھروں میں کام کرتیں اور ایک روز وہ لوٹ رہی تھیں ایک شخص لوگوں کو دوا بانٹ رہا تھا اُس نے کہا کیا تجھے بھی دوا چاہیے حضرت ایوبؑ کی زوجہ نے کہا ہاں لیکن اُس نے شرط لگائی جب وہ صحت یاب ہو جائیں تو یہ کہنا ہوگا تم نے شفا دی۔ آپ جب حضرت ایوبؑ کے پاس لوٹیں اور یہ سارا واقعہ سنایا تو آپ نے کہا وہ شیطان تھا اگر میں ٹھیک ہوا تو میں تجھے سو ماروں گا پھر فرمایا بیشک اللہ ہی شفا دینے والا ہے۔ چنانچہ آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اور ہمارے بندے ایوبؑ کا ذکر کیجئے جب اُنھوں نے اپنے رب کو پکارا مجھے شیطان نے بڑی اذیت اور تکلیف پہنچائی ہے (ارشاد ہوا) تم اپنا پاؤں زمین پر مارو یہ (پانی کا) ٹھنڈا چشمہ ہے نہانے اور پینے کے لئے اور ہم نے اُن کو اُن کے اہل وعیال اور اُن کے ساتھ اُن کے برابر (مزید اہل وعیال) عطاء کر دیئے ہماری طرف سے خصوصی رحمت کے طور پر دانشمندوں کو نصیحت تھی''۔ (۱۴۴)

جب حضرت ایوبؑ نے زمین پر پیر مارا تو پانی کا چشمہ نمودار ہوا آپ نے اُس کا پانی پیا اور نہائے تو آپ کے تمام امراض ختم ہو گئے لیکن آپ کے وہ عہد تھا جو اُنھوں نے کیا تھا کہ اگر میں اچھا ہوں تو اپنی بیوی کو سو ماروں گا۔ ارشاد ہوا:

''اے ایوب تم اپنے ہاتھ میں (سو) تنکوں کی جھاڑو پکڑ لو اور (اپنی قسم پوری کرنے کے لئے) اس سے (ایک بار اپنی زوجہ کو) مارو اور قسم نہ توڑنا بے شک ہم نے اسے ثابت قدم پایا (ایوبؑ) کیا خوب بندہ تھا بیشک وہ ہماری طرف بہت رجوع کرنے والا تھا''۔ (۱۴۵)

حضرت یونسؑ

قرآن مجید میں حضرت یونسؑ کا ذکر چھ سورتوں میں کیا گیا ہے۔ سورۂ نساء، انعام، یونس، الصافات، انبیاء، القلم۔ پہلے کی چار صورتوں میں آپ کا نام مذکور ہے اور آخر کی دو صورتوں میں ذوالنون اور صاحب الحوت مچھلی والا کہہ کر صفت اظہار کی گئی ہے۔ سورۂ نساء اور انعام میں صرف آپ کا ذکر موجود ہے اور باقی سورتوں میں واقعات پر مختصر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قرآن مجید میں آپ کے نامِ نامی سے ایک مکمل صورت موجود ہے۔ حضرت یونسؑ کا شجرہ یونس بن لادی بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراھیمؑ ہے۔ حضرت یونسؑ بنی اسرائیل سے تھے اور بہت تیز مزاج اور سریع الغضب تھے۔ آپ اہل نینوا کے پاس گئے اور ان کو عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ اُنھوں نے حضرت یونسؑ کی تکذیب کی اور ان کی نصیحت کو مسترد کر دیا اور ان پر پتھراؤ کیا یہ معاملہ تین مرتبہ پیش آیا۔ پھر آپ مایوس ہو گئے اور اللہ کی بارگاہ میں اہل نینوا کے لئے بدعا کی اور اُن لوگوں کے لئے کہا تین دن کے بعد عذاب آئے گا جب حضرت یونسؑ کے بتائے ہوئے وقت کا اہل نینوا انتظار کرنے لگے جب عذاب آنے کا یقین ہو گیا تو اُنھوں نے حضرت یونسؑ کو ڈھونڈا مگر نہ پایا اور سب نے جمع ہو کر اللہ کے حضور توبہ کی۔ یونسؑ اپنی قوم پر غضب ناک ہو کر بغیر حکم الٰہی کا انتظار کئے دجلہ کے کنارے پہنچ گئے اور کشتی میں سوار ہو گئے جب کشتی دریا میں آگے بڑھی تو دریا میں طوفان آ گیا۔ لوگوں نے کہا بتاؤ تم میں کون بھاگا ہوا غلام ہے۔ حضرت یونس نے کہا میں ہوں، پھر لوگوں نے کہا آپ کیسے ہو سکتے ہیں پھر سب کے نام کا قرعہ ڈالا گیا تین دفعہ بھی آپ کا ہی نام نکلا پھر آپ کو دریا میں ڈال دیا گیا۔ اللہ کے حکم سے مچھلی نے نگل لیا۔ چنانچہ اس واقعہ کو قرآن مجید کے ترجمے سے ملاحظہ

کریں۔

''اور ذوالنون کو یاد کیجئے جب وہ غضب ناک ہوکر نکلے سو اُنھوں نے یہ گمان کیا کہ ہم ہرگز اِن پر تنگی نہیں کریں گے پھر تاریکیوں میں اُنھوں نے پکارا(۱۴۶)اور بے شک یونسؑ ضرور رسولوں میں سے ہے۔ جب وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگے پھر قرعہ اندازی ہوئی تو وہ مغلوبین میں سے ہوگئے اور ان کو مچھلی نے نگل لیا درآنحا کہ وہ خود کو ملامت کرنے والوں میں سے تھے پس اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے۔تو وہ ضرور یوم حشر تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے اور اُن کو ہم نے کھلے میدان میں ڈالا درآنحا کہ وہ بیمار تھے اور ہم نے اُن پر زمین پر پھیلنے والا کدو کا درخت اُگایا اور ہم نے اُنھیں ایک لاکھ یا اُس سے زیادہ لوگوں کی طرف بھیجا(۱۴۷) پھر تاریکیوں میں اُنھوں نے پکارا اے اللہ تیرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں تو پاک ہے بیشک میں زیادتی کرنے والا ہوں۔(۱۴۸)

حضرت عزیرؑ

قرآن مجید میں حضرت عزیرؑ کا نام صرف سورۂ توبہ میں آیا ہے۔ جس طرح عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے۔ یہودی حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے۔ حضرت عزیر کے سوائے نام کے اور کچھ قرآن مجید میں نہیں ملتا البتہ سورۂ بقرہ میں ایک واقعہ مذکور ہے۔ تفسیر تبیان القرآن (۱۴۹) میں اور کئی تفاسیر میں اس واقعہ کے ضمن میں حضرت عزیرؑ کا نام لیا جاتا ہے چنانچہ قرآن مجید سے اس واقعہ کی تفصیل ملاحظہ ہو:

''یا اسی طرح اس شخص کو (نہیں دیکھا) جو ایک بستی پر سے گذرا جس کی چھتیں گری پڑی تھیں تو اسنے کہا کہ اے اللہ تو کیسے زندہ کریگا موت کے بعد سو (اپنی قدرت کا مشاہدہ کرانے کے لئے) اللہ نے اُنھیں سو برس تک مردہ رکھا پھر اُسے زندہ کیا پوچھا تو یہاں کتنی دیر ٹھہرا کہا ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ ٹھہرا۔ فرمایا بلکہ تو سو برس پڑا رہا پس تو اپنے کھانے اور پینے کی چیزوں کو دیکھ متغیر بھی نہیں ہوئیں اور اب اپنے گدھے کی طرف نظر کر (جس کی ہڈیاں بھی سلامت نہیں رہیں) اور یہ

اس لئے کہ ہم تجھے لوگوں کے لئے نشانی بنادیں اور اب ہڈیوں کی
طرف دیکھ ہم انھیں کیسے جنبش دیتے ہیں اور گوشت کا لباس پہناتے ہیں
جب یہ معاملہ اس پر خوب آشکار ہوگیا تو بول اُٹھا میں جان گیا ہوں
بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔(۱۵۰)

حضرت زکریاؑ / یحییٰؑ / مریم / حضرت عیسیٰؑ

حضرت زکریاؑ کا ذکر قرآن مجید کی چار سورتوں میں آیا ہے۔ آلِ عمران، انعام، مریم، انبیاء، آپ کو زکریا بن خسا اور زکریا بن دان بھی کہا جاتا ہے اور ان کا نسب حضرت سلیمانؑ تک پہنچتا ہے۔ حضرت زکریاؑ اور عمران نے دو حقیقی بہنوں سے شادی کی تھی۔ عمران کی بیوی سے مریمؑ اور زکریاؑ کے گھر یحییٰؑ پیدا ہوئے۔ جب حضرت بی بی مریمؑ کے والد و والدہ کا انتقال ہو گیا حضرت زکریاؑ نے بی بی مریم کی ذمہ داری اپنی بیوی یعنی بی بی مریم کی خالہ کے سپرد کر دی۔ حضرت زکریا لاولد تھے اور اپنے رب سے اولاد کے لئے دعا کی ملاحظہ ہو:

یہ آپ کے رب کی رحمت کا ذکر ہے جو اس کے بندے زکریا پر
تھی۔ جب اس نے اپنے رب کو چپکے سے پکارا اس نے دعا کی اے
میرے رب بیشک میری ہڈیاں کمزور ہو گئیں ہیں اور سر بڑھاپے سے
بھڑک اُٹھا ہے اور اے میرے رب میں تجھ سے دعا کر کے کبھی محروم
نہیں رہا اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت داروں سے خطرہ ہے اور میری
اہلیہ بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے وارث عطاء فرمایا جو میرا اور آلِ
یعقوب کا وارث ہو اور میرے رب اس کو پسندیدہ بنا دے (ارشاد ہوا)
اے زکریا بے شک ہم تمہیں ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں اس کا نام

یحییٰ ہوگا ہم نے اس سے پہلے اس کا کوئی ہم نام نہیں بنایا ہے۔ زکریا نے کہا اے میرے رب میرے یہاں لڑکا کیسے ہوگا جب کہ میری اہلیہ بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو چکا۔ فرمایا اسی طرح ہوگا آپ کے رب نے فرمایا یہ میرے لئے آسان ہے اور اس سے پہلے میں تم کو بیدار کر چکا ہوں جب تم کچھ بھی نہ تھے۔ زکریا نے کہا اے میرے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما۔ فرمایا، تمہارے لئے یہ نشانی ہے کہ تم تندرست ہونے کے باوجود تین راتوں تک لوگوں سے بات نہ کرسکو گے۔ پھر زکریاؑ حجرے سے نکل کر لوگوں کے پاس آئے اور ان کو اشارے سے کہا تم صبح شام اللہ کی تسبیح کرتے رہو۔ (۱۵۱)

حضرت زکریاء علیہ السلام کی دعا کا ذکر سورۂ آل عمران میں بھی ہوا ہے۔ جب بی بی مریم کے والد والدہ کا انتقال ہوگیا تو اُن کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریاؑ کے سپرد کردی۔ ملاحظہ ہو:

''تو اس کے رب نے اس کو اچھی طرح قبول فرمالیا اور اس کو عمدہ پرورش کے ساتھ پروان چڑھایا اور زکریا کو اس کا کفیل بنایا۔ جب بھی زکریاؑ اس کے پاس اس کی عبادت کے حجرے میں داخل ہوئے تو اس کے پاس تازہ رزق (موجود) پاتے اُنھوں نے کہا اے مریمؑ تمہارے پاس یہ رزق کہاں سے آیا۔ مریمؑ نے کہا یہ رزق اللہ کے پاس سے آیا ہے بیشک اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے اس جگہ زکریا نے اپنے رب سے دعا کی کہا اے میرے رب مجھے اپنی طرف سے پاکیزہ اولاد عطاء فرما بیشک تو ہی دعا سننے والا ہے''۔ (۱۵۲)

تفسیر ضیاء القرآن میں ہے بی بی مریم کے پاس سردی کے پھل گرمی میں اور گرمی کے پھل سردی میں موجود ہوتے۔ اس حال میں کہ وہ پھل تازہ ہوتے۔ (۱۵۳)

جب حضرت زکریا نے ایسی مقبول جگہ پائی تو دعا کی اللہ نے اُنھیں حضرت یحیٰی علیہ السلام کو حضرت یحیٰی کی خوشخبری دی پھر اُن کی بابت ارشاد ہوا:

''اے یحیٰی پوری قوت سے کتاب کو لے لو اور ہم نے اُن کو بچپن میں ہی نبوت عطاء کر دی اور اپنے پاس سے (ان کو) نرم دلی اور پاکیزگی عطاء کی اور وہ متقی شخص تھے اور وہ اپنے ماں باپ کے فرمابردار تھے سرکش نہ تھے اور ان پر سلام ہو جس دن پیدا ہوئے اور جس دن وفات ہوئی اور جس دن اُٹھائے جائیں گے۔'' (۱۵۴)

حضرت یحیٰیؑ جب کو منصب نبوت پر فائز کئے گئے تو اِنھیں کتاب پر پوری سختی سے عمل کرنے کی تلقین کی گئی۔ آپ نے حکم خداوندی بجالایا آپ گوشہ گوشہ جا کر پیغام حق سناتے انھیں فسق و فجور کی زندگی ترک کرنے اور حکم خداوندی پر عمل کرنے کی تلقین کرتے لیکن اس عہد کا بادشاہ جابر تھا۔ اس دعوتِ حق کے بدلے حضرت یحیٰیؑ کو شہید کر دیا گیا پھر حضرت زکریاؑ نے بادشاہ کے ظلم وستم سے بچنے کے لئے شہر سے باہر کا رُخ کیا۔ بادشاہ نے آپ کے پیچھے اپنے سپاہیوں کو لگا دیا جب آپ نے درخت میں اپنے آپ کو چھپایا تو آپ کے سر سے پاء تک آرا چلا کر شہید کر دیا گیا۔ (۱۵۵)

بی بی مریمؑ کا قصہ بی بی مریم سورۂ مریم میں تفصیل سے آیا ہے اختصار کی غرض سے اُس کا خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے۔ ملاحظہ ہو:

بی بی مریمؑ جب بڑی ہوگئی اور اللہ کی عبادت کی غرض سے خلوت نشینی اختیار کر لی تو اللہ نے بی بی مریمؑ کی جانب حضرت جبرئیلؑ کو بھیجا جب جبرئیل حضرت مریمؑ کے پاس پہنچے تو بی بی مریم نے کہا میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو اللہ سے ڈرنے والا ہے جبرئیل نے کہا میں تو رب کا بھیجا ہوا ہوں میں اس لئے آیا ہوں تا کہ تجھے بیٹا عطا کروں بی بی مریم نے کہا مجھے لڑکا کیسے ہوسکتا ہے جبکہ مجھے کسی مرد نے چھوا بھی نہیں اور نہ میں بدکار ہوں۔ جبرئیلؑ نے کہا تعجب نہ کر ایسا ہی ہوگا تیرے رب نے فرمایا یہ کام مجھ پہ آسان ہے۔ اللہ کی شان یہ ہیکہ جب کسی

چیز کو پیدا فرمانے کا ارادہ فرماتا ہے تو کہتا کن ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ پس مریم نے اسے پیٹ میں لے لیا اور آبادی سے الگ ہو دور ایک مقام پر جا بیٹھی پھر جب دردِزہ ہوا اور وہ ایک کھجور کے درخت کے پاس گئیں۔ اللہ نے جبرئیلؑ کو بھیجا اُنھوں نے کہا ڈرمت کھجور کے تنے کو ہلا پکے کھجور کریں گے اور تیرے پاس ایک چشمہ جاری کیا گیا ہے اُس کا پانی پی اور کھجور کھا جب حضرت عیسیٰؑ تولد ہو چکے وہ حضرت عیسیٰؑ کو لیکر قوم کے پاس آئیں لوگوں نے کہا اے ہارون کی بہن نہ تیرا باپ بُرا آدمی تھا نہ تیرے بہن بدچلن تھی مریمؑ نے اس بچہ کی طرف اشارہ کیا لوگوں نے کہا یہ گہوارہ کا بچہ کس طرح بات کرے گا حضرت عیسیٰؑ نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں اور مجھے اللہ نے کتاب عطاء کی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور میں جہاں کہیں بھی رہوں اللہ نے مجھے بابرکت بنایا ہے اور مجھ پر سلام ہو میری ولادت کے دن پر اور میرے مرنے کے دن پر اور میں جس دن اُٹھایا جاؤں گا۔ (۱۵۶) اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو بہت سارے معجزے عطاء فرمائے تھے چنانچہ وہ بنی اسرائیل کو معجزے دکھاتے مٹی کے پرندے بنا کر پھوک مارتے تو وہ پرندے زندہ ہو جاتے، کھوڑیوں کو اچھا کر دیتے، نابیناؤں کو بینا کر دیتے اور مردوں کو اللہ کے حکم سے جلاتے اور غیب کی باتیں بتاتے۔ (۱۵۷) لیکن جب آپ کی قوم نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کے قتل کا منصوبہ بنالیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر اٹھالیا جس کی تفصیل تبیان القرآن سے ملاحظہ ہو:

''جب حضرت عیسیٰؑ کی عمر ۳۴ سال ہوئی اُنھیں اللہ نے آسمانوں پر اُٹھالیا گیا چونکہ حضرت عیسیٰؑ پر اللہ نے انجیلِ مقدس کو اُتارا تھا جس میں سارے احکامات تھے جس کی تبلیغ حضرت عیسیٰؑ فرمایا کرتے لیکن آپ کی تکذیب کے ساتھ ساتھ آپ کے خلاف سازشیں رچی گئیں آخر یہ ہوا کہ آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا گیا اس منصوبہ کے پیچھے اس عہد کا بادشاہ تھا جس کے متعلق علامہ غلام رسول سعیدی رقمطراز ہیں۔

''بنی اسرائیل کا بادشاہ بڑا ظالم تھا اُس کا نام داؤد بن بوذا تھا
اُس نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا اور کسی شخص کو آپ کے قتل کے لئے
روانہ کیا لیکن اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کو اُٹھالیا۔ (۱۵۸)

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ کے آسمانوں پر اُٹھائے جانے کا بیان ملتا ہے۔ ملاحظہ:

جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰؑ بیشک میں تمہیں پوری عمر تک
پہنچانے والا ہوں اور تمہیں اپنی طرف (آسمان پر) اُٹھانے والا ہوں
اور تمہیں کافروں سے نجات دلانے والا ہوں۔(۱۵۹)

حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر اُٹھائے جانے کے بعد تین گروہ بن گئے۔ پہلے گروہ نے کہا ہم میں اللہ موجود تھے جب تک اُس نے چاہا رہا پھر آسمان کی طرف چلے گئے۔اس فرقہ کا نام یعقوبیہ ہے۔دوسرا گروہ ہم میں اللہ کا بیٹا رہا جب تک اُس نے چاہا رہا اور پھر آسمانوں کی طرف چلا گیا اُس کا نام نسطوریہ ہے۔تیسرے فرقے نے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے بندے اور رسول تھے اُنھوں نے جب تک چاہا رہے پھر اللہ نے اُنھیں آسمانوں کی طرف اُٹھالیا۔یہ لوگ مسلمان ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ آسمانوں پر اٹھالئے گئے ہیں تو کیا وہ پھر ہمارے بیچ تشریف لائیں گے یا نہیں اس کے متعلق حدیث شریف ملاحظہ ہو:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں ابن مریمؑ نازل ہونگے
وہ عدل کے ساتھ فیصلے فرمانے والے ہونگے۔صلیب کو توڑیں گے،
خنزیر کو قتل کریں گے۔جزیئے موقوف کردیں گے،مال اتنا بڑھ جائے گا
کہ کوئی لینے والا نہ رہے گا۔''(۱۶۰)

عیسیٰؑ نے جب اپنی قوم سے کہا کون ہے دین کے کاموں میں مددگار حواریوں نے کہا ہم ہیں حواریوں نے حضرت عیسیٰؑ سے درخواست کی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے معروضہ کریں کہ وہ آسمان سے مائدہ کو نازل فرمائے۔اس سلسلہ کی آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

جب حواریوں نے عیسیٰؑ سے کہا کیا آپ کا رب ہمارے لئے
آسمان سے خوان نازل نہیں کرسکتا عیسیٰؑ نے کہا اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان
والے ہو،اُنھوں نے کہا تو یہ چاہتے ہیں اُس خوان کو کھائیں اور ہمارے

دل مطمئن ہو جائیں اور ہمیں یقین ہو جائے کہ آپ نے ہم سے سچ کہا تھا اور اس پر ہم گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں گے عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی اے اللہ ہم پر آسمان سے کھانے کا خوان نازل فرما تا کہ (وہ دن) ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے عید کا دن ہو جائے اور تیری جانب سے نشانی ہو جائے اور ہمیں رزق عطاء فرما اور تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے اللہ نے کہا بیشک میں اُس خوان کو نازل کرنے والا ہوں پھر تم میں سے جو شخص اس کے بعد کفر کرے گا تو میں ضرور اس کو ایسا عذاب دونگا جو تمام جہان والوں میں سے کسی کو بھی نہ دوں گا''۔(۱۶۱)

تفسیر تبیان القرآن میں ابوالحیان اندلسی کے حوالے سے مائدہ کی تفصیل ملاحظہ ہو:

''مائدہ آسمان سے نازل ہوا، اس میں گوشت اور روٹیاں تھیں بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اس میں سے بچا کر نہ رکھیں اور خیانت نہ کریں۔ اُنھوں نے اس حکم کے خلاف کیا تو مائدہ اُٹھالیا گیا اور انھیں بندر اور خنزیر بنا دیا گیا''۔(۱۶۲)

لقمانؑ

حضرت لقمانؑ کے بارے میں جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ وہ ولی تھے نبی نہیں تھے۔ امام ابواسحٰق نے لقمان کا نسب اس طرح بیان کیا ہے۔ لقمان بن باعوراء بن نامور بن تارح۔ تارح حضرت ابراھیمؑ کے والد تھے۔ وہب بن منبہ نے کہا یہ حضرت ایوب کے بھانجے تھے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ آزر کی اولاد سے تھے اور ایک ہزار سال زندہ رہے اور اُنھوں نے حضرت داؤد کا زمانہ پایا اور اُنؑ کی آمد سے پہلے یہی فتویٰ دیا کرتے تھے۔ (۱۶۳)

قرآن مجید میں حضرت لقمان کا نہ صرف ذکر آیا ہے بلکہ قرآن مجید کی ایک سورۃ کا نام لقمٰن ہے۔ آپ کے پند و نصائح بہت مشہور ہیں۔ سورۂ لقمان میں آپ کی نصیحتوں کا ذکر ہے جو آپ نے اپنے فرزند کو کی تھیں۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ حضرت لقمانؑ نے یہ نصیحتیں اُس وقت کی تھیں جبکہ آپ کا بیٹا کافر تھا لیکن آپ کی بار ہا نصیحتوں نے آپ کے بیٹے اور بہو کو مسلمان بنا دیا۔ (۱۶۴)

قرآن مجید میں اس نصیحت کا ذکر ہوا ہے اس سلسلہ کا اقتباس ملاحظہ ہو:

''اور بیشک ہم نے لقمان کو حکمت عطاء فرمائی کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو اور جو شکر ادا کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدہ کے لئے شکر ادا کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو اللہ بے نیاز ہے حمد کیا ہوا ہے اور جب لقمان نے

اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا اے میرے پیارے بیٹے اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا بے شک شرک کرنا ضرور سب سے بڑا ظلم ہے۔اور (اللہ) نے انسان کو والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری برداشت کرتے ہوئے اس کو پیٹ میں رکھا اُس کا دودھ چھڑانا دو برس میں ہے (اور یہ کہ) تو اللہ شکر ادا کر اور اپنے والدین کا (تجھے) اللہ ہی طرف لوٹنا ہے اور اگر وہ تجھ پر یہ دباؤ ڈالیں کہ تو اللہ کے ساتھ اس کو شریک کردے جس کا تجھے علم نہیں ہے تو ان کی اطاعت نہ کرنا جس نے میری طرف رجوع کیا ہو پھر تم سب کو اللہ ہی طرف لوٹنا ہے سو اللہ تم کو اِن کاموں کی خبر دوں گا جو تم کرتے تھے۔ (لقمان نے کہا) اے میرے پیارے بیٹے اگر ایک رائی کا دانہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں یا زمینوں میں تو اللہ اس کو لے آئے گا بے شک اللہ ہر باریکی کا جاننے والا ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔اے میرے پیارے بیٹے تم نماز قائم رکھنا اور نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اور تم کو جو مصیبت پہنچے اس پر صبر کرنا بے شک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں اور لوگوں سے تکبر کے ساتھ اپنا چہرہ نہ پھیرنا اور نہ زمین میں اکڑتے ہوئے چلنا بیشک اللہ کسی اکڑنے والے متکبر کو پسند نہیں کرتا اور اپنی افتاد درمیانہ رکھنا اور اپنی آواز پست رکھنا بے شک تمام آوازوں میں سب سے بُری آواز گدھے کی ہے''۔(۱۶۵)

اصحاب الرّس

اصحاب الرس کے معنی کنویں والوں کے ہیں۔قرآن مجید میں اس نسبت کے ساتھ ایک قوم کی نافرمانی اور سرکشی کی پاداش میں اس قوم کی ہلاکت و بربادی کا ذکر کیا گیا ہے۔سورۂ ق میں اور فرقان میں ان قوموں کے ساتھ کیا گیا ہے جو حضرت عیسیٰؑ سے پہلے گزریں ہیں چنانچہ آیات کریم کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اور عاد و ثمود اور اصحاب الرس کو اور ان کے درمیانی زمانہ کی بہت سی (قوموں) کو (ہم نے ہلاک کر دیا) اور ہم نے ہر ایک کے واسطے مثالیں بیان کیں۔(۱۶۶)

ان سے پہلے بھی نوح کی قوم اور اصحاب الراس اور ثمود عاد، فرعون، برادرانِ لوطؑ، اصحاب الایکہ اور تبع کی قوموں نے رسولوں کو جھٹلایا اور ان سب پر عذاب نازل ہوا۔(۱۶۷)

اصحاب الجنّہ:

سورۃ القلم میں اللہ تعالیٰ نے اصحاب الجنہ کا ذکر فرمایا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انعامات فرمائے تھے اور اُنھوں نے نعمتِ خداوندی کو ٹھکرایا اور اللہ کے انعامات کے باوجود بخل کرنے لگے تو اللہ نے ان کے کھیتوں کو جڑ

سے ختم کر دیا۔ اصحاب مکہ پر بھی اللہ نے رسولِ اعظم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔ اگر اُنھوں نے اس نعمت کی قدر نہ کی تو اِن کا بھی یہی انجام ہوگا۔ (۱۶۸)

اصحاب القریہ یا اصحاب یٰسین:

سورۂ یٰسین میں اس واقعہ کے متعلق صرف اتنا بتایا کہ زمانہ گزشتہ میں ایک بستی میں کفر و شرک اور شر و فساد کو دور کرنے کے لئے اللہ نے دو نبیوںؑ کو بھیجا جب قوم نے اُن کی بات نہ مانی تو اُن کی مدد کے لئے تیسرے نبی کو بھیجا مگر وہ قوم کہنے لگی تم بھی انسان ہم بھی انسان پھر تم کو نبوت کیونکر ملی اور ان کو تکالیف میں مبتلا کر دیا اور بستی کے کنارے پر ایک نیک مرد رہتا تھا اُس نے اس قوم کو آ کر سمجھایا کہ ایسی برگزیدہ شخصیتوں کا انکار نہ کرو اور ان کی پیروی کرو اور خدا کی ہی پرستش کرو اور معبودانِ باطل کی پرستش چھوڑ و لیکن یہ قوم غضب میں آ کر اُس نیک بندے کو شہید کر دیا۔ اللہ نے اُس نیک بندے کو جامِ شہادت کے بدلے جنت میں داخل فرما دیا اور اس قوم کو ہولناک آواز کے ذریعہ نیست و نابود فرما دیا۔ (۱۶۹)

اصحاب الاخدود:

خد یا اخدود کے معنی گڑھے کے ہیں۔ یا خندق، کھائی کے ہیں۔ اصحاب اخدود کا سورۂ بروج میں ذکر کیا گیا ہے جس کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔ (حضور ﷺ کی بعثت سے قبل) ایک جابر بادشاہ تھا جو کہتا تھا مجھ کو خدا تسلیم کرو اور اس نے خندقیں کھدا رکھی تھیں اور اُس میں آگ دہکتی تھی اُس خدا تسلیم نہ کرنے کی صورت میں وہ اہل ایمان کو اُس دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیتا اور اہل ایمان بخوشی اُس آگ میں کود پڑے کیونکہ اُنھیں دوزخ کی آگ کا اندازہ تھا اور اللہ نے ان کے لئے جنت کی بشارتیں دی ہیں۔ (۱۷۰)

اصحاب السبت:

بنی اسرائیل کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہفتہ کے دن مچھلی کے شکار سے روکا تھا اور مچھلیاں بروز ہفتہ پانی پر تیرتی تھیں اور ہفتہ کے بعد پانی کی تل میں چلی جاتی تھیں لیکن بنی اسرائیل کے کچھ نافرمان لوگوں نے ہفتہ کے

دن شکار کیا اور روکنے پر نہ رو کے اللہ سے خوف کھانے والے بندے اُن سے الگ ہو گئے اور اللہ نے اصحاب السبت پر عذاب نازل فرمایا اور اُن کی صورتوں کو مسخ کر دیا اور وہ بندر بنے رہے یہاں تک کہ تین دن اور تین رات میں وہ مر گئے چنانچہ سورۂ نساء کی آیت ۴۷ میں اُن کا ذکر ہوا ہے۔

اصحاب الفیل:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے صرف پچپن دن پہلے اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا۔ یمن کا بادشاہ ابرہہ نے یمن میں ایک گرجا گھر بنایا اور اُس کی خواہش تھی کہ لوگ بجائے خانہ کعبہ کے اُس کے بنائے ہوئے گھر کا طواف کریں جب مکہ والوں کو یہ معلوم ہوا تو قبیلہ کنانہ کے ایک شخص نے جا کر اُس گرجا گھر میں پاخانہ کر دیا اور جب یہ خبر ابرہہ کو پہنچی تو اُس نے ہاتھیوں کی فوج لیکر مکہ پر حملہ کر دیا جس کا ذکر قرآن مجید سے ملاحظہ ہو:

> ''کیا آپ نے نہ دیکھا کہ آپ کے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کر ڈالا ان کی کو تباہی کے لئے ان پر چھوٹے چھوٹے پرندوں کی ٹکڑیاں بھیجیں تا کہ انھیں کنکروں سے ماریں۔ تو اِنھیں چبائے ہوئے بھس جیسا بنا دیا''۔(۱۷۱)

ذوالقرنین/ یاجوج ماجوج

اس دنیا میں چار بادشاہ ایسے گزرے ہیں جس نے ساری دنیا پر حکومت کی۔ دو مسلمان سلیمانؑ اور ذوالقرنین، دو کافر نمرود اور نصر بخت۔ ذوالقرنین مومن اور نیک دل انسان تھے۔ اُنھوں نے تین سفر کئے۔ تیسرا سفر اُس جانب کیا جس جانب لوگوں پر یاجوج ماجوج کے حملے ہوتے تھے۔ مشرکین مکہ نے اہل کتاب سے کہا ہمارے پاس ایک اَن پڑھ نوجوان نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے آپ لوگ اہل کتاب ہو علم والے ہو اُس شخص سے پوچھنے کے لئے ہمیں کچھ سوال دیں تو اُنھوں نے ذوالقرنین اور اصحاب کہف کے متعلق سوال دیا۔ کفار نے حضورؐ سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کیا۔ اس سلسلہ کی آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اور آپ سے ذوالقرنین کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ کہئے عنقریب میں تمہارے سامنے اُن کا ذکر کروں گا بے شک ہم نے اُن کو زمین میں اقتدار عطاء کیا تھا اور بے شک ہم نے اُن کو ہر چیز کا ساز و سامان دیا تھا۔ سو وہ ایک مہم کی تیاری کرنے لگے حتیٰ کہ جب وہ غروب آفتاب کی جگہ پہنچے تو اُنھوں نے اسے سیاہ دلدل کے چشمے میں ڈوبتے ہوئے پایا اور اُنھوں نے اس کے پاس ایک قوم کو پایا ہم نے کہا اے ذوالقرنین تم ان کو عذاب پہنچاؤ یا حسن سلوک کرو۔ اس نے کہا جس

شخص نے (اپنی جان پر) ظلم کیا تو عنقریب ہم اس کو سزا دیں گے پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹایا جائے گا تو وہ اس کو بدترین عذاب دے گا اور جو شخص ایمان لے آیا اور اس نے نیک عمل کئے تو ہم اس کو اچھا بدلہ دیں گے اور عنقریب ہم اس کو آسان کاموں کے احکام دیں گے پھر وہ ایک اور مہم کی تیاری کرنے لگے حتیٰ کہ وہ طلوع آفتاب کی جگہ پہنچے تو اُنھوں نے دیکھا کہ سورج ایک ایسی قوم پر طلوع ہو رہا ہے جن کے لئے ہم نے سورج سے کوئی حجاب نہیں بنایا۔ واقعہ اس طرح ہے اور ہمارے علم نے اُن تمام واقعات کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ پھر وہ ایک اور مہم پر چل پڑے۔ حتیٰ کہ جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچے تو ان کے پار اُنھوں نے ایک ایسی قوم دیکھی جو (اِن کی) کوئی بات نہیں سمجھتی تھی۔ اُنھوں نے کہا اے ذوالقرنین بے شک یاجوج ماجوج زمین میں فساد کر رہے ہیں۔ تو کیا ہم آپ کو کچھ سامان مہیا کر دیں کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنا دیں۔ اُنھوں نے کہا کہ میرے رب نے مجھے جن چیزوں پر قدرت دی ہے وہ زیادہ بہترین ہے سو تم صرف محنت سے میری مدد کرو میں تمہارے اور ان کے درمیان بہت مضبوط دیوار بنا دوں گا۔ تم میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ حتیٰ کہ جب اس دیوار کو ان دونوں پہاڑوں کے برابر کر دیا (تو) کہا آگ خوب دہکاؤ یہاں تک کہ لوہے کی ان چادروں کو آگ بنا دیا۔ (پھر) کہا میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ میں اس پر انڈیل دوں۔ پھر یاجوج اور ماجوج اس دیوار پر چڑھ نہ سکے اور نہ اس دیوار میں سوراخ کر سکے۔ اُنھوں نے کہا یہ میرے رب کی رحمت (سے بنی) ہے اور جب میرے رب کے وعدے کا وقت آئے گا تو وہ اس (دیوار) کو ریزہ ریزہ کر دے گا اور میرے

رب کا وعدہ برحق ہے۔ اور اس دن ہم ان کے بعضوں کو اس طرح چھوڑ
دیں گے کہ وہ تیز موجوں کی طرح ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہوں گے
صور پھونک دیا جائے گا پھر ہم ان سب کو جمع کر لیں گے''۔ (۱۷۲)

مذکورہ آیت میں ذوالقرنین کے تین سفر بتائے گئے۔ ذوالقرنین نے پہلا سفر مغرب کی طرف اور دوسرا مشرق اور تیسرا شمال کی جانب کیا جہاں یاجوج ماجوج زمین میں فساد پھیلا رہے تھے جس کے بارے میں حدیث شریف میں وارد ہے حضرت نواس بن سمعانؓ بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر بلندی سے بہ سرعت پھیلتے ہوئے آئیں گے ان کی پہلی جماعتیں بحیرہ طبرستان سے گزریں گی اور وہ وہاں کا تمام پانی پی جائیں گے۔ پھر جب دوسری جماعتیں وہاں سے گزریں گی تو وہ کہیں گی یہاں پر کسی وقت پانی تھا اللہ کے نبی حضرت عیسیٰؑ اور اُن کے اصحاب محصور ہو جائیں گے حتیٰ کہ ان میں سے کسی ایک کے نزدیک بیل کی سری بھی تمہارے لئے ایک سو دینار سے افضل ہوگی۔ پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰؑ اور اُن کے اصحاب دعا کریں گے تب اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کرے گا پھر صبح کو وہ مر جائیں گے۔ (۱۷۳)

اصحاب کہف یا اصحاب الرقیم

حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر اُٹھائے جانے کے بعد قوم بُت پرست ہوگئی تھی۔ ۲۴۸ء کے اواخر میں دقیانوس نامی بادشاہ جو جابر تھا اُس نے ایمان والوں پر ظلم ڈھانے شروع کر دیئے۔ یا تو بت پرستی کرو جس کی ہم کرتے ہیں یا پھر قتل کئے جاؤ گے۔ اپنی جان بچانے کی غرض سے کچھ اللہ کے بندے ایک غار میں جا چھپے ان کی تعداد کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ وہ کتنے تھے۔ قرآن مجید نے اُن کی تعداد کے متعلق فرمایا اب لوگ کہیں گے وہ تین تھے اور چوتھا اُن کا کتا اور کچھ کہیں گے وہ پانچ تھا چھٹا اُن کا کتا اور کچھ کہیں گے وہ سات تھے آٹھواں اُن کا کتا۔ آپ فرما دیجئے میرا رب اُن کی گنتی خوب جانتا ہے (۱۷۴) تفسیر خزائن العرفان میں اصحاب کہف کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ ''اصحاب کہف کے نام یہ ہیں مکسلیمنا، یملیخا، مرطونس، بینونس، سارینونس، ذونوانس، کشفیط یا طنونس اور اُس کے کتے کا نام قطمیر ہے۔

اصحاب کہف جو دقیانوس سے بچکر غار میں جا کر سو گئے اور جب یہ اطلاع دقیانوس کو ہوئی تو اُس نے اپنے وزیر سے کہا دیوار اُٹھا کر غار کو بند کر دو وزیر نیک تھا اُس نے ان کے نام اور سال لکھ کر ایک تختی شاہی خزانے میں اور ایک دیوار میں محفوظ کر دی جب کئی صدیاں گزر گئیں ایک نیک دل بادشاہ کو اللہ نے مسلط کیا جس کا نام بیدروس تھا وہ قوم کی فکر کرتا تھا مگر قوم کو یقین نہ تھا بعد مرنے کے اُٹھائے جانے پر اور وہ محل میں بند ہو کر

اللہ سے دعا کرنے لگا کہ مولیٰ کوئی دلیل بھیج ایک چرواہا اپنی بکریوں کو اس غار میں بند کرنا چاہتا تھا اس غرض سے اُس نے دیوار گرادی اور اللہ نے اِدھر اصحاب کہف کو اُٹھادیا جب وہ نیند سے بیدار ہوئے تو ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کتنی دیر سوئے اور سب کا یہی خیال تھا کہ کچھ دیر سوئے ہیں لیکن وہ تین سو برس سے زیادہ عرصہ تک سو گئے تھے۔ یملیخا نے کہا بھوک لگی ہے بازار جا کر کچھ لاتا ہوں لیکن جب اُنھوں نے خریدنے کے لئے پیسے دیئے تو لوگوں نے پکڑ لیا اور کہا کہ کوئی پرانا خزانہ ان کے پاس موجود ہوگا، اور جب یہ بادشاہ کے دربار پہنچے تو سارا واقعہ سنایا اور پھر وہ تختی بھی پڑھی گئی جو دیوار میں رکھی گئی تھی اور ساری قوم کو یقین ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے۔ (۱۷۵)

خاتم الانبیاء سید المرسلین شفیع المذنبین

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور معراج شریف

اصحاب فیل کے واقعہ سے صرف پچپن دن بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک مکہ معظّمہ میں حضرت عبداللہ کے گھر ہوئی۔ آپ کا نسب نامہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے اور آپ کا نسب نامہ حضرت اسمٰعیل سے جاملتا ہے اور آپ کی والدہ کا نام بی بی آمنہ ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث کئے جانے کے سلسلے میں ارشاد فرماتے ہیں:

''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو کسی مرد کا باپ نہیں بنایا ہاں آپ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے خاتم ہیں''۔(۱۷۶)

بیشک اللہ نے مومنین پر احسان فرمایا کہ انہی میں سے (عظمت والا) رسولؐ بھیجا جو اِن پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے۔(۱۷۷)

اور بحکم خدا آپ نے اعلان نبوت فرمایا۔ ابتداً خفیہ طور پر تبلیغ کی گئی اور سب سے پہلے بچوں میں حضرت علیؓ نے اور عورتوں میں بی بی خدیجہؓ اور آدمیوں میں صدیق اکبرؓ نے اور غلاموں میں سب سے پہلے زید بن حارثؓ نے ایمان قبول کیا۔ اعلانِ نبوت کے چوتھے سال سورۂ حجر کی آیت فَاصْدَعْ تُؤْمَرُ نازل ہوگئی اور آپ کو حکم ہوا کہ آپ ﷺ علی الاعلان دعوت دین دیجئے آپ نے حکم خداوندی کی پابجائی کی۔ اس کے بعد مسلمانوں پر ایذا رسانیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ چنانچہ ۵ نبوی کو گیارہ مسلمان مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تا کہ کفار کے شر سے محفوظ رہیں۔ نبوت کے چھٹے سال حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ ایمان لے آئے۔ ان دونوں کے ایمان لانے کے بعد مسلمان اور قوی ہوگئے۔ ۱۰ نبوی کو غم کا سال کہا جاتا ہے چونکہ اس سال ابو طالب کا انتقال ہوگیا اور اسی سال بی بی خدیجہ کا بھی انتقال ہوگیا۔ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا سفر کیا لیکن طائف والوں نے بھی حضور ﷺ کو دعوتِ حق کے بدلے تکالیف دیں۔

۱۲ نبوی کو حج کے موقع پر مدینہ کے ۱۲ اشخاص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی، اور ایمان قبول کیا اس کو بیعت عقبہ کہتے ہیں۔ ۲۷ رجب ۱۲ نبوی کو حضور ﷺ کو معراجِ شریف ہوئی جس کی تفصیل قرآن وحدیث سے ملاحظہ ہو:

> ''وہ ذات (ہر نقص اور کمزوری سے) پاک ہے جو رات کے تھوڑے حصہ میں اپنے (محبوب اور مقرب) بندے کو مسجدِ حرام سے (اس) مسجد اقصیٰ تک لی گئی جس کے گرد و نواح کو ہم نے بابرکت بنادیا ہے تا کہ ہم اس (بندۂ کامل) کو اپنی نشانیاں دکھائیں بیشک وہی خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے''۔ (۱۷۸)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اُم ہانی کے گھر آرام فرما تھے۔ حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے اور آپ کو براق پر سوار کر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئے پھر وہاں سے آسمانوں کی طرف گئے جس کی تفصیل امام بخاریؒ نے مالک بن معصمہؓ سے روایت کی ہے، ملاحظہ ہو:

''پھر جبرئیلؑ مجھے لیکر چلے یہاں تک کہ ہم آسمان دنیا پر پہنچے تو حضرت جبرئیلؑ نے آسمان کا دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا گیا کون، اُنھوں نے کہا جبرئیل ہے پھر آسمان سے فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے اُنھوں نے کہا محمدﷺ ہیں پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں جبرئیلؑ نے کہا ہاں۔ کہا اُنھیں خوش آمدید ہے اور اِن کا آنا بہت مبارک ہے دروازہ کھول دیا گیا اور پہلے آسمان پر حضرت آدمؑ سے ملاقات ہوئی پھر دوسرے آسمان کی طرف گئے پھر یہی معاملہ پیش آیا وہاں یحیٰی وعیسیٰؑ سے ملاقات ہوئی پھر تیسرے آسمان پر یوسفؑ سے ملاقات ہوئی چوتھے آسمان پر ادریسؑ پانچویں پر ہارونؑ سے چھٹے پر موسیٰؑ سے اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراھیمؑ سے ملاقات ہوئی۔ پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک چڑھ گیا۔ اس درخت کے پھل مٹکوں کی طرح تھے اور اُس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے مثل تھے۔ سدرۃ المنتہیٰ پر چار نہریں تھیں دو پوشیدہ دو ظاہر میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ نہریں کیسی ہیں تو اُنھوں نے عرض کیا پوشیدہ جنت کی نہریں ہیں اور ظاہر نیل اور فرات ہے پھر بیت المعمور سامنے ظاہر کیا گیا اس کے بعد ایک برتن میں دودھ اور ایک میں شراب پیش کی گئی میں نے دودھ کو لے لیا''۔(۱۷۹)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ کے آگے تشریف لے گئے آپ کو رویت ہوئی پھر آپ واپسی میں اپنی اُمت کے لئے پچاس نمازیں لیکر آئے لیکن واپسی میں حضرت موسیٰؑ نے پھر آپ سے ملاقات کی اور پوچھا آپ کیا لیکر جارہے ہیں حضورﷺ نے فرمایا اپنی اُمت کے لئے پچاس نمازیں لیکر جارہا ہوں آپ نے کہا آپ اللہ سے درخواست کریں اور اسے کم کروائیے پھر آپ اللہ کے حضور لوٹے پھر اللہ تعالیٰ نے پچاس سے ۴۵ کردیں پانچ نمازوں کو کم کیا پھر حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی۔ اسی طرح یہ معاملہ آٹھ مرتبہ پیش آیا اور آخر کار

پانچ نمازیں ہوگئیں۔حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم تنہا معراج شریف کے لئے تشریف لے گئے تھے آپ کے ساتھ نہ کوئی صحابہ تھے نہ رسول،سوائے حضرت جبرئیلؑ کے اُنھوں نے سدرۃ المنتہیٰ پر حضورﷺ کا ساتھ چھوڑ دیا وہاں سے حضورﷺ نے رف رف پر سوار ہوکر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی رویت حاصل ہوئی۔

حوالے

1 القرآن الکریم، سورۃ التین، آیت 4، ترجمہ عرفان القرآن علامہ طاہر القادری، سن اشاعت 2007ء

2 القرآن الکریم، سورۃ بنی اسرائیل، ترجمہ عرفان القرآن علامہ طاہر القادری

3 القرآن الکریم، سورۃ الحجر، آیت 18 تا 31، ترجمہ عرفان القرآن علامہ طاہر القادری

4 القرآن الکریم، سورۃ ص، آیت 17 تا 44، ترجمہ عرفان القرآن علامہ طاہر القادری

5 القرآن الکریم، البقر، آیت 30 تا 37، ترجمہ عرفان القرآن علامہ طاہر القادری

6 القرآن الکریم، سورۃ ال عمران، آیت 33، ترجمہ عرفان القرآن علامہ طاہر القادری

7 القرآن الکریم، سورۃ ال عمران، آیت 59، ترجمہ عرفان القرآن علامہ طاہر القادری

8 القرآن الکریم، سورۃ الاعراف، آیت 11، ترجمہ عرفان القرآن علامہ طاہر القادری

9 القرآن الکریم، سورۃ الاعراف آیت 19 تا 25، ترجمہ عرفان القرآن علامہ طاہر القادری

10 القرآن الکریم، سورۃ طہ، آیت 115، ترجمہ عرفان القرآن علامہ طاہر القادری

11 القرآن الکریم، سورۃ البقرہ، آیت 34، ترجمہ عرفان القرآن علامہ طاہر القادری

12 القرآن الکریم، سورۃ الاعراف، آیت 11 تا 18، ترجمہ عرفان القرآن علامہ طاہر القادری

13 القرآن الکریم، سورۃ الحجر، آیت 31 تا 43، ترجمہ عرفان القرآن علامہ طاہر القادری

14 القرآن الکریم، سورۃ سورۃ بنی اسرائیل، آیت 41 تا 45، ترجمہ عرفان القرآن علامہ طاہر القادری

15 القرآن الکریم، سورۃ ص، آیت 75 تا 85، ترجمہ عرفان القرآن علامہ طاہر القادری

16 القرآن الکریم، سورۃ طہ، آیت 116، ترجمہ عرفان القرآن علامہ طاہر القادری

17 القرآن الکریم، سورۃ کہف، آیت 50، ترجمہ عرفان القرآن علامہ طاہر القادری

18 تفسیر تبیان القرآن از غلام رسول سعیدی، ص 154، سنہ اشاعت 2002ء

19 المغازی ابن اسحٰق، جلد 1، ص 53، ناشر دار الفکر بیریت

20 القرآن اکریم، سورۃ مائدہ، آیت 27 تا 31، ترجمہ عرفان القرآن

21 المستدرک، جلد 2، صفحہ 549، مطبوعہ دار الباز، مکہ مکرمہ

22 روح المعانی، جلد 16، صفحہ 154، مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ

23 معالم التنزیل، جلد 3، صفحہ 167، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

24 تفسیر کبیر، جلد 7، صفحہ 155، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

25 الجر المحیط، جلد 7، صفحہ 672، دار الفکر بیروت

26 تفسیر در منشور، جلد 4، صفحہ 721، ناشر ادبی دنیا، دہلی

27 تفسیر تبیان القرآن از غلام رسول سعیدی جلد 7، صفحہ 293، ادبی دنیا، دہلی

28 القرآن الکریم سورۃ مریم آیت، 56 تا 57، ترجمہ عرفان القرآن

29 القرآن الکریم، سورۃ انبیاء، آیت 85، ترجمہ عرفان القرآن

30 قصص القرآن حفظ الرحمٰن سیوہاروی، جلد 1، صفحہ 63، سنہ اشاعت 1360ء

31 القرآن الکریم، سورۃ ہود آیت، 25 تا 34، ترجمہ عرفان القرآن

32 القرآن الکریم، سورۃ ہود، آیت 36 تا 48، ترجمہ عرفان القرآن

33 القرآن الکریم، سورۃ انبیاء، آیت 76 تا 77، ترجمہ عرفان القرآن

34 القرآن الکریم، سورۃ العنکبوت، آیت 14 تا 15، ترجمہ عرفان القرآن

35 القرآن الکریم، سورۃ الحدید، آیت 26، ترجمہ عرفان القرآن

36 القرآن الکریم، سورۃ نوح، آیت 21 تا 27، ترجمہ عرفان القرآن

37 تفسیر تبیان القرآن از غلام رسول سعیدی، جلد 2، صفحہ 717، ناشر ادبی دنیا، ٹیا محل

38 تفسیر ضیاء القرآن از پیر کرم شاہ اظہری، جلد 2، صفحہ 717، اعتقاء پبلشنگ ہاؤز، دہلی

39 القرآن الکریم، سورۃ الاعراف، آیت 65 تا 72، ترجمہ عرفان القرآن

40 القرآن الکریم، سورۃ الاحقاف، آیت 24 تا 25، ترجمہ عرفان القرآن

41 القرآن الکریم، سورۃ حم السجد، آیت 25، ترجمہ عرفان القرآن

42 القرآن الکریم، سورۃ القمر، آیت 19، ترجمہ عرفان القرآن

43 القرآن الکریم، سورۃ الحافہ، آیت 7 تا 8، ترجمہ عرفان القرآن

44 تفسیر تبیان القرآن از غلام رسول سعیدی جلد 8، صفحہ 402، ناشر ادبی دنیا ٹیا محل

45 القرآن الکریم، سورۃ الشعراء آیت 141 تا 152، ترجمہ عرفان القرآن

46 تفسیر ضیاء القرآن، از پیر کرم شاہ اظہری، جلد 3، صفحہ 1819، اعتقاد پبلشنگ ہاوز

47 القرآن الکریم، سورۃ الشعراء، آیت 153 تا 154، ترجمہ عرفان القرآن

48 القرآن الکریم، سورۃ الشعراء، آیت 157 تا 158، ترجمہ عرفان القرآن

49 تفسیر تبیان لقرآن، از غلام رسول سعیدی، جلد 8، صفحہ 407، ادبی دنیا، نیا محل

50 تفسیر تبیان القرآن از غلام رسول سعیدی جلد 3، صفحہ 552، ادبی دنیا، نیا محل

51 القرآن الکریم، سورۃ الانعام، آیت 74، ترجمہ عرفان القرآن

52 القرآن الکریم، سورۃ ابراہیم، آیت 41، ترجمہ عرفان القرآن

53 تفسیر ضیاء القرآن از پیر کرم شاہ اظہری، جلد 1، صفحہ 572، ناشر اعتقاد پبلشنگ ہاوز دہلی،

54 القرآن الکریم، سورہ البقرہ، آیت 133، ترجمہ عرفان القرآن

55 القرآن الکریم سورۃ الانعام، آیت 75 تا 79 ترجمہ عرفان القرآن

56 القرآن الکریم، سورۃ الانبیاء، آیت 52 تا 68، ترجمہ عرفان القرآن

57 تفسیر تبیان القرآن از غلام رسول سعیدی جلد 7، صفحہ 609، ناشر ادبی دنیا ٹیا محل، دہلی

58 القرآن الکریم، سورۃ الانبیاء، آیت 68 تا 69، ترجمہ عرفان القرآن

59 البدایہ والنہایہ، جلد 1، صفحہ 224، مطبوعہ دار الفکر، بیروت

60 القرآن الکریم، سورہ الانبیا، آیت 71، ترجمہ عرفان القرآن

61 تفسیر نعیمی، مفتی احمد یار خاں نعیمی، جلد 1، صفحہ 693، مکتبہ اضریہ

62 تفسیر نعیمی، مفتی احمد یار خاں نعیمی، جلد 1، صفحہ 694، مکتبہ اضریہ

63 القرآن الکریم، سورۃ ابراہیم، آیت 37، ترجمہ عرفان القرآن

64 القرآن الکریم سورۃ الصفت، آیت 100 تا 101، ترجمہ عرفان القرآن

65 القرآن الکریم سورۃ الصفت، آیت 102 تا 112، ترجمہ عرفان القرآن

66 القرآن الکریم سورۃ ہود، آیت 69 تا 73، ترجمہ عرفان القرآن

67 القرآن الکریم سورۃ مریم، آیت 50، ترجمہ عرفان القرآن

68 القرآن الکریم سورۃ الشعراء، آیت 161 تا 171، ترجمہ عرفان القرآن

69 تاریخ دمشق الکبیر رقم الحدیث 11724، جلد 35، صفحہ 244 تا 245، مطبوعہ دار الاحیاء بیروت

70 تفسیر تبیان القرآن، از غلام رسول سعیدی، جلد 8، صفحہ 414، ناشر ادبی دنیا، دہلی

71 تفسیر تبیان القرآن، از غلام رسول سعیدی، جلد 4، صفحہ 240، ناشر ادبی دنیا، دہلی

72 القرآن الکریم، سورۃ الھود، آیت 81 پارہ 12، ترجمہ عرفان القرآن

73 القرآن الکریم، سورۃ الشعراء، آیت 172 تا 174، ترجمہ عرفان القرآن

74 القرآن الکریم، سورۃ مریم، آیت 49، ترجمہ عرفان القرآن

75 القرآن الکریم، سورۃ البقر، آیت 133، ترجمہ عرفان القرآن

76 تفسیر سورہ یوسف، سید عبداللہ شاہ نقشبندی، صفحہ 9، ناشر دکن ٹریڈرس، حیدر آباد

77 القرآن الکریم، سورہ یوسف، آیت 7، ترجمہ عرفان القرآن

78 تفسیر ضیاء القرآن، پیر کرم شاہ الازہری، جلد 2، صفحہ 409 تا 410، اعتقاد پبلشنگ ہاؤز

79 القرآن الکریم، سورہ یوسف، آیت 9 تا 10، ترجمہ عرفان القرآن

80 القرآن الکریم، سورۃ یوسف، آیت 11 تا 18، ترجمہ عرفان القرآن

81 القرآن الکریم، سورہ یوسف، آیت 22 تا 23، ترجمہ عرفان القرآن

82 القرآن الکریم، سورہ یوسف، آیت 24 تا 28، ترجمہ عرفان القرآن

83 القرآن الکریم، سورۃ یوسف، آیت 31، ترجمہ عرفان القرآن

84 تفسیر تبیان القرآن از غلام رسول سعیدی، جلد 5، صفحہ 802، ادبی دنیا، دہلی۔

85 الجامع الاحکام القرآن جلد 9، صفحہ 187، مطبوعہ دار الفکر بیروت

86 علامہ مخشری الکشاف، جلد 2، صفحہ 455 مطبوعہ دار لفکر بیروت

امام ابن جوزی زاد المیر، جلد 4، صفحہ 244 مطبوعہ دار الفکر بیروت

امام رازی، تفسیر کبیر، جلد 6، صفحہ 474، مطبوعہ دار الفکر بیروت

علامہ قرطبی، الجامعہ الاحکام، جلد 99، صفحہ 186

علامہ ابو الحیان اندلیسی البحر المحیط جلد 6، صفحہ 291

حافظ ابن کثیر تفسیر ابن کثیر جلد 2، صفحہ 534

علامہ آلوسی، روح المعانی، جلد 13، صفحہ 7

امام ابن حریر، جامع البیان، جلد 31، صفحہ 9

امام ابن ابی حاتم، تفسیر امام ابن ابی حاتم جلد 7، صفحہ 2161

87 تفسیر سورہ یوسف، حجۃ الاسلام امام غزال، صفحہ 198، ناشر ادبی دنیا، دہلی

88 القرآن الکریم سورۃ الاعراف، آیت 84، ترجمہ عرفان القرآن

89 تفسیر ضیاء القرآن، جلد 2، صفحہ 727،

90 القرآن الکریم سورۃ الشعراء، آیت 176 تا 189، ترجمہ عرفان القرآن

91 تفسیر تبیان القرآن ز غلام رسول سعید، جلد 8، صفحہ 176

92 تفسیر نعیمی، مفتی احمد یار خاں نعیمی، جلد 1، صفحہ 359

93 القرآن الکریم، سورۃ البقرہ، آیت 49، ترجمہ عرفان القرآن

94 قصص الانبیاء، ابن کثیر، صفحہ 338، ناشر جسیم بک ڈپو جامع مسجد دہلی

95 القرآن الکریم، سورۃ القصص، آیت 7 تا 11 ترجمہ عرفان القرآن

96 القرآن الکریم، سورۃ القصص، آیت 11 تا 38 ترجمہ عرفان القرآن

97 القرآن الکریم، سورۃ طہ، آیت 44، 73، ترجمہ عرفان القرآن

98 القرآن الکریم، سورۃ المومن، آیت 25 تا 28، ترجمہ عرفان القرآن

99 القرآن الکریم، سورۃ طہ، آیت 43، 73، ترجمہ عرفان القرآن

100 القرآن الکریم، سورۃ الشعراء، آیت 53 تا 68، ترجمہ عرفان القرآن

101 القرآن الکریم، سورۃ یونس، آیت 90 تا 92، ترجمہ عرفان القرآن

102 القرآن الکریم، سورۃ الاعراف، آیت 142، ترجمہ عرفان القرآن

103 القرآن الکریم، سورۃ الاعراف، آیت 143، ترجمہ عرفان القرآن

104 القرآن الکریم، سورۃ البقرہ، آیت 62، ترجمہ عرفان القرآن

105 القرآن الکریم، سورۃ البقرہ، آیت 63، ترجمہ عرفان القرآن

106 القرآن الکریم، سورۃ البقرہ، آیت 57 تا 61، ترجمہ عرفان القرآن

107 القرآن الکریم، سورۃ البقرہ، آیت 67 تا 71، ترجمہ عرفان القرآن

108 القرآن الکریم، سورۃ القصص، آیت 72 تا 81، ترجمہ عرفان القرآن

109 قصص الانبیاء، حافظ ابن کثیر، صفحہ 484، ناشر جسیم بک ڈپو، جامع مسجد دہلی

110 صحیح مسلم رقم الحدیث 1747، صحیح بخاری، رقم الحدیث 3124

111 مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ مصابیح مفتی احمد یاخاں نعیمی، جلد 7، صفحہ 579، مٹیا محل، دہلی

112 تفسیر جلالین علامہ جلال الدین سیوطی، صفحہ 241، ناشر مکتبہ تھائیو یہ دسو یند

113 القرآن الکریم، سورۃ الکہف، آیت 60 تا 82، ترجمہ عرفان القرآن

114 قصص الانبیاء، حافظ ابن کثیر، صفحہ 522

115 القرآن الکریم، سورۃ البقرہ، آیت 243، ترجمہ عرفان القرآن

116 تفسیر ضیاء القرآن، از پیر کرم شاہ الازہری، جلد 4، صفحہ 2297

117 القرآن الکریم سورۃ الصفت، آیت 127 تا 131، ترجمہ عرفان القرآن

118 تذکررۃ الانبیاء، عبدالرزاق بھتر الوی صفحہ 218

119 القرآن الکریم سورۃ الانبیاء، آیت 85 تا 82

120 القرآن الکریم سورۃ ص، آیت 48

121 قصص القرآن از حفظ الرحمٰن سیو ہاردی، جلد 2، صفحہ 230

122 تذکرۃ الانبیاء، علامہ عبدالرزاق، بھتر الوی، صفحہ 218، رضوی کتاب گھر

123 تفسیر نعیمی مفتی احمد یار خاں نعیمی، جلد 2، صفحہ 606 تا 636

124 القرآن الکریم، سورۃ البقرہ، آیت 247 تا 251، ترجمہ عرفان القرآن

125 تفسیر تبیان القرآن، جلد 1، از غلام رسول سعیدی، صفحہ 248

126 تفسیر خزائن العرفان، مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب، صفحہ 47، ناشر حفیظ بک ڈپو

127 مفتی احمد یار خاں نعیمی، جلد 4، صفحہ 619

128 تاریخ ابن کثیر از حافظ ابن کثیر، جلد 2، صفحہ 9، ناشر مکتبہ دار الفکر بیروت

129 صحیح بخاری کتاب الانبیاء، رقم الحدیث 3238، مکتبہ دار الفکر بیروت

صحیح مسلم کتاب الصوم، رقم الحدیث، 1159، مکتبہ دار الفکر بیروت

130 القرآن الکریم، سورۃ ص، آیت 17 تا 26، ترجمہ عرفان القرآن

131 القرآن الکریم، سوۃ سبا، آیت 10، ترجمہ عرفان القرآن

132 تفسیر تبیان القرآن، از غلام رسول سعیدی، جلد 7 صفحہ 622

133 القرآن الکریم سورۃ ص، آیت 30 تا 41، ترجمہ عرفان القرآن

134 القرآن الکریم سورۃ النمل آیت 17 تا 19 ترجمہ عرفان القرآن

135 سورۃ النمل آیت 20 تا 44

136 القرآن الکریم سورۃ سورۃ البقرہ، آیت 102، ترجمہ عرفان القرآن

137 جامع البیان، جلد 1، صفحہ 363، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت

138 جامع البیان جلد1، صفحہ 363۔

139 فتح الباری، جلد10، صفحہ 223، مطبوعہ دار العلمیہ ، بیروت

140 القرآن الکریم سورۃ التحریم، آیت66، ترجمہ عرفان القرآن

141 القرآن الکریم سورۃ الانبیاء آیت26 تا27، ترجمہ عرفان القرآن

142 تفسیر تبیان القرآن از غلام رسول سعیدی، جلد1، صفحہ 497

143 البدایہ والنھایہ، جلد1، صفحہ 308 تا309، مطبوعہ دار الفکر، بیروت

144 القرآن الکریم سورۃ ص، آیت41 تا43، ترجمہ عرفان القرآن

145 القرآن الکریم سورۃ ص، آیت44، ترجمہ عرفان القرآن

146 القرآن الکریم سورۃ الانبیاء آیت88، ترجمہ عرفان القرآن

147 القرآن الکریم سورۃ الصفت ، آیت139 تا148، ترجمہ عرفان القرآن

148 القرآن الکریم سورۃ الانبیاء آیت87، ترجمہ عرفان القرآن

149 تفسیر تبیان القرآن، جدل1، صفحہ 989، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو

150 القرآن الکریم سورۃ البقرہ، آیت259، ترجمہ عرفان القرآن

151 القرآن الکریم سورۃ مریم، آیت 2 تا11، ترجمہ عرفان القرآن

152 القرآن الکریم سورۃ ال عمران، آیت37 تا38، ترجمہ عرفان القرآن

153 تفسیر ضیاء القرآن، جلد1 صفحہ 225

154 القرآن الکریم سورۃ مریم، آیت12 تا14، ترجمہ عرفان القرآن

155 تذکرۃ الانبیاء، علامہ عبدالرزاق بھتر الوی، صفحہ 400 تا401

156 القرآن الکریم خلاصہ آیات، سورہ مریم، آیت16 تا23

157 القرآن الکریم خلاصہ آیات، سورہ ال عمران، آیت49

158 تفسیر تبیان القرآن، جلد دوم، صفحہ 170 تا171

159 القرآن الکریم سورۃ ال عمران، آیت55، ترجمہ عرفان القرآن

160 عرفان السنہ، علامہ طاہر القادری، صفحہ 190، ناشر عرشی کتاب گھر

161 القرآن الکریم سورۃ مائدہ، آیت112 تا115، عرفان القرآن

162 تفسیر تبیان القرآن از غلام رسول سعیدی، جلد3، صفحہ 373

163 تفسیر تبیان القرآن از غلام رسول سعیدی، جلد9، صفحہ 241

164 تفسیر روح البیان، جلد2، صفحہ 128، مطبوعہ دار الفکر، بیروت

165 القرآن الکریم سورۃ لقمٰن، آیت12 تا19، ترجمہ عرفان القرآن

166 القرآن الکریم، سورۃ الفرقان، آیت38 تا39 ترجمہ عرفان القرآن

167 القرآن الکریم، سورۃ ق، آیت12 تا13، ترجمہ عرفان القرآنق

168 القرآن الکریم، خلاصہ سورۃ القلم، آیت17 تا33

169 القرآن الکریم، خلاصہ سورۃ یسن، آیت13 تا29

170 القرآن الکریم سورۃ البروج، آیت1 تا11، ترجمہ عرفان القرآن

171 القرآن الکریم، سورۃ فیل

172 القرآن الکریم، سورۃ الکہف، آیت 83 تا 100

173 صحیح مسلم شریف کتاب الفتن، رقم الحدیث، 110

174 خلاصہ سورۃ الکہف، آیت 9 تا 26، القرآن الکریم

175 تفسیر خزائن العرفان، آیت سورۃ الکہف، آیت 9 تا 10

176 القرآن الکریم، سوۃ الاحزاب، آیت 40، پارہ 24

177 القرآن الکریم، سورۃ ال عمران، آیت 164

178 القرآن الکریم سورہ بنی اسرائیل، آیت 1

179 صحیح بخاری شریف، رقم الحدیث 3887

باب دوم

قصص القرآن سے ماخوذ اردو قصص کا مطالعہ

(الف) قصص الانبیاء، منظوم، مخطوطات

(ب) قصص الانبیاء، نثر، مخطوطات

(ج) قصص الانبیاء، نثر، مطبوعات

قرآن مجید میں بیان کردہ واقعات وقصص کو اہل قلم نے بحوالہ احادیث شریفہ و تفاسیر قرآن مجید، مختلف ناموں سے جمع کیا ہے۔ پہلے پہل قرآنی قصص پر مشتمل عربی و فارسی میں قصص القرآن وقصص الانبیاء لکھے گئے۔ جب اس کا اثر دکن پر پڑھا تو یہاں بھی دکنی، اردو میں قصص القرآن مختلف ناموں سے لکھے جانے لگے۔ بعض مصنفین نے ان کتب میں روانی، چاشنی اور انفرادیت پیدا کرنے کی غرض سے اپنی طرف سے کچھ چیزوں کو شامل کر دیا۔ راقم الحروف نے ان اغلاط کا بغائر نظر مطالعہ کیا اور یہ طے کرنے کی بھی کوشش کی کہ قصص الانبیاء منظوم سب سے اول کونسی ہے۔ قدرتی نے قصص الانبیاء لکھی ہے جس کا سنہ تصنیف علماء ادب نے قیاساً 1050ھ لکھا ہے۔ جس کا نسخہ ادارہ ادبیات اردو میں موجود ہے۔ شاہ غوث جامی نے 1191ھ میں قصص الانبیاء لکھی جو مستند تاریخ کی حامل ہے۔

قصص الانبیاء (نثر) میں سب سے پہلی شیخ ولی محمد کی ملتی ہے جس کے ترقیمہ میں 1226ھ مکتوب ہے۔ ولی محمد کے حالات کا اس کی تخلیق سے اور نہ کوئی کتاب سے پتہ چلتا ہے۔ قصص الانبیاء کے مطالعے سے صرف یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نواب صدیق علی خاں کی ہمشیرہ کی فرمائش پر یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ جس کا نسخہ انجمن ترقی اردو پاکستان میں موجود ہے۔

قصص القرآن (نظم ونثر) کا جدول حسب ذیل ملاحظہ ہو:

(الف) قصص الاقرآن (منظوم)

(۱) قصص الانبیاء منظوم مصنف قدرتی 1050ھ، علی ہذا القیاس، (۲) قصص الانبیاء (ریاض سعود) شاہ غوث جامی 1191ھ، (۳) منتخ نیک نام، عزیز، 1200ھ

(ب) قصص القرآن (نثر)

(۱) روضۃ الاصفیاء، مصنف شیخ ولی محمد 1226ھ، (۲) قصص الانبیاء، عبدالصمد خاں 1252ھ، (۳) قصص الانبیاء، مصنف نامعلوم، 1277ھ، (۴) ارض القرآن، مولانا سلیمان علی ندوی، 1981ھ، (۵) قصص القرآن، حفظ الرحمٰن سیوہاروی، 1360ھ (۶) علم القرآن، مفتی احمد یار خاں نعیمی، 1371ھ، (۷) قاسوس القرآن، قاضی سجاد میرٹھی، 1373ھ، (۸) عجائب القرآن، عبدالمصطفی اعظمی، 1401ھ (۹) عزائب القرآن عبدالمصطفی اعظمی، 1404، (۱۰) تذکرۃ الانبیاء، مولانا عبدالرزاق، 2002ء، (۱۱) قصص الانبیاء، غلام نبی شاہ، سنہ تصنیف ندارد، (۱۲) ترجمہ قصص القرآن ابن کثیر، مولانا اصغر مغل، سنہ تصنیف ندارد

(الف) قصص الانبیاء
منظوم مخطوطات

قصص الانبیاء:

یہ مثنوی قدرتی کی تصنیف ہے جس میں دس ہزار سے زیادہ اشعار موجود ہیں اس کا ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے جس کا خط نسخ ہے ناقص الآخر ہے افسوس کہ قدرتی کے حالات سے ہم بے خبر ہیں صرف اتنا کہا جاسکتا ہے کہ وہ عادل شاہی دور کے آخری زمانے کا شاعر ہے چونکہ یہ مثنوی ناقص الآخر ہے تعین زمانہ کا ایک ذریعہ مثنوی کی زبان وطرز بیان ہے علی ہذاالقیاس یہ 1050ھ کے قریب کی تصنیف ہوسکتی ہے جس میں حسب ذیل عنوانات ہیں۔

(۱) حمد (۲) قصہ آفرینش عناصر اربعہ آسمان۔ ملائک (۳) تحت الثری۔ (۴) فرش ہائے اربعہ (۵) آفرینش دوزخ (۶) آفرینش گائے (۷) آفرینش پہاڑاں (۸) آفرینش جن و پریاں (۹) محل ابلیس (۱۰) آفرینش آدم علیہ السلام (۱۱) آدم اور حوا کا بہشت منی بہاو نکلے سو بیان (۱۲) ہابیل وقابیل (۱۳) وفات آدم (۱۴) شیش وادریس (۱۵) نوح (۱۶) ہود (۱۷) صالح (۱۸) ابراہیم (۱۹) اسحاق (۲۰) یوسف (۲۱) ایوب (۲۲) فرعون۔ موسی (۲۳) یوشع (۲۴) الیاس (۲۵) شعیب (۲۶) شموئل (۲۷) شداد (۲۸) داؤد (۲۹) سلیمان (۳۰) ذکریا (۳۱) یحییٰ (۳۲) سکندر (۳۳) لقمان (۳۴) اصحاب (۳۵) عیسیٰ (۳۶) جرجیس (۳۷) صحاب فیل (۳۸) سید المرسلین خاتم النبین علی السلام

مذکورہ عنوانات کے تحت مثنوی میں قصے بیان کئے ہیں۔ مثنوی سے اقتباسات ملاحظہ ہو:

سراون اول میں جوسجان کون　　جیکوئی جیودیا ہے سوسلطان کون

خلیفہ ہے اس کا ہی مصطفیٰ — کہا جس کتیں لیل ہور والضحیٰ
..... نبی کے ولیاں انبیاء — اسی سلسلے کا یہ قصہ کیا
دین کے سروری بولیا — اسی ناؤں ہے قصص الانبیاء
کیا قدرتی قصہ نرملا — اچھے سبب کون معلوم وسلسلہ
کہ یک دن نبی سوعلی یوں کہے — دنیا دین کس وہات پیدا ہوئے
کہے یوں محمد سنو یاعلی — وہی ذات کا نور بھااولی

حضرت آدمؑ کا جنت سے نکالا جانا:

دیا جبرئیل کوں خدا یوں ندا — کرو بہشت میں تھے ان کوں جدا
کہے جبرئیل آ کو آدم کو دیں — کیا حکم ربی جو اب تم کتیں
تمیں بہشت میں سے تھے ونکلو بہار — کیا یوں حکم منجکوں پروردگار
تمیں بہشت میں میاتی ہوئے بے تمیز — کہ آدم، حوا، سانپ ہور مرتیز

دتن سات ابلیس کون باؤ بہار — سٹو لیا کو انکو زمیں پر اتار
جو آدم نے عاصا جنت میں تھے بہار — دعا صبا دھری معجزے یک ہزار
حوا تک نہی لے جواہر بھی ہور — و آدم حوا گئے ہور سانپ مہور
بہشت میں سوں ان کو نکالے بہار — سٹے لیا کو چاروں کیتا چار بٹار

قصہ حضرت ہودعلیہ السلام کا آغاز:

کہے ہود اے قوم ساری سنو — خدا کی عبادت سو اول کرو
تمیں بندگی دل میں دھرنا بھلا — کبر ہور مستی نہ کرنا بھلا
تمیں ساری سمجھو خدا ایک کر — دوسرا نہی کوئی استھے بغیر

منکایا ہے جیو جنت قدرت سے یوں　　کھلاتا رزق روز عزت تھے یوں
تمیں سب ڈور ہور بندگی کرو　　یو غفلت ہوں کافر ہوکر نامرو
تمیں پر خلیفہ کیا حق منجے　　کھیا ہے خدا یوں کے مطلق منجے
اتھے لوگ اونچے و لنبے بلند　　قوی وست در زور قوت میں چند
و اونچے قداں سو اپر ہیں گز　　اگر قد ہے کوتا سو سب تیس گز
و اونچے بلند زور بالا دھرے　　کہ بیسوں ہوواں کوں نصیحت کرے
تمیں شکر اس حق نعمت کرو　　بتاں چھوڑدے کر عبادت کرو
کہے لوگ سب یوں تری بات کون　　کہ کیوں بت پرستی سکیں ہاتسوں
بزون حق کیا قحط اس قوم پر　　مگر بھوک سوں لیائیں ایمان کر
وسب کا فراں میں ستر لوگ آئے　　کہ جیوں ہود پر صدق ایماں لیائے

حضرت سلیمان علی السلام کے قصہ کا ایک واقعہ دیکھئے:

بچھانے بھلے لیا بچھاتے دھان　　وزیراں کے تین سب بلاتے دھان
و آصف وزیران میں پردھان جو　　و بیٹھے جو سیدھی طرف جان او
و بعضے وزیران سو حاجب تمام　　دیا دین طرف آ کھڑے آپ مقام
پری ہور دیوان ادب کے سنگات　　کھڑے رہے دہلی اپنی جوڑہات
و مرغان پر ان کھول اس تھانو پر　　کھڑے رہے اپر تخت کے چھانوکر
حکم تب جو کرتے دبارے کیتن　　اوڑادے پراں تخت سارے کیتن
ہوا میں ستی دور جاتے اچھین　　وسیسیاں کی آواز پانے اچھین
فرشتے جتے ہے اپر آسمان　　جو تسبیح کرتے سو اپنے مکان
یو سنتے اٹھے لوگ سارے وہاں　　بجا لیا ڈرتے شکر باری دھان

طویل قصہ ہے جس میں حضرت سلیمان کا تمام مخلوق کی ضیافت کرنا اور تمام ضیافت کے سامان کو ایک

مچھلی کا نگل جانا وغیرہ واقعات کے بعد بلقیس کا قصہ لکھا ہے اس کے چند شعر ملاحظ ہوں:

تمیں جا دیانتی جو بلقیس ٹہار — کھو یوں حقیقت اسون ایک بار
و بلقیس ہونا مسلمان جو — و گرنیں تو نوجان تمن بٹارپو
جو بھیجوں او آ کر کریں گے خراب — پکڑ و لیاینگے اس کے تین یاں شتاب
وحاجب جتے آئے سو ایک بار — جو پھر آئے ہیں سب بلقیس تہار
سلیماں کی بزرگی سب تمام — کہے آکے بلقیس کرے مقام
بڑا بادشہ ہور نبی نامدار — نہیں ہے ہو طاقت ہمیں ایکبار
روانہ ہو اور اپنی فام سون — یمن سوں چلے باٹ لک شام کون
جو آئے و بیت المقدس کے ٹھار — خبر ہوئی سلیمان کوں ایک بار
و ہدہد جو دیکھا تھا سو خبر — کھیایوں جو آتی ہے بلقیس کر
کھیا تھا و ہدہد جو اس وقت آ — جو تعریف بلقیس کے تخت کا
اتھا تخت رو پے کا تھے پائے چار — و پایان کوسنے کے باگاں سنوار
جو سنے ستے ہور بنی کو دیں — وانکھیاں تھے یاقوت کے اس کے تین
چھ گز کا لمبا ہور چوڑا بی و دنج — و ہدہد جو بولیلا تھا عرض تج

قدرتی نے حضرت سلیمان کے قصہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ حضرت سلیمان کا تخت پر جلوہ افروز ہونا اور بلقیس کو مدعو کرنا، ہدہد کا بلقیس کو دیکھکر اس کی شان وشوکت کا بیان حضرت سلیمان سے کرنا، تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس قصہ کا اختتام ذیل کے اشعار پر ہوتا ہے:

و دیوان جو دیوک کون لیا ایکبار — دے چھوڑ عدد کے نزدیک ٹہار
و دیوک لگے آ کر چڑنے کے تیں — و عاصی کیتی آ کترنے کتیں
و عاصی کون کھایا کتر کر تمام — پرے ہیں سلیماں کو اس مقام

و سمجھے ہیں دیوان موا ہے ککر — لے تخت وانتی اچا اپ اُپر
لے کر آیا ہے تخت دریا میاں — خدا جان جو بولیا اٹھا اس مکاں
سلاکر سلیمان کون تخت پر — رکھے لیا و دریا میں اس وقت پر
انگوٹھی سلیمان کے ہات میں — سوجیوں پیس کر تھے اسے دھات میں
اتالک سلیمان ہے اس مقام — اچھے گا قیامت تلک یونچ نام
جو دنیا کے سوں کرے تیں وفا — اتا بھی نہ کرے توں رکھ دل صفا

قصہ یو جو کہا ہوں ایوب کا — اتھا نسل اولاد یعقوب کا
اتھی ماں ان کی یہودا نسل — مین شاہ کی دوا تھی دراصل
نبیاں بیچ صابر و ایوب تھے — نظر پاک صورت منے خوب تھے
اتھے دو تونگر بھوت مال دار — بھو کیا کون کھانا کھلاتے بچار
جو کپڑے نہ تھے پین تے تن اوپر — تپلکیا تیں و کپڑے تپادے اگر
ملاتے و انکی اسی دھات تھے — جو کرتے اپے خیر خیرات تھے
کتے ہیں جو اس دہات سجاں او — مسلط کیا ان پر شیطان جو

قدرتی نے بلقیس کے قصہ کی طرح حضرت یوسف کے قصہ میں زلیخا کا قصہ بھی تفصیل سے بیان کیا ہے۔زلیخا کا حضرت یوسف کو غلام بنانے کے واقعہ دیکھئے:

قبول زلیخا جو خدمت کیتیں — اسی پرورش خوب کرتی ہوں میں
او دل جاں قبول محبت بدل — اوخوش حال ہوں یوں جو کھلتا کنول
زلیخا رکھے اس کوں سہال تے — اوجیو کر کو اسی کوں نگے پال تے
جو یوسف اول موا تھا بال کا — و نو خیز سترا اتھا سال کا
خدا کا جیکیج علم بو جہا اتھا — جیکیج سال کا جاب سو حیا اتھا

اس واسطے جم زلیخا کا دل　　اچھے جو بی خوشحال جیوں پھول کھل
اسے عشق دن بدن مزید اہوا　　ادسودا عشق کا سو پیدا ہوا

قدرتی نے جہاں ممکن ہو تشبیہہ واستعارہ سے بھی کام لیا ہے جسے یہاں زلیخا کے لئے اس نے کھلتا کنول کی تشبیہہ باندھی ہے۔ کنول ہندوستان کا پھول ہے اور زلیخا سرزمین عرب سے تعلق رکھتی ہے۔ اردو شعرا نے ابتدائی زمانے ہی سے ہندوستانی تہذیبی عناصر کو یوسف زلیخا کے قصہ کا حصہ بنایا ہے۔ یہ اردو زبان کی ایک اہم قدرت ہے۔ فرعون کے دریا میں ڈوبنے کا بیان بھی قدرتی نے خوب کیا ہے۔ اقتباس دیکھئے:

دو فرعون ڈبنے لگیا ایک بار　　کہا تب جو موسیٰ کو یوں کر پکار
نکو توں ڈبا منج مسلمات میں　　جو ہوتا ہوں لیاتا ہوں ایمان میں
اسی سات جبرئیل آئے وہاں　　مچلک لکھا سو دیکھائے وہاں
و توبہ کہا تو ہوا کچ نہ فرق　　ہوا سب و لشکر متی آب غرق
و جبرئیل آئے میکائیل سات　　جو لے کے ہزاراں فرشتے سنگات
سو کافر کے لشکر کتیں گھیر بار　　ڈبائے مری میں سی ایک بار
و موسی دیکھے علیہ السلام　　ہوا غرق فرعون لشکر تمام
کہے اپنے لوگاں لتی ایک بار　　چلو جابن کافر ڈبیا ہے جو خوار

قدرتی نے قصص القرآن کے کئی اشعار میں اپنا تخلص باندھا ہے۔ بعض اشعار میں اس بات کی صراحت بھی ملتی ہے کہ وہ دکھنی میں یہ قصہ منظوم کر رہا ہے۔ دو شعر ملاحظہ ہو:

کہاں قدرتی قصہ دکھنی کلام　　ابراہیم نبیؑ پر درود وسلام
کہا قدرتی خوب تازہ کلام　　کہ برصدق یوسف علیہ السلام

قصص القرآن کا مخطوطہ ناقص الاخر ہے اس لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ اس نے مزید سولہ قصص کا بیان کس نہج پر اور کس تفصیل سے کیا ہے۔ اگر مکمل مخطوطہ دستیاب ہو جائے تو قدرتی کے فن پر سیر حاصل اظہار خیال کیا جا سکتا ہے۔

قصص الانبیاء (ریاض مسعود)

شاہ غوث جامی کی تصنیف ہے جو تین دفتروں پر مشتمل ہے۔اس میں نبیوں اور رسولوں کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں جس کا سنہ تصنیف 1191ھ ہے۔مصنف نے ابتدائی اوراق میں اس مثنوی کی سبب تالیف بیان کی ہے ملاحظہ ہو:

تو غوثی انبیاء کا ذکر اکثر — زباں سے اپنی کر تھانکو تر
بجد مجکو ہو کے سب اہل محفل — جو رکھتے تھے محبت دل سوں کامل
زباں دکھنی میں اوس کو نظم سو بول — جو ائے فہم میں ہر اک کے تیں بول
مجھے تحریص سو ان کے ہو اشوق — رہا میں چین یک تل لے ہوا ذوق
قصص جو انبیاء کا فارسی ہے — نظر قرآں سو جیوں آرسی ہے
سو اس کا ترجمہ کرتا ہوں میں اب — مری تو طبع کر جولان یارب

مذکورہ اشعار سے یہ واضح ہورہا ہے کہ غوثی سے احباب محفل ومعتقدین نے قصص الانبیاء دکنی میں قلم بند کرنے پر اصرار کیا۔اس خواہش پر اس نے فارسی سے قصص الانبیاء کا ترجمہ کیا لیکن مثنوی کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ غالبًا کہ غوثی نے لفظی ترجمہ نہیں کیا ہے بلکہ فارسی قصص کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنے طور پر مضامین بیان کئے ہیں۔چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ غوثی کی طبع زاد تصنیف ہے۔اس مثنوی کا تاریخی نام ریاض مسعود ہے اور ریاض مسعود کے اعداد نکالنے سے 1191ھ برآمد ہوتا ہے۔اس مثنوی کا ایک نسخہ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو میں محفوظ ہے جو ایک ہی کاتب کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں جس کا نمبر 25،صفحہ 492 ہیں اس مثنوی کے دفتر اول میں زائد از چھ ہزار اشعار ہیں اور دفتر دوم میں زائد از ساڑھے پانچ ہزار اشعار ہیں۔مثنوی کے ہر دفتر میں حمد نعت ہے خاتمہ میں اپنے بادشاہ والا جاہ کی مدح ہے اور اس کے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے۔ حضرت آدمؑ سے لے کر آنحضرتؐ تک کئی انبیاء کا تذکرہ ہے۔چنانچہ حضرت آدمؑ ،شیثؑ،نوحؑ ،صالحؑ ،ابراہیمؑ، ہودؑ ،ادریسؑ ،لوطؑ ، یوسفؑ ،موسیٰؑ ،عیسیٰؑ ،آنحضرتؐ کا حال لکھا ہے۔ونیز فرعون ،شداد،نمرود وغیرہ کے حالات

بھی آ گئے ہیں۔اسی سلسلہ میں چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

کروں حمد خدا اول بیاں میں ثنا اور صفت اس کی عیاں میں
کیا ارض فلک کو جس نے پیدا جو کچھ مابین ہیں اوس کے ہویدا
دیا ہے روز کوں خورشید سوں نور فلک کو شب کیا تاریاں سے معمور

حمد باری تعالیٰ بیان کرنے کے بعد نعت شریف بیان کی ہے جس میں احادیث کی روایات سے استفادہ کیا ہے اور ساتھ ہی راوی کی وضاحت بھی ملتی ہے۔ملاحظہ ہو:

کروں نورِ محمد کا بیاں اب ہویدا جس ستے کو نین ہے سب
روایت جعفر صادق کرے ہیں خبر باقر سوں او پاکر دئے ہیں
سنے باقر روایت عابدین سوں سنے عباد حسین شاہ دیں سوں
روایت یو حسین ابن علی سوں جو پہنچی درجہ درجہ منجلے سوں
حسین ابن علی بولے ہیں ظاہر نبی کی آپ تھا خدمت میں حاضر
کہ جابر ابن عبداللہ انصار محمد کے کئے خدمت میں اظہار
فدا تم پر میرے ماں باپ سلطاں تمھارے سوں میرے دین و ایماں
اول پیدا کیا کیا چیز سبحاں ایتا فرماؤ اے محبوب رحماں
یوسن کر مصطفیٰ فرمائے ظاہر سنو دل سوں شرح کرتا ہوں جابر
خدا پیدا کیا پہلے میرا نور کیا مجھ نور سوں کل شئ قمر سور

شاہ غوثی نے ابتداً بڑے منطقی انداز میں کی ہے۔اس نے چند احادیث مع راوی بیان کرنے کے بعد ابتدائی افرنیش سے متعلق حضرت جابر کی روایت نقل کی ہے۔اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے دنیا کی تشکیل کا بیان کرتے ہوئے تمام انبیاء کے قصص کو منظوم کیا ہے۔مثنوی کا ایک اقتباس دیکھئے جس میں غوثی نے حضرت

نوح علیہ السلام کی اس دعا کا مضمون باندھا ہے جو آپ نے اپنے فرزند کے لئے کی تھی۔ ملاحظہ ہو:

چڑا اس کوہ پر جاکر او سے آب — پڑا تب دل میں نوح کے بڑا تاب
ہلا کی نوح دیکھے جب سپر کی — اپس فرزند احمق بے بسر کی
خدا کے پاس مانگی یوں مناجات — الٰہی میں عرض کرتا ہوں تجھ سات
کہ اہل البیت سوں میرا سپر ہے — کہ کنعاں اصل میں میرا جگر ہے
ہلاک ہوتا ہے اب پانی میں کنعاں — بچالے فضل کر کر اس کو رحماں
خدا بولیا نہیں ہے او مسلماں — تمھارے سا نہیں ہے اس کا ایمان
تمہارے ہے یو اہل البیت سوں بہار — نہیں ایمان لاکر او ہوا خوار
چڑا اتنے میں پانی کو دکاتب — سو کنعاں کون ہیچایا مار کر آب
کھڑی کشتی اٹھی پانی اوپر تب — کیا جبریل کے تیں حکم یوں دب
پڑو کشتی کنے جاکر یو آیت — کریں گی آب سوں کشتی سرایت
سو بسم اللہ کی ہوگی او آیت — پڑے جبریل تا اتمام غایت
چلایا فضل کرکشتی کتیں رب — لگی چلنے کون کشتی آب پرتب

نوح علیہ السلام اور آپ کے فرزند کنعاں کے سلسلہ میں یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ کنعاں آپ کا حقیقی فرزند نہیں تھا بلکہ آپ نے جس بیوہ سے نکاح فرمایا تھا اس کے پہلے شوہر کا بیٹا تھا۔ اور اسی وجہ سے ناخلف تھا۔ غوثی نے حضرت یونس علیہ السلام اور شداد کے قصہ بھی خوب بیان کیا ہے۔

کہے یونس نپٹ ہوں میں گنہگار — ہوں میں ماہی کے کھانے کے سزاوار
مجھے کشتی ستے باھر نکالو — اٹھاکر سب مجھے دریا میں ڈالو
سنے سب اہل کشتی ان کی گفتار — کہے ان ستے ہو تم زاہد نکو کار
تمھارے سوں ہوا نیں گنہگار — تمھارے سوں زیادہ ہیں تباہ کار

گنہ ہر ہر نفس سوں کر کو اظہار — گئے سب سامنے مچھلی کے اک بار
سو تب مچھلی کسی کو بھی نہ کھائی — کسی پر بھی او ماہی نیں نجبائی
پچھلے ماہی کے یونس پیشتر جا — کہے عاصی ہوں اے ماہی مجھے کھا
نگل یونس کتیں ماہی گئی تب — سنو یونس مجھے بولا ہے یوں سب
ندی تکلیف تمنا کون رکھو کر — رہو میرے شکم میں تم پیمبر
شکم میرا کیا زنداں تمہارا — تمہارا قید ہے بہوت آشکارا

واضح رہے کہ غوثی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی قصص کا بیان کررہا ہے اس لئے بیانیہ کے نقوش واضح طور پر ملتے ہیں۔ مندرجہ بالا اشعار میں قصہ کے بعد بیان کردہ آخری تین شعر غوثی نے بیانیہ انداز میں لکھتے ہیں جس سے قصہ میں ربط بھی پیدا ہوتا ہے ساتھ ہی وضاحت وصراحت بھی ہوتی جاتی ہے۔ شداد کی بہشت کا تذکرہ ملاحظہ ہو:

بنایا چار ندیاں پھر سراسر — بھریا شیر و شہدے آب لاکر
لگیا ندیاں میں بہنے شہد ہورشیر — خمر یک ہیں دوم میں صاف ترنیر
بنے تب چار رُخ پرچار میداں — ہر اک میدان لعل و گوہر افشاں
سونے روپے کے کرسی لاک لاکر — او میداں میں رکھایا بے حیاخر
....
برس سو تین میں اوپائے اتمام — او جنت کا تھا سی صد سال لک کام
منگایا دختران پس خوبصورت — او حوراں کے جگا پر حور مورت
غلاماں خوب رو بھی منگایا — او غلماں کی جگا پر ان کون پایا

مثنوی میں غوثی نے اپنے بادشاہ وقت کی مدح بھی کی ہے اور اس کے دربار میں حاضری کی خواہش بھی

بیان کی ہے،اوراپنے قرضہ کی ادائیگی کے لئے اظہارمدعا بھی کیا ہے:

اتا کہتا ہوں وصف شاہ اعظم — ہمارے ملک کا سلطاں مکرم
ہے والا جاہ اب شاہ زمانہ — جہاں میں جس کی ہمت کا فسانہ
وہ طابع میں ہے ثانی سکندر — شجاعت میں ہے رستم سوں بھی برتر

..... — .....

دکن ہور ہندسوں محتاج آ کر — لے جاتے ہاتیاں بھر دُر و گوہر

..... — .....

ہے غوثی بھوت ساشہ قرضدار — نکوئی کرتا برا احوال اظہار
یو والا جاہ کا منظور نظر کر — مرا داس میں مری حاصل ہے یکسر
ہے کل کا جوہری اوشاہ والا — دیا حق اس کو پچھانت حق تعالی
نبی پر بھیج کر صلوات ہردم — کریا اتمام یو نسخہ مکرم

مثنوی میں تاریخ تصنیف کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

برس ہجری اگیارا سو یکانو — بھرے پر یو بنیا ہے نسخہ نو
ہے نام اس کا سنو جو ریاض مسعود — ہے تاریخ اسم کی بیچ مشہور
ریاض مسعود میں تاریخ ظاہر — اگیارا سو یکانو یک نادر

مثنوی ریاض مسعود کا نسخہ ادارہ ادبیات اردو کے علاوہ حسب ذیل کتب خانوں میں موجود ہے۔جس کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

(ا) کتب خانہ آصفیہ۔ یہ نسخہ دوجلدوں پر مشتمل ہے لیکن دفتر دوم تاقص العرفین ہے۔

(۲) کتب خانہ سالار جنگ میں اس مثنوی کا ایک مکمل نسخہ موجود ہے جس کے تین دفتر ایک جلد ہیں مجلّہ کر دیئے گئے ہیں جس کے صفحات 236 ہے۔

(۳) انجمن ترقی اردو میں اس کے دو جلدوں میں تین دفتر محفوظ ہیں جس کا ذکر مخطوطات انجمن ترقی اردو پاکستان، مرتبہ احمد صدیقی نے ص 49 تا 51 پر کیا ہے۔

(۴) نصیر الدین ہاشمی نے اپنی کتاب دکھنی کے چند تحقیقی مضامین میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ان کے پاس بھی ریاض مسعود کا ایک نسخہ موجود ہے جس کا صفحات 1142، خط نسخ ہے۔

منتخب نیک نام

''منتخب نیک نام'' کے عنوان سے دکنی مثنوی کا قلمی نسخہ لندن کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ نصیر الدین ہاشمی نے اس مخطوطہ کا تفصیلی تعارف ''یورپ میں دکنی مخطوطات میں لکھا ہے۔ اسے اخذ کرتے ہوئے تفصیل یہاں لکھی جاتی ہے۔

> ''نصیر الدین ہاشمی نے مثنوی کا تعارف کر دیا ہے یہ نسخہ انڈیا افس لائبریری یورپ میں موجود ہے جس کا نمبر 52 اور خط نستعلیق میں ہے۔''(۱)

کیٹلاگ کی صراحت

> ''پیغمبروں اولیاء اللہ کے حالات و اقوال دکنی زبان میں منظوم کئے گئے ہیں مصنف عزیز ہے۔ مثنوی فارسی کا ترجمہ ہے۔ جو شیخ فرید الدین عطار کی تصنیف سے کیا گیا ہے۔ کتاب کا نام ورق تین بر دیا گیا ہے۔''

ختم پایا فضل سون تیرے تمام

نام اس کا منتخب ہے نیک نام

تاریخ تصنیف بھی نظم کی گئی ہے جو 1200ھ ہے۔

برس بارہ سوا تھے ہجری تمام
ختم پایا منتخب اے نیک نام

کسی دوسری کیٹلاگ میں یہ مثنوی نہیں ہے۔ صفحہ اول پر درج ہے۔

''منطق الطیر در زبان ہندی دکھنی بطرز شیخ فرید الدین عطار
مثنوی منتخب نیک نام کی ابتداء حمد و نعت اس کے بعد سبب تالیف سے
ہوتی ہے۔''

مثنوی منتخب نیک نام کے بعض عنوانات حسب ذیل ہیں:

(۱) حکایت معجزہ پیغمبر، (۲) حکایت یونسؑ، (۳) حکایت عزیرؑ (۴) حکایت رسول اللہؐ (۵) حکایت عتیقؓ (۶) حکایت سلیمانؑ (۷) حکایت دیوانہ شیخ فرید الدین عطار۔

نصیر الدین ہاشمی اس کتاب کے مصنف کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''دور آصفیہ میں ایک مشہور شاعر شاہ عزیز اللہ عزیز دکن میں
گزرے ہیں جن کا ذکر اکثر تذکروں میں موجود ہے۔ یہ مثنوی اس
مشہور و معروف عزیز کی نہیں ہے بلکہ کسی اور عزیز کی مصنفہ ہے۔''

مثنوی سے کچھ اقتباسات ملاحظہ ہوں:

اے خدا وند کریم بے نیاز — اے شہنشاہ بادشاہ سرفراز
اے حکیم صانع ہر دو جہان — اے خدا وند کریم مہربان

حکایت معجزہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم گوید:

کیا سخن فرمای مولانی روم
معرفت کہ روز کا سب ہے ہجوم

لیکن یاران سرور سالار دین
ناکاہان مسجد میں بیٹے تھے وہین

آنسون سایل سب ھوی ھل عرب
دلمین ساری کفر و ہر کہ پے ادب

ٹیک پہر خوشاں سفید رنگ
ہے ہماری نظر میانی پے درنگ

آو پس مہترسوں کرچہ ھودی یک شجر
آو بس شجر کوں ہووی متن ڈالے میکر

حکایت عزیز پیغمبر علیہ السلام:

مست مانند فیل کہ عالم سکل
شام میں تھے قوم اسرایل کل

سرکش و مغرور تھے آو نا بکار
ظلم کا پشہ تہا ان کاروبار

آ کو مارہ ان کو سب بختا نصر
شام کہ کل ملک کون ویرانکر

کہ ہزاراں لیکہا انجیل خوان
بند میں اپنے پیکر کہ کیسے دہان

حکایت عائشہؓ

عائشہ عصمت پناہ صاحب و قر
جس سون پایا دوسرا عفت کو

کافران آپر کئے بہتان سب
دین کی اعدانی مل یکبار تب

حق کیا ایت کتیں ستیر نندول
عایشہ کے شانہ میں مانند پہول

سروری کونین کہ دلمیں سبزان
اس خدا کا تہاکے بے شک گمان

نام ہے ستار جس کا بے مثال
آ نیکرتا پروہا پوشے بہی ایتال

حکایت معرفت حق گوید

معرفت کہ راز کون او کردگار
جب کہ دیتا ہے بندہ کون کر کی پیار

معرفت کے بھی موافق ذوالکرم　　سونپتا ھی اوسپو ہردم رنج و غم
بل سین آوس عرفان کے لیا تمام　　رنج کتیں سرپوا پنے لا کلام
درد وغم سیں شادر ھو تون روز شب　　معرفت کے بحر میں دو بت مانند لب

عزیز کی اس مثنوی کے کوئی اور قلمی نسخہ موجود نہیں۔انڈیا افس کے کتب خانہ کا یہی وحید نسخہ اس کی یادگار ہے۔

(ب) قصص الانبیاء

نثر، مخطوطات

اردو ادب کی تاریخ اور ارتقاء پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ نثر سے قبل نظم میں طبع آزمائی کی گئی اور نظم کا ذخیرہ شعر نثر سے کئی گنا زیادہ ملتا ہے۔ اردو میں لکھے گئے قصص القرآن کا جب ہم تحقیقی مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ پہلے پہل نظم میں قصص القرآن موزوں کئے گئے بعد ازاں نثر میں طبع آزمائی کی گئی۔ قدرتی، غوثی اور عزیز کی منظومات کا ذکر و تذکرہ پچھلے صفحات میں پیش کیا گیا۔ نظم کے برخلاف اردو نثر میں قصص القرآن کا کافی ذخیرہ ملتا ہے۔ اس باب میں ان تمام کا تعارف و تجزیہ پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

روضۃ الاصفیاء (قصص الانبیاء)

اس کے مصنف شیخ ولی محمد ابن حافظ شیخ میراں ہیں جس کا سنہ تصنیف قبل از 1226ھ اور سنہ کتابت 1226ھ ہے مصنف کے متعلق افسر صدیقی رقمطراز ہیں:

> ''شیخ ولی محمد مصنف کے حالات معلوم نہ ہو سکے اور نہ کسی کتب خانے میں اس قصص الانبیاء کے دوسرے مخطوطے کا پتا چل سکا۔ معلوم ہوتا ہے کہ زیر تبصرہ مخطوطہ نایاب ہے۔ افسوس کہ ابتدائی ورق ضائع

ہوگیا ہے۔''(۲)

روضۃ الاصفیاء کا آغاز حمد وصلوۃ سے ہوتا ہے اس کے بعد دوسرے قدس کا آغاز ہوتا ہے۔ روضۃ الاصفیا کی ابتداء اس طرح ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو:

''شکر واحسان خاص خدائے جہاں آفریں کوں اور سیا صاحب
کہ نگہباں آسمان ہور زمین کا ہے روزی دینہار جمیع مخلوقات کا ہے ہور
بے مثال ہے۔''

''خاتم۔ حق تعالی برکت سوں اس کتاب کے مصنف فارسی کوں
ہور میرے تیئں ہور لکھنے ہار تیئں اور پرنہارے کتیں اور سننے ہار یکتیں
بخشے آمین یارب العلمین''

خاتم کے بعد مصنف نے ترقیمہ لکھا ہے جس میں اس امر کو ظاہر کیا کہ یہ کتاب حضرت بی بی جان صاحبہ ہمشیرہ نواب صدیق علی خاں بہادر مدظلہ العالی کی فرمائش پر لکھی گئی اور 11 رجب المرجب 1226ھ بروز جمعہ اختتام کو پہنچی۔

قصص الانبیاء

قصص الانبیاء (دکن) یہ کتاب دراصل فارسی قصص الانبیاء کا ترجمہ ہے۔ عبدالصمد خان ابن نصرت بیگ نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ نستعلیق خط میں رواں ہے جس کا سنہ تصنیف قبل از 1252ھ اور سنہ کتابت 1252ھ ہے۔ مترجم نے ابتدائی اوراق پر وضاحت کی ہے کہ فارسی کتاب میں جن پیغمبروں کے حالات نہیں تھے دوسری کتابوں سے لئے گئے ہیں تا کہ پڑھنے والوں کو فائدہ ہو۔ یہ نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں محفوظ ہے۔(۳) نصیرالدین ہاشمی نے مصنف کے والد نصرت بیگ کی شخصیت کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت بیگ والا جاہ دائی کرناٹک کے برادر تھے ان کی اولاد

نے علم کی کافی خدمت کی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبدالصمد خان نے قرآن
پاک کی ایک تفسیر بھی لکھی تھی جو اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ عربی وہ
فارسی کے اچھے عالم تھے۔''(۴)

مذکورہ اقتباس سے مترجم کا علمی مقام و مرتبہ معلوم ہوتا ہے مصنف نے نہ صرف قصص الانبیاء کا دکنی میں ترجمہ کیا بلکہ مزید قصص کا اضافہ کیا اور کوشش کی کہ تمام قصص مستند و معتبر ماخذ کرتے ہوئے لکھے ہیں۔ چنانچہ اس کا آغاز اقرار توحید و رسالت سے ہوتا ہے ملاحظہ ہو:

آغاز: ''اللہ تعالی ایک ہے اور سب سے بری ہے اور اسے
کوئی شریک نہیں ہے اور سب کو پیدا کرنے بارا اور پرورش کرنیہارا
اور مارانیہارا پھر حشر کے اور جلد نیہارا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم ہمارے ایسے بڑے پیغمبر ہیں کہ سب پیغمبروں میں افضل و بہتر
ہیں۔''(۵)

مصنف نے بعد حمد صلوٰۃ کہ انبیاء کرام کے حالات کو قلمبند کیا ہے جس میں قابل ذکر حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت اسحٰقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مصنف کتاب کے خاتمہ میں نہ صرف بارگاہ یزدی میں اپنی مغفرت کا طلب گار ہے بلکہ ساری امت کے لئے دعاء مغفرت مانگتا ہے۔ اقتباس دیکھئے:

''اس واسطے الہ تعالیٰ جیسا حجاج بن یوسف کو اپنے فضل و کرم سے
بخشا۔ ویسا تو اپنے کرم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بخش۔''(۶)

قصص الانبیاء

اس کا قلمی نسخہ انجمن ترقی اردو، پاکستان میں موجود ہے۔ مصنف کے حالات اور سنہ تصنیف بھی معلوم نہ ہوسکا۔ البتہ سنہ کتابت 1277ھ لکھا ہے۔ اس نسخہ کو سید امین اللہ نے نقل کیا ہے۔ املا کی غلطیاں بہت ہیں۔

نہیں کہا جاسکتا کہ یہ غلطیاں نقل کرنے والے نے کی ہیں یا اس کتاب میں تھیں جس سے نقل کیا گیا۔ مخطوطہ ہذا میں متواتر کو متواطر ارضی کو عرضی اشرار کو اشراف لکھا گیا ہے۔ علی ہذا القیاس۔ قصص الانبیاء کی زبان دکھنی ہے اور قیاساً تیرھویں صدی کے آغاز کی تصنیف ہوسکتی ہے۔ اس کتاب کا آغاز اختتام اور ترقیمہ ملاحظہ ہو:

''آغاز اول کچھ نہ تھا تب اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے ایک تھا سو چاہا کہ خلقت کو بیدار کروں اوس سے جہاں کو زیب دوسو محمد صلی اللہ علیہ و سلم کے نور کو پیدا کیا بعد اوس نور سے سب عالم کو ظاہر کیا۔ عرش اور کرسی آسمان اور زمین روح اور قلم بہشت اور دوزخ حور اور غلماں کہاں تک بولوں میں بیان الغرض سب پیدا کیا۔''

اختتام

''وہ انسان کامل تم ہو بموجب حکم رسول کے میں اوس کی خاطر جمع کیا اور ہاتف غیب سے ''یا بوتراب'' کا خطاب سنا ہوں تم کو معلوم ہے زیادہ واسلام''

ترقیمہ

''تمت الکتاب بعدن الملک الوہاب بیدا صنعف عبداللہ سید امین اللہ سالک طریق اللہ تابع امر اللہ راضی برمنا اللہ قد غفر اللہ مع شارکت نور الدین تابع المسلمین و قضا اللہ ایاکم بقرۃ ہذا الکتب جمیع المسلمین و ہدانا وریاکم ابی طریقۃ المستقیم النارب رؤف رحیم تمت تمام شد در ساعت نیک بتاریخ ہشتم ربیع الثانی 1277ھ''

(ج) قصص الانبیاء نثر

مطبوعات

ارض القرآن

ارض القرآن مصنفہ مولانا سلیمان علی ندوی ایک تحقیقی کتاب سمجھی جاتی ہے جو کہ 1981ء میں دو جلدوں میں تصنیف کیا۔ مصنف نے ابتدائی اوراق پر اس تصنیف کی غرض وعنایت کے متعلق تفصیل لکھی ہے:

> ''اس تصنیف کا مقصد یہ ہے کہ قدیم وجدید معلومات کی تطبیق کے ساتھ ارض القرآن (عرب) کے حالات مذکورہ کی اس طرح تطبیق کی جائے کہ قرآن مجید کی صداقت اور معترضین کی لغزش علی العلان آشکار ہوجائے''(۷)

مصنف نے ابتدائی اوراق پر اس کتاب کی تصنیف کا مقصد بھی بیان کیا ہے بلکہ مصنف نے سرمایہ اور ارض القرآن کے نام سے اس کتاب کے ماخذات کا بھی بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مصنف کی نظر میں موجود اسرائیلی روایات پر مبنی تفاسیر کی نشاندہی بھی کی ہے ملاحظہ ہو:

> ''مفسرین کی روایات کا تمام تر منبی اسرائیلیات ہیں، وہب بن منبہ، کعب لاحبار، ضحاک، سدی، کلبی، واقدی، سدا سینی مجاہد، عکرمہ، وغیرہ ان روایات کے ماخذ وہب اور کعب خود اصلاً یہود تھے اور دیگر حضرات یہودیوں کے خوشہ چیں یہودیوں سے روایت کوئی بری چیزیں

ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ ان یہودیوں کی معلومات کی بنا جس قدر تورات اور اسفار پر تھی اس سے زیادہ عام رطب ویابس زبانی کہانیوں پر، اسی لئے اکثر روایات صحیح الماخذ نہیں ہیں اور اسی لئے ان میں ہزاروں بے سروپا باتیں موجود ہیں جو اصلاً روایت کی رو سے تمام تر ضعیف اور جھوٹ ہیں۔ابن ردویہ، ویلمی، مجاہد، مقاتل بن سلیمان اور ابن جبریل طبری کی تفسیروں کی بنا ان ہی مکامات وروایات پر ہے جن کا اصولاً کوئی اعتبار نہیں۔ضحاک سدی، کلبی، ہشیم ابن عدی، واقدی مدائنی، جو ان روایات کے ناقل یا مصنف ہیں۔''(۸)

مصنف نے اپنی اس تحریر کے آخر میں ان تفاسیر کی فہرست پیش کی جو اسرائیلی ماخذ پر مبنی ہیں ملاحظہ ہو:

تفسیر کی کتابوں میں آیات نستعلیق کے تحت میں ان کو لکھا اس قسم کی تفسیریں یہ ہیں

تفسیر مجاہد بن جبر المتوفی 103ھ

تفسیر مقاتل بن سلیمان المتوفی 150ھ

تفسیر ابراہیم بن معفل منفی المتوفی 295ھ

تفسیر ویلمی

تفسیر ابن جریر طبری المتوفی 310ھ

تفسیر ابن ابی حاتم المتوفی 327ھ

تفسیر ابن حیات المتوفی 369ھ

تفسیر ابن مردویہ المتوفی 410ھ

سلیمان علی ندوی نے ان روایات کو رد کیا اور اپنی تحریر میں اس بات کا انکشاف کیا کہ ان میں ''اسرائیلیات'' ہیں لیکن صفحہ نمبر 137 جلد 2 میں عکر، مجاہد اور قتادہ کی روایت سے استفادہ کیا ہے اور حضرت الیاسؑ کی قوم کا بت بعل تھا اس کا اعتراف بھی کیا ہے اور اس طرح صفحہ 155 تا 156 جلد دوم میں مصنف نے جن تفاسیر پر اسرائیلیات کا الزام لگایا ہے ان سے استفادہ بھی کیا ہے اور دونوں جلدوں میں تقریباً مقامات پر تورات کے حوالے دیئے ہیں لیکن اس کی رد میں بہت سے مقامات پر احادیث یا قرآن کا حوالہ نہیں دیا ہے۔ مذکورہ تحریر کے مطالعہ کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کے قول اور فعل میں تضاد ہے۔ اس کتاب میں موجود قصص کی فہرست ملاحظہ ہو:

پیش لفظ ، تاریخ ارض القرآن ، سرمایہ ارض القرآن، ادبیات اسلامیہ، کتب تفاسیر، تاریخ عرب، جغرافیہ عرب، انساب، طوطمیت ، ادبیات اسرائیلیہ ، ادبیات یونانیہ ورومانیہ، اکتشافت اثریہ، عیسر ، جوف اور مارب، آثار شہر پناہ وقلعہ، آثار بند، آثار حجریہ ونحاسیہ، مہر سکہ قیمتی پتھر، عمارات منہدمہ، تاریخ قدیم کے بعض اصول، اصول تطبیق اسماء، اصول اتحاد اسماء وابستہ، انتباہات، جغرافیہ عرب، جغرافیہ عرب از تورات، عرب کے نام، اقطاع عرب، عرب کے شہر ومقامات، قبائل عرب، جغرفایہ عرب از مصنفین یونان ورومان، ثمود ثانیہ، سبا، قوم تبع اور اصحاب الحجر کا عہد، حدود عرب، اقطاع عرب، مقامات عرب، تدمر، ربات مواد، الرقیم، رباط عمون، قبائل عرب، عادارم، ثمود، حضرموت، قیدار، جغرافیہ عہد قرآن، ملک عرب، حدود عرب، مساحت عرب، طبعی حالات، حاصلات عرب، اقطاع عرب، عروض، یمامہ، بحرین، عمان، نجد، یمن، حضرموت، بلادالاحقاف، صنعائے یمن، نجران، عسیر، حجاز، مکہ یا بکہ، مدینہ منورہ، طائف، جوف، قمود تبوک خیبر مدین، عرب شام، عرب عراق، اقوام ارض القرآن، امم سامیہ، امم سامیہ کا مسکن اول، مسکن اول سے ہجرت، نقشہ، امم سامیہ کے انساب، طبقات انساب، شجرہ اقوام ارض القرآن بمطابقت توراۃ، طبقہ اولی، امم سامیہ اولیٰ، عاد، لفظ عاد، عاد کا زمانہ، عاد کا مقام، عاد کی سلطنتیں، بیرون عرب، عرب سامیہ یا عاد بابل میں، اہل ایران کا بیان، توارۃ کا بیان، اہل عراق کا بیان، تحقیقات جدیدہ، چار ہزار قبل مسیح، حکومت کش وعشبان وارخ، حکومت اغاد، ۲۴۰۰ قبل مسیح،

عرب سامیہ یا عاد مصر میں، روایت عرب، اہل مصر کا بیان، قرائین تورات، عرب سامیہ، اسیریا، ایران، فینقہ، قرطاجنہ، یونان و کرریٹ، عاد اور قرآن، بعثت ہودؑ، تنبیہات، ادرون عرب، عاد ثانیہ یا عاد عرب، حضرت لقمانؑ، عاد ثانیہ کی تاریخ اثری، عدن، ثمود، صالحؑ، حسب سنت الٰہی حضرت ہود اور صالحین، ثمود کو اس عذاب سے نجات مرحمت ہوئی، ثمود ثانیہ یعنی بقایائے ثمود، جرہم، طلسم وجدیس، اہل معین، معین اور اکتشافات جدیدہ، معین کا زمانہ، معین اور یونانی مورخین، معین کا دائرہ حکومت، شاہان معین، بنی لحیان، مجہول قبائل سامیہ، طبقہ ثانیہ، بنو قحطان، المود اد، شلف، ہدورام، اوزال، نقشہ، وقلاہ، عوہال، ابی مائل، اوفر، حویلہ، یوباب، یارح یا یعرب، حصارموت یا حضرموت، حضرموت اور توراۃ، حضرت موت اور یونان، نقشہ، حضرموت اور آثار قدیمہ، حضرمورت اور اسلام، سبا، نام، زمانہ، دائرہ حکومت، سبا اور اس کی شاخوں میں امتیاز، فرمان روایان سبا، مکارب سبا، ملوک سبا، سبا کی تقسیم و تنظیم، سبا کے تمدنی و تجارتی حالات، سبا کی عمارتیں، سد مارب، نقشہ، جنتین عن یمین و شمال، جنت سبا اور قرآن مجید، ملکہ سبا، ملکہ سبا اور قرآن مجید، بعض شکوک کا ازالہ، سبا کا مذہب، سبا کا تفرق و انتشار، بنو کہلان کیا قحطانی ہیں، حمر یا سبا کا طبقہ ثالثہ و رابعہ، قوم تبع اور اصحاب الاخدود، لفظ حمیر، مملکت حمیر، حمر کا زمانہ، حمیر کے طبقات، شاہان حمیر، طبقہ اول کے صحیح نام اور زمانے، طبقہ اول کے حالات یاسی، طبقہ ثانیہ یا بتابعہ، لفظ تبع، قرآن و تبع، تبابعہ کی تعداد، تبابعہ کے نام اور زمانے، افسانہ ہائے حمیر، تبابعہ کے تمدنی و سیاسی اور مذہبی حالات، اصحاب الاخدود، اصحاب الفیل یا سبائے حبش، حبش کی اصلیت، حبش اور حمیر، اکسوم کے نجاشی، یمن کا آخری سقوط، عیسائیت و یہودیت کا تصادم، ابرہۃ الاشرم، واقعہ فیل۔

فہرست ارض القرآن حصہ دوم:

بنو ابراہیم، بنو قطورا، مدین، مدین کی تاریخ، مدین اور حضرت موسیٰؑ، مدین کی تباہی، حوباب یا شعیبؑ، حضرت شعیبؑ اور قرآن مدین اور قرآن، مدین کے متعلق ایک آیت کی تفسیر، توراۃ و قرآن کی مطابقت، شہر مدین کی پچھلی تاریخ، اصحاب الایکہ، اصحاب الایکہ کون ہیں؟، ایکہ کی تحقیق، اصحاب الایٹکہ اور قرآن، بنو سارہ، بنو ادوم، عیسو، مملکت ادوم، شاہان ادوم، ادوم کی تاریخ، یوباب اور ایوبؑ، سفر ایوبؑ اور ایوبؑ، حضرت ایوبؑ کا زمانہ اور وطن، حضرت ایوبؑ کا قصہ، قرآن مجید اور حضرت ایوبؑ، بنو ہاجرہ، ہاجرہ، اسمٰعیلؑ، ذبیح اسمٰعیلؑ

تھے، فاران کی بحث، حضرت اسمٰعیلؑ کی اولادیں، بنو اسمٰعیلؑ ، مبشام ، ادبائیل، مشماع، مشا، حدر، یوطور، نافیش ، دوما، تیماء، قیدماہ، اصحاب الرس، اصحاب الرس اور قرآن، اصحاب الحجر، نبایوط یا نابط، انباط اور روایات عرب، انباط، بنایوط اور نابط کا تر داف، انباط کا عہد حکومت، انباط کا رقبہ حکومت، انباط کا دارالحکومت، شاہان انباط، تمدنی حالات، سیاسی حالات، یونانیوں اور رومیوں سے تعلق، انباط اور یہود، انباط اور عہد اسلام، اصحاب الحجر، انباط ہی اصحاب الحجر ہیں، قرآن اور اصحاب الحجر، شہر حجر، آل کلستان، غستانی نابتی ہیں، آل غستان کی تاریخ، الم غلبت الروم، آل غستان اور اسلام، اوس، خزرج یا انصار، اوس خزرج نابتی ہیں، اوس وخزرج کی شاخیں اوس وخزرج کی تاریخ، انصار، قیدار، قیدار کا مسکن، قیدار کی تاریخ، کتبات بابل میں، توارۃ میں، قدار کی شاخیں، قریش، سلسلہ نسب، لفظ قریش، قریش کی شاخیں، شجرۂ قریش، قریش کی ایک اور تقسیم، قریش کا زمانہ، قریش کی سیاسی خود مختاری، قصی کا زمانہ، کوہ صفا کا کتبہ، قریش کا نظام سیاسی اجتماعی، قریش کا تمدن، قریش اور قرآن مجید، محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابولہب، تجارت العرب قبل الاسلام، ملک عرب کا موقع تجارتی، عرب کی شاہراہ تجارت، اس کا ذکر قرآن میں، عربوں کے ممالک تجارت، اندرون ملک کے تجارتی شہر، راستوں کی مسافت، سامان تجارت، توراۃ اور مؤرخین یونان وروم، کے بیانات، درآمد، عرب کے بازار، النتہ العرب قبل الاسلام، سامی زبانیں، عربی زبان ام الالنتہ السامیہ ہے، آرامی زبان کی حقیقت، امم بائدہ کی آرامی زبان، ثمود کی زبان، بنو قحطان اور اسمٰعیل کی زبانیں، جنوبی یا قحطانی زبانیں، جنوبی اور شمالی زبانوں میں فرق، چوتھی صدی ہجری میں عرب کی زبانیں، شمالی یا اسمٰعیل زبان، شمالی قبائل کی زبانوں کا فرق، لسان عربی مبین، قرآن مجید کی زبان، ادیان العرب قبل الاسلام، بت پرستی کا آغاز، ستارہ پرستی کا دور، عاد کا مذہب، ثمود کا مذہب، امم سامیہ اولیٰ کا مذہب، بابل میں سامی قوم کا مذہب، مصر میں سامی قوم کا مذہب، قرآن کا بیان، امم سامیہ اولیٰ کے پیغمبر، اہل معین کا مذہب، بنو قحطان کا مذہب، قوم سبا کا مذہب، مستشرقین کے بیانات، شمالی عربوں کے مذاہب، قرآن اور توراۃ کا بیان، مدین کا مذہب اور قرآن، اصحاب الایکہ کا مذہب اور قرآن، حضرت ایوبؑ کی امت کا مذہب، بنو اسمٰعیل کا مذہب، اصحاب الرس اور اصحاب الحجر، اوس اور خزرج اور انکے ہم نسب قبائل کا مذہب، اصنام عرب جنوب، بنو قیدار یا عدنانی قبائل کا مذہب، اصنام عرب شمال، چند اور بتوں کے نام، عرب میں دیگر مذاہب کا وجود، مجوسیت کا وجود، عیسائیت کا وجود، یہودیت کا وجود، کعبہ اور ہبل،

قرآن مجید اور مذاہب عرب قبل الاسلام، قوی پرستی اور قرآن، ستارہ پرستی اور قرآن، عرب کے مستند مذاہب اور قرآن، یہودیت اور قرآن، عیسائیت اور قرآن، عیسائیت کے مختلف فرقے اور قرآن عیسائیت سے قریش کا تنفر، مجوسیت اور قرآن، صائبیت، صائبیت کا مختصر حال، صائبیت کے متعلق مسلمانوں کے بیانات، قدیم عیسائی بیان، علمائے یورپ کا بیان، صابئی عقائد، تبصرہ، قرآن مجید کی ایک صداقت، صابئیت کی لغوی تشریح، تنبیہ اہم، مذہب صابئی اور قرآن مجید، خفیت، لغوی تحقیق، قرآن مجید سے استدلال لغوی، اعاظم پرستی اور قرآن، خفیت اور عرب، شرک، مشرکین عرب کے عقائد اور قرآن، دہریت اور قرآن، بت پرستی اور قرآن، قرآن میں اصنام کا ذکر، ان کے پرستار قبائل، ان کے معنوں کی لغوی و معنوی تحقیق، لات، اللہ، العزیٰ، مناۃ، ودّ، سواع، یغوث، قمر، ان اصنام کی شکلیں، ہبل، عرب کے بت مؤنث تھے، عرب کے بت ممالک یورپ میں، لفظ رحمٰن، قرآن مجید میں رحمٰن، رحمٰن کی تحقیق، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، خاتمہ۔

قصص القرآن از مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی

قصص القرآن 1360ھ میں شائع ہوئی جس کے مصنف مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی ہیں قابل مصنف نے اپنی تخلیقات میں نہ صرف قرآن مجید کے تمام تر واقعات کا احاطہ کیا ہے بلکہ ان واقعات کو تاریخ اور روایات کی روشنی میں جانچا ہے چونکہ انسان کے خمیر میں لغزش و خطاء کا عنصر موجود ہے۔ اسی لئے بعض مقامات پر تسامع بھی ہوا ہے۔ مولانا حفظ الرحمٰن نے ہر واقعہ سے متعلق ماخذ کے طور پر تمام آیات کا جدول پیش کیا ہے جو تمام قصص القرآن پر موجودہ کتب میں ایک منفرد کام ہے۔ موصوف نے قصص القرآن کو چار جلدوں میں مرتب کیا ہے۔ پہلی جلد کی ابتدائی اوراق پر پیش لفظ بھی تحریر کیا ہے جس میں قرآن مجید کی عظمت وافادیت کے بیان کے ساتھ ساتھ قصص القرآن مرتب کرنے کی اسباب اور خصوصیات کو بھی بیان کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

> ''اپنی اور اپنی قوم کی اس حالت کو دیکھتے ہوئے جی چاہا کہ اس سرمایہ عبرت و بصیرت کو اردو میں منتقل کیا جائے تا کہ نقل سے محضوظ ہونے کے بعد خود بخود اصل کی جانب رغبت پیدا ہو اور اس طرح

سعادت دارین کا سراغ ملے۔

اپنی سادہ طرز نگارش کے باوجود مجموعے میں چند خصوصیات کا خاص طور پر لحاظ کیا گیا ہے۔

(۱) کتاب میں تمام واقعات کی اساس و بنیاد قرآن عزیز کو بنایا گیا ہے اور احادیث صحیحہ اور واقعات تاریخی سے ان کی توضیح وتشریح کی گئی ہے۔

(۲) تاریخ اور کتب عہد قدیم کے درمیان اور قرآن عزیز کے یقین محکم کے درمیان اگر تعارض آ پڑا ہے تو اس کو روشن دلائل و براہین کے ذریعہ تبطیق دی گئی ہے اور یا پھر صداقت قرآن کو وضاحت سے ثابت کیا گیا ہے۔

(۳) اسرائیلی خرافات اور معاندین کے اعتراضات کی خرافت کو حقائق کی روشنی میں ظاہر کیا گیا ہے۔

(۴) خاص خاص مقامات پر تفسیری، حدیثی اور تاریخی اشکالات پر بحث و تلخیص کے بعد سلف صالحین کے مسلک کے مطابق ان کا حل پیش کیا گیا ہے (۵) ہر پیغمبر کے حالات قرآن عزیز کی کن کن سورتوں میں بیان ہوئے ہیں ان کو نقشہ کی شکل میں ایک جگہ دکھایا گیا ہے۔ (۶) ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ نتائج وعبرً یا عبر و بصائر کے عنوان سے اصل مقصد اور حقیقی غرض و غایت یعنی عبرت و بصیرت کے پہلو کو خاص طور پر نمایاں کیا گیا ہے''۔(۹)

جلد اول میں حضرت آدمؑ کے سجدہ کرنے کا بیان کرتے ہوئے موصوف نے سجدہ کے معنی جھکنا لکھا ہے

جبکہ تمام تر مترجمین نے اور شرح صحیح مسلم شریف میں سجدہ کی تعریف اور ارکان بتاتے ہوئے چاروں آئمہ کے اقوال نقل کرتے ہوئے یہ بات واضح کی گئی ہے کہ سجدہ کے لئے دو پیر اور گھٹنے اور ہاتھ اور پیشانی کا ٹکنا لازمی ہے اور ناک کے متعلق آئمہ کا اختلاف ہے کسی کہ یہاں واجب اور کسی کے یہاں سنت اور کسی کے یہاں فرض ہے۔(۱۰)

خادم الحرمین شریف شاہ فہد بن عبدالعزیز آل السعود نے قرآن مجید کا ترجمہ مولانا جونا گڑھی اور تفسیر حواشی صلاح الدین یوسف سے تحریر کروا کر طبع کروائی جس میں ملئک کا حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کے بابت لکھا ہے۔اقتباس دیکھئے:

> ''علمی فضیلت کے بعد حضرت آدمؑ کی یہ دوسری تکریم ہوئی۔ سجدہ کے معنی ہیں خضوع اور تذلیل کے اس کی انتہا ہے ''زمین پر پیشانی کا ٹکا دینا (قرطبی) یہ سجدہ شریعت اسلامیہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں''۔(۱۱)

علامہ نواب وحیدالزماں نے بھی اپنے ترجمہ وتفسیر میں اسجدوالادم کا ترجمہ وتفسیر میں اسجدو کے معنی سجدہ کے کئے ہیں و نیز تفسیر تعیمی، تفسیر خزائن العرفاں، عرفان القرآن، تبیان القرآن، درمنثور بن کشیر، ضیاء القرآن، جلالین، نسفی، بیضاوی میں اسجدو کے معنی سجدہ کے کئے ہیں۔البتہ سجدہ کے متعلق مفسرین کا یہ اختلاف ہے کہ یہ سجدہ شریعت تھا یا تحیت اگر شریعت تھا تو آدم جہت تھے اور مسجود خدا تھا۔اور اگر تحیت تھا تو حضرت آدمؑ کے علم اور ان کی خلافت کے سبب تھا۔ مذکورہ بالا سطور سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ''اسجد ولادم'' (۱۲) کا ترجمہ سجدہ ہی ہوگا نہ کہ جھکنا۔

اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام آزر لکھا گیا ہے جبکہ اس بات پر تقریباً مفسرین محدثین اور علماء کا اجماع ہے کہ عربی زبان میں اب چچا کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہ اس لئے بھی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اس کے والد کا نام تارخ تھا اور راقم الحروف نے باب اول میں اس اجمال کی تفصیل مستند حوالوں سے لکھی

ہے۔جلداول کے مضامین کے عنوانات حسب ذیل ہیں:

''حضرت آدم (علیہ اسلام)، انسان اول، ذکر آدمؑ سے متعلق آیات قرآنی، پیدائش آدمؑ: فرشتوں کو سجدہ کا حکم، شیطان کا انکار، سجدہ سے انکار پر ابلیس کا مناظرہ، ابلیس کی طلب مہلت، خلافت آدمؑ، تعلیم آدمؑ اور فرشتوں کا اقرار عجز، حضرت آدمؑ کا قیام جنت اور حوا کی زوجیت، آدم گ کا خلد سے نکلنا، واقعہ سے متعلق چند اہم مسائل، تخلیق آدمؑ، ظریفانہ نکتہ، جنت ارضی علمائے طبقات الارض کی نظر میں، عصمت نبی کے معنی، حضرت آدمؑ کی عصمت، فرشتہ؟، جن؟ قصہ آدمؑ میں چند اہم عبرتیں، قبایل و ہابیل، مقام عبرت نوٹ، حضرت نوح (علیہ اسلام)، حضرت نوحؑ پہلے رسول ہیں، نسب نامہ، قرآن عزیز میں حضرت نوحؑ کا ذکر، قوم نوحؑ، دعوت و تبلیغ اور قوم کی نارمانی، بنائے سفینہ، پسر نوحؑ، کوہ جودی، طوفان نوحؑ، عام تھا یا خاص،، پسر نوحؑ کی نسبی بحث، ایک اخلاقی مسئلہ، چند ضمنی مسائل، اہم نتائج، حضرت ادریس (علیہ اسلام)، حضرت ادریس کا ذکر قرآن میں، نام ونسب اور زمانہ، حضرت ادریسؑ حکماء اور فلاسفہ کی نظر میں، حضرت ادریسؑ کی تعلیم کا خلاصہ، نذر الٰہی کے طریقے، بعد میں آنے والے نبیوں کے متعلق بشارت، حضرت ادریسؑ کی خلافت ارضی، حضرت ادریسؑ کا حلیہ، محاکمہ، حضرت ہود (علیہ السلام)، قرآن عزیز میں ہودؑ کا ذکر، قرآن عزیز میں قوم عاد کا ذکر، عاد کا زمانہ .....عاد کا مسکن، عاد کا مذہب، حضرت ہودؑ، تبلیغ اسلام، حضرت ہودؑ کی وفات، چند عبرتیں، حضرت صالح (علیہ السلام)، حضرت صالحؑ کا نام قرآن عزیز میں، حضرت صالحؑ اور ثمود کا نسب نامہ، ثمود کی بستیاں، ثمود کا مذہب، قرآن عزیز میں قصص کا مطلب، معجزہ کی حقیقت، ناقۃ اللہ، عذاب الٰہی، قوم کی ہلاکت اور صالحؑ کا قیام، چند عبرتیں، حضرت ابراہیم (علیہ السلام)، نسب، آزر کی تحقیق، شجرہ نسب ابراہیم تا نوح علیہم السلام، مستشرقین یورپ کی ہرزہ سرائی، حضرت ابراہیمؑ کا ذکر قرآن میں، حضرت ابراہیم کی عظمت، باپ کو دعوت اسلام اور باپ بیٹے کا مناظرہ، قوم کو دعوت اسلام اور اس سے مناظرہ، آیات کی تفسیر میں قول فیصل، بادشاہ، کو دعوت اسلام اور اس سے مناظر، آتش نمرود اور اس کا سرد ہوجانا، حدیث، بخاری، زیر بحث مسئلہ، مؤلف کی رائے، ہدایت قوم کے لئے حضرت ابراہیمؑ کا اضطراب اور کلدانیین کی جانب ہجرت، ہجرت فلسطین، ہجرت مصر اور حضرت ہاجرہؓ، حضرت ابراہیمؑ اور دو اہم مقام، مقام اول، مقام ثانی، حضرت اسمٰعیل (علیہ السلام)،

اسمٰعیل علیہ اسلام کی ولادت، وادی غیر ذی زرع اور ہاجرہ واسمٰعیلؑ، ختنہ، ذبح عظیم، بناء کعبہ، اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد، قرآن عزیز میں حضرت اسمٰعیلؑ کا تذکرہ، حضرت اسمٰعیلؑ کی وفات، حضرت اسحٰق (علیہ اسلام)، ختنہ، حضرت اسحٰقؑ کی شادی، حضرت اسحٰقؑ کی اولاد، حضرت ابارہیمؑ اور حق الیقین کی طلب، بنی قطورہ، حضرت لوط (علیہ السلام)، لوطؑ وابراہیمؑ، سدوم، قوم لوطؑ، حضرت لوطؑ اور تبلیغ حق، حضرت ابراہیم علیہ اسلام اور ملائکۃ اللہ، چند مسائل، حضرت ابراہیمؑ جد انبیاء، واقعات زیر بحث سے متعلق چند عبرتیں، حضرت یعقوب (علیہ السلام)، نسب نامہ، ذکر یعقوبؑ قرآن میں، اسرائیل، اولاد یعقوبؑ، پیغمبر، حضرت یوسف (علیہ السلام)، نسب نامہ، قرآن عزیز میں حضرت یوسفؑ کا ذکر، سورہ یوسفؑ، برادران یوسفؑ، چاہ کنعان، یوسفؑ اور غلامی، یوسفؑ مصر میں، عزیز مصر کی بیوی اور یوسف علیہ السلام، ولقد ھمت بہ وہم بہا کی تفسیر، یوسف زندان میں، دعوت وتبلیغ، فرعون کا خواب، لطیفہ، واقعہ یوسفؑ سے متعلق چند شخصیتیں، عزیز مصر سے غلہ لینے کے لئے، کنعانی قافلہ کی روانگی، خاندان یعقوبؑ مصر میں، وفات، اہم اخلاقی مسائل، حضرت شعیب (علیہ السلام)، حضرت شعیب کا ذکر قرآن میں، قوم شعیبؑ، مدین یا اصحاب ائکہ، زمانہ بعثت اور ایک غلطی کا ازالہ، دعوت حق، نوع عذاب، قبر شعیب علیہ السلام، بصائر وعبر، حضرت موسیٰ و ہارون (علیہما السلام)، بنی اسرائیل مصر میں، فرعون موسیٰ، فرعون کا خواب، حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کا ذکر قرآن میں، نسب وولادت، فرعون کے گھر میں تربیت، موسیٰؑ اور ارض مدین، ماء مدین، شیخ مدین نے رشتہ مصاہرت، موسی علیہ اسلام کے خسر کون ہیں؟، ایفار مدت، وادی مقدس، بعثت، آیات اللہ، داخلہ مصر، واحلل عہدۃ من لسانی، فرعون کے دربار میں دعوت حق، ربوبیت الٰہی پر حضرت موسیٰؑ، اور فرعون کا مذاکرہ، ہامان، فرعون، کے دربار میں آیات اللہ کا مظاہرہ، ساحرین مصر، سحر، سحر اور مذہب، معجزہ اور صحر میں فرق، حضرت موسیٰؑ اور ساحرین کا مقابلہ، حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل، فرعنو کا دعوائے ربوبیت والوہیت، مصریوں پر۔۔۔، آیات اللہ کی فصیل، بنی اسرائیل کا عروج اور فرعون کا تعاقب، غرق فرعون، فلق بحر، فرعون اور قوم فرعون اور عذاب قیامت، عبور قلزم کے اور بنی اسرائیل کا پہلا مطالبہ، قومی پستی کا مظاہرہ، بنی اسرائیل کے دیگر مطالبات اور آیات بنینات کا ظہور، طور پر اعتکاف، تجلی ذات، نزول تورات، گوسالہ پرستی کا واقعہ، سامری کون تھا؟، ستر سرداروں کا انتخاب، حیات بعد الموت، رحمت عالم کا اعلان، بنی اسرائیل اور جبل طور، کثت معجزات، ارض مقدس کا وعدہ اور بنی اسرائیل، ذبح بقرہ کا واقعہ، حضرت موسیٰؑ اور

قارون، حضرت موسیٰؑ اور ایذاء بنی اسرائیل، محاکمہ، حضرت ہارونؑ کی وفات، حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ، قول فیصل، حضرت موسیٰ علیہ اسلام کی وفات، بنی اسرائیل کا قومی مزاج اور خدا کی طرف سے تذکیر نعمت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ثناء ومنقبت قرآن میں، ایک لطیف تاریخی نکتہ، بصیرتیں اور عبرتیں۔''

قصص القرآن جلد دوم

مصنف نے حضرت سلیمانؑ کے واقعات کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور اسرائیلی خرافات کی بھی نشاندہی کی ہے اسی سلسلہ میں آیت کریمہ کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اور ہم نے سلیمانؑ کو آزمائش میں مبتلا کیا اور ان کی کرسی پر
ایک جسم ڈال دیا پھر انہوں نے (ہماری طرف) رجوع کیا۔'' (۱۳)

مصنف نے اس آیت کے ضمن میں اسرائیلی خرافات کا بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی کرسی پر ڈالنے سے مراد شیطان بصورت سلیمانؑ ان کی کرسی پر بیٹھ گیا تھا پھر اس کا رد کرتے ہوئے امام رازی کی تفسیر بیان کی ہے کہ جسم سے مراد حضرت سلیمانؑ ہی ہیں۔ اللہ نے آپ کو مرض میں مبتلا کیا تھا اور آپ علیل ہو چکے تھے اور آپ تخت پر بیٹھنے کے قابل بھی نہ تھے ان دونوں روایات کے بعد مصنف دونوں کا رد کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آیت کے معنی تو یہ ظاہر کرتی ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے تخت پر کوئی شئے ڈالی گئی ہے۔ تخت پر سلیمانؑ کا بیٹھنا مراد لینا آیت شریفہ کے معنی کے خلاف ہے۔

راقم الحروف کا اسرائیلی روایت کے متعلق یہ کہنا ہے کہ آیت میں جسداً یعنی جسم کا لفظ آیا ہے اس سے مراد ابلیس نہیں ہوسکتا چونکہ وہ آگ کا بنایا ہوا ہے اور اس میں خون نہیں صاحب المنجد میں جسد کے لئے خون کو لازم قرار دیا ہے۔ مفردات الالفاظ القرآن سے جسداً کے متعلق تفصیل ملاحظہ ہو:

''جسد کا لفظ انسان کے لئے مخصوص ہے اور انسان کے علاوہ
جسد کے لفظ کا اطلاق کسی کے لئے نہ ہوگا اور اللہ نے ہوا اور پانی کیلئے
جسد کا لفظ استعمال نہیں فرمایا۔ یہاں تک کہ فرشتوں کے لئے بھی نہیں

ارشاد ہوا اور ہم نے ان کو نہیں بنایا جسد وہ کھانا نہیں کھاتے'' (۱۴)

جب جسم کے لفظ کا اطلاق فرشتوں پر نہیں ہوتا تو شیطان بہت دور کی بات ہے چونکہ اس میں خون بھی نہیں اور ہماری طرح جسد بھی نہیں اور وہ آگ کا بنا ہوا ہے مذکورہ دلائل کے بعد حضرت سلیمانؑ کے تخت پر شیطان کا بیٹھنا اور حفظ الرحمٰن صاحب کا کہنا کے امام رازی کی تفسیر خلافِ آیت ہے صحیح معلوم نہیں ہوتی۔لیکن ایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ ہم امام رازیؒ کی تفسیر کی طرف رجوع ہوں۔

ذیل میں جلد دوم میں موجود مضامین کے عنوانات کی فہرست درج کی جاتی ہے:

''حضرت یوشع بن نونؑ، نیابت حضرت موسیٰؑ ،حضرت یوشع کا ذکر قرآن میں،نسب،ارض مقدس میں داخلہ،حق ناسپاسی، بصیرت وعبرت،حضرت جزقیل علیہ السلام،تمہید، نام ونسب اور بعثت ،قرآن اور حزقیل علیہ السلام،فرار اُجہاد، آیت جہاد سے روایت کی تائید،احیاء موتی، بصائر،حضرت الیاس علیہ السلام،تمہید، نام، نصب،قرآن عزیز اور حضرت الیاسؑ ،بعثت ،قوم الیاسؑ اور بعل،تفسیری نکتہ،موعظت ،حضرت الیسع علیہ السلام،نام ونسب، بعثت،قرآن اور حضرت الیسعؑ ،موعظت ،حضرت شمویل علیہ اسلام، بنی اسرائیل کی گزشتہ تاریخ، برطرانہ نظر،نام ونسب،تابوت سکینہ،طالوت وجالوت کی جنگ،اور بنی اسرائیل کا امتحان،حضرت داؤد کی شجاعت،ایک اسرائیل روایت پر محاکہم ، بصائر وحکم،حضرت داؤد علیہ السلام،نسب نامہ،حلیہ مبارک،قرآن عزیز میں ذکر مبارک، نبوت ورسالت،عظمت مملکت، زبور،حضرت داؤد اور قرآن وتورات، خصائص داؤدؑ، تسخیر وتسبیح جبال وطیور،حضرت داؤدؑ کے ہاتھ میں،لوہے کا نرم ہوجانا،منطق الطیر ،تلاوت زبور،حضرت داؤدؑ اور دو اہم تفسیری مقام، مقام اول، مقام ثانی، بہتان طرازی کی مثال،تورات کا تضاد بیان، آیات کی باطل تفسیر،آیات کی صحیح تفسیر،عمر مبارک، مدفن، بصائر،حضرت سلیمان علیہ السلام،نسب،قرآن عزیز اور ذکر سلیمانؑ ، بچپن، وراثت داؤدؑ، نبوت، خصائص سلیمانؑ ،منطق الطیر ،تسخیر ریح،تسخیر جن وحیوانات، بیت المقدس کی تعمیر، تانبے کے چشمے،حضرت سلیمانؑ اور جہاد کے گھوڑوں کا واقعہ ، محاکہم ،حضرت سلیمانؑ کی آزمائش کا واقعہ، محاکمہ ،لشکر سلیمانؑ اور وادی نملہ،حضرت سلیمانؑ اور ملکہ سبا، چند قابل تحقیق مسائل،سبا کی تحقیق ،ملکہ سبا کا نام، ہدہد، ملکہ سبا کا تخت،عندہ علم من الکتاب کی شخصیت، ملکہ سبا کا قبول اسلام،توراۃ میں ملکہ سبا کا ذکر، ملکہ سبا کا

حضرت سلیمانؑ کے ساتھ نکاح، اسرائیلیات، حضرت سلیمانؑ کے مکتوب کا اعجاز، حضرت سلیمانؑ اور بنی اسرائیل کا بہتان، حضرت سلیمانؑ کی وفات، بصائر، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت ایوب اور قرآن عزیز، حضرت ایوب کی شخصیت، یوباب اور ایوب، عہد ایوب علیہ السلام، غلط فہمی کا ازار، حضرت ایوب اور علماء، یہود و نصاری، قرآن عزیز اور واقعہ ایوب، چند تفسیری حقائق، سفر ایوب، وفات، بصائر، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت یونسؑ کا ذکر قرآن عزیز میں، حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ، نسب، زمانہ کا تعین، مقام دعوت، چند تفسیری مباحث، متنبّی کاذب کا تلبیس، صحیفہ یوناہ، وفات، فضیلت یونسؑ، فضائل انبیاء علیہم السلام، موعظت، حضرت ذوالکفل علیہ السلام، قرآن عزیز اور ذوالکفلؑ نسب، آثار و روایات، تنقید، ایک غلط فہمی کا ازالہ، موعظت، حضرت عزیز (علیہ السلام) قرآن عزیز اور حضرت عزیرؑ، تاریخی بحث، واقعہ کی غلط تفسیر، حضرت عزیز اور عقدہ ابنیت، ایک شبہ کا جواب، حضرت عزیز کی زندگی مبارک، حضرت عزیز علیہ السلام اور منصب نبوت، نسب، وفات اور قبر مبارک، بصائر، حضرت زکریا علیہ السلام، قرآن عزیز اور حضرت زکریاؑ، نسب، حالات زندگی، چند تفسیری حقائق، حضرت یحییٰ علیہ السلام، قرآن عزیز اور حضرت یحییٰؑ، نام و نسب، حالات زندگی، دعوت و تبلیغ، واقعہ شہادت، مقتل، زکریا علیہ السلام کی وفات، شب معراج اور حضرت یحییٰؑ، حضرت یحییٰ علیہ السلام اور اہل کتاب، بصائر۔''

جلد سوم

مصنف نے اس جلد میں تین بڑے واقعات اصحاب کہف، حضرت لقمان، ذوالقرنین کے علاوہ چھوٹے چھوٹے واقعات قرآن مجید سے بیان کئے ہیں۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

''اصحاب الجنہ، سورۃ القلم اور اصحاب الجنہ، واقعہ سے متعلق اقوال، تشریح، موعظت، مومن و کافر، سورہ کہف اور مومن و کافر کا واقعہ، واقعہ کی تشریح، بصائر، اصحاب القریہ، یا اصحاب یسین، اصحاب قریہ اور قرآن عزیز، واقعہ، واقعہ سے متعلق اقوال، نقد و تبصرہ، رحمٰن، موعظت، حضرت لقمان رضی اللہ عنہ، لقمانؓ، قرآن عزیز اور حضرت لقمانؓ نبوت یا حکمت، چند تفسیری مطالب، حسن خلق، تواضع، کبر و غرور، حکمت لقمان، مواعظ، اصحاب

سبت، قرآن عزیز واصحاب سبت، سبت اوراس کی حرمت، واقعہ کی تفصیلات، تعین مقام، زمانۂ حادثہ، چند تفسیری حقائق، حقیقت مسخ، حضرت ابن عباسؓ اور عکرمہؒ کا مکالمہ، مسخ شدہ اقوام کا انجام دنیوی، بصائر، اصحاب الرس، رس، قرآن عزیز اور اصحاب الرس، اصحاب الرس؟، قول فیصل، موعظت، بیت المقدس اور یہود، تمہید، بیت المقدس، شرارت یہود کا پہلا دور، غلامی، سے نجات، شرارت یہود کا دوسرا دور، حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قتل، پاداش عمل، تیسرا زرین موقع اور یہود کی ردگردانی، ابدی ذلت اور خسران، بصائر، ذوالقرنین، تمہید، زیر بحث مسائل اور علماء اسلام، ذوالقرنین؟ ذوالقرنین سے متعلق سوال کی نوعیت، ذوالقرنین اور سکندر مقدرونی، ذوالقرنین اور اذوایمن، استدراک: کیا ذوالقرنین سکندر مقدونی ہے؟، مسلم، جوذیفس، یروشلم اور سکندر، علمائے سلف کی رائے، خدا کا مسیح؟، سکندر مشرک تھا، سکندر کا ظلم وجبر، سکندر کا مغرب کی طرف اقدام، متاخرین کی رائے، یہود قرشی اور انتخاب سوالات، ذوالقرنین اور انبیاء بنی اسرائیل کی مشگوئیاں، خورس اور تاریخی شواہد، مغربی مہم، مشرقی مہم، تیسری شمالی مہم، فتح بابل، خورس کا مذہب، ایران قدیم کا مذہب، ایران اور مذہب زردشت، ذوالقرنین، اور قرآن عزیز یاجوج وماجوج، سد، یاجوج وماجوج کا خراج، کیا ذوالقرنین نبی تھے؟، بصائر، اصحاب والکہف والرقیم، قرآن عزیز اور اصحاب الکہف والرقیم کہف ورقیم، واقعہ، واقعہ کی تاریخی حیثیت، تفسیری حقائق، نتائج وعبر، سبا اور سیل عرم، تمہید، سبا؟، نام یا لقب، زمانہ حکومت، سبا اور طبقات حکومت، مکارب سبا اور ملوک سبا، وسعت حکومت، طرز حکومت، سبا کی عمارات، سبا کا تمدن، سد مآرب، جنتان عن یمین وشمال، اہل سبا اور خدا کی نافرمانی، سیل عرم، پہلی سرزا، دوسری سزاء، چند تاریخی مباحث، چند تفسیر مباحث، نتائج وعبر، اصحاب الاخدود، یا قوم تبع اخدود؟، اصحاب اخدود اور قرآن حکیم، واقعہ کی تفصیلات، انتقاد، تبع، عرب کی دو حکایتیں، چند تفسیری نکات، بصائر وعبر، اصحاب الفیل، حبش، حکومت، نجاشی، مذہب وتمدن، حبش ویمن کی کشمکش، ابرہتہ الاشرم، القیس، اصحاب الفیل، قرآن اور اصحاب الفیل، سورہ فیل اور بعض، دیگر تفسیریں چند تشریحی مطالب، بصائر وعبر"۔

جلد چہارم

مصنف نے اس جلد میں خصوصی طور پر معراج شریف کے واقعات کو مفصل اور مدلل انداز میں بیان کیا

ہے لیکن ایک مقام پر بڑی تذبذب تحریر لکھی ہے جس سے معنی مشکوک ہو گئے ہیں۔ اقتباس دیکھئے:

''کیا معراج میں نبی اکرم نے ذات احدیت کے جمال جہاں آرا کا بے حجاب مشاہدہ کیا؟ صحیح روایات میں اس مسئلہ کے متعلق جو تعبیرات مذکور ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشاہدہ ضرور کیا ہے۔ تاہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مشاہدہ کی کیفیت کے حقیقی اظہار سے اس لئے قاصر ہیں کہ دنیوی تعبیرات میں کوئی تعبیر ایسی موجود نہیں کہ بلند سے بلند ترین مخلوق اس کے ذریعہ جمال جہاں آراء کی کیفیتی وحقیقت کو بیان کر سکے اس لئے آپؐ نفس واقعہ کا اقرار فرماتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی روایت سے منقول ہے ''رَئَیْتُ نُوْرًا'' میں نے اس کو نور دیکھا اور مشاہدہ کے باوجود جہاں آراء کی ناقابل بیان کیفیت کا پھر ان الفاظ میں اظہار بھی فرمائے جاتے ہیں۔ نُوْرًا اِنّیٰ اَرَاہُ اس نور بحث کا حقیقی مشاہدہ کہاں ہوسکتا ہے۔''(۱۵)

راقم الحروف نے مصنف کی چار جلدوں کا بغائر نظر مطالعہ کیا ہے اس بات کا احساس ہوا کے موصوف سے اکثر مقامات پر عربی عبارت کا مفہوم ادا کرنے میں سہو ہوا ہے۔ مذکورہ اقتباس میں ''نُوْرًا اِنّیٰ اَرَاہُ'' بیان کیا گیا ہے اس حدیث کے معنی بیشک میں نے اس نور کو دیکھا نُوْرًا مفعول ہے۔

جلد چہارم کے واقعات کے عنوانات حسب ذیل ہیں:

دیباچہ طبع ثانی، طبع ثالث، طبع جدید آفسیٹ (عکسی)، پیش لفظ، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام)، قرآن عزیز اور حضرت عیسیٰ، علیہ السلام، عمران وحنہ، مریم علیہا السلام کی ولادت، حنہ اور ایشاع، مریم علیہا اسلسلام کا، زہد و تقویٰ، مقبولیت خداوندی، کیا عورت نبی ہوسکتی ہے؟ نبوۃ النساء اور ابن مریم، کیا حضرت مریمؑ نبی ہیں؟، آیت و اصطفک علیٰ، نساء العٰلمینؑ کا مطلب، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بشارات کتب سابقہ، ولادت مبارک، بشارات

ولادت، حلیہ مبارک، بعثت و رسالت، آیات بینات، لائق توجہ بات اور حقیقت معجزات، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوران کی تعلیم کا خلاصہ، حواری عیسیٰ علیہ السلام، حواری عیسیٰ علیہ السلام اور قرآن وانجیل کا موزنہ، نزول مائدہ، رفع الی السماء یعنی زندہ آسمان پر اٹھالیا جانا، قادیانی تبلیس اوراس کا جواب، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع سماوی اور چند جذباتی باتیں، ولکن شبہ لہم کی تفسیر، حیات عیسیٰ علیہ السلام، لیؤمنن بہ قبل موتہ، حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام، اوراحادثی صحیحہ، حیات ونزول مسیحؑ کی حکمت، واقعات نزول صحیح احادیث کی روشنی میں، وفات مسیح علیہ السلام، و یوم القیمۃ یکون علیہم شہیداً، حضرت مسیح کی دعوت اصلاح اور نبی اسرائیل کے فرقے، ناجیل اربعہ، قرآن اور انجیل، انجیل اور حواری عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مسیح علیہ السلام اور موجودہ مسیحیت، تثلیث، باپ، بیٹا، روح القدس، ازمنۂ مظلمہ اوراصلاح کنیسہ کی آواز، قرآن اور عقیدہ تثلیث، حضرت مسیح علیہ السلام کے خدا کے قریب اور برگزیدہ رسول ہیں، حضرت مسیحؑ نہ خدا ہیں اور نہ خدا کے بیٹے، لائق توجہ بات، کفارہ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن، بشارات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، تورات اور بشارات، صبح سعادت، تاریخ ولادت کی تحقیق، نسب مبارک، یتیمی، بت پرستی سے نفرت، خلوت پسندی اور عبادت الٰہی کا ذوق، حقیقت وحی، صاحب وحی کی معرفت کی وجدانی دلیل، بعثت، حدیث بخاری اور بعض مستشرقین کی کوتاہ اندیشی، بشریت اور نبوت کا باہمی تعلق، نبی اور مصلح، کیفیت وحی، کیفیت وحی اور بعض مستشرقین کی گمراہی، نزول وحی کا پہلا دور، نزول وحی کا دوسرا دور، اعلان دعوت وارشاد کی پہلی منزل، دعوت ارشاد کی دوسری منزل، بعثت عامہ، دعوت اسلام کا مجمل خاکہ اور حضرت جعفرؓ کی تقریر، قرآن اور تجدید دعوت، توحید، رسالت، یوم آخرت، اسراء (معراج)، واقعہ کی وحدت، تحقیق تاریخ وس سنہ، قرآن عزیز اور واقعہ معراج، احادیث اور واقعہ معراج کا ثبوت، واقعہ کی نوعیت، واقعہ معراج واسراء اور قرآن عزیز، سورہ بنی اسرائیل اور واقعہ معراج، والنجم اور واقعہ معراج، واقعہ کی تفصیلات، معراج میں رویت باری، ہجرت، ہجرت حبش، ہجرت مدینہ کے اسباب، ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، دارالندرہ، قرآن عزیز و ہجرت مدینہ، ہجرت؟ ختم نبوت، غزوات، غزوہ بدر، غزوہ، بدر، واقعہ، دعائے نصرت، غیبی نصرت وامداد، نتیجہ جنگ، جنگ بدر نے تاریخ عالم کا رخ بدل دیا، قرآن عزیز کی روشنی میں غزوہ بدر پر دوبارہ نظر، غزوۂ احد، احد، غزوۂ احد، حضرت حمزہ کی شہادت، قرآن عزیز اور غزوۂ احد، غزوۂ احزاب (غزوۂ خندق)، قرآن عزیز اور غزوۂ احزاب، واقعہ حدیبیہ، بیعت رضوان، معاہدۂ صلح، الفتح

الاعظم، حاطب بن بلتعہ کا واقعہ، بت شکنی، رحمت للعالمین کی شان، خطبہ، فتح مکہ اور قرآن عزیز، غزوۂ حنین، غزوہ حنین اور قرآن حکیم، غزوۂ تبوک اور قبول توبہ کا عجیب واقعہ، مالی استعانت، عذر خواہی، معاشرتی مقاطعہ، ضبط و نظم کی عدیم النظیر مثال، عشق رسول اور صداقتِ اسلام کا حیرت انگیز معیار، قبول توبہ اور سورۂ توبہ، قرآن عزیز اور غزوۂ تبوک، اہم غزوات اور نتائج و بصائر، بدر الکبریٰ، احد، غزوۂ احزاب، صلح حدیبیہ، فتح مکہ، حنین، تبوک، تبنی، حضرت زید رضی اللہ عنہ، انساد تبنی، خرافی داستان، بصائر، نبونضیر، قرآن عزیز اور نبونضیر بصیرت، واقعہ افک، موعظت، نباء فاسق، موعظت، مسجد ضرار، موعظت، وفات یا وصل بالرفیق الاعلیٰ، عبرت و موعظت۔

علم القرآن

مفتی احمد یار خاں نعیمی نے علم القرآن ۱۳۷۱ھ میں لکھی لیکن اسے کتابی شکل ۲۰۰۵ء میں دی گئی اس کتاب میں قرآن مجید کے اصطلاحات قواعد اور مسائل کو بیان کیا گیا ہے لیکن ساتھ ساتھ قرآن مجید کے واقعات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ پیش لفظ میں مصنف نے تفاسیر کی اقسام بیان کرتے ہوئے موجودہ تراجم اور تفاسیر پر اظہار خیال کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

> ''بعض نادان دوستوں اور دوست نما دشمنوں نے عام مسلمانوں میں ترجمہ قرآن کرنے اور سیکھنے کا جذبہ بیدا کیا۔ اور عوام کو سمجھایا کہ قرآن عوام ہی کی ہدایت کے لئے آیا ہے۔ اس کا سمجھنا بہت سہل ہے۔ ہر شخص اپنی عقل و سمجھ سے ترجمہ کرے اور احکام نکالے۔ اس کے لئے کسی علم کی ضرورت نہیں۔ عوام میں خیال یہاں تک پھیلا کہ لوگوں نے قرآن کو معمولی کتاب اور قرآن والے محبوب کو معمولی بشر سمجھ کر قرآن کے ترجمے بے دھڑک شروع کر دیئے۔ اب عوام جہلا یہاں تک پہنچ چکے ہیں۔ کہ خواندہ ناخواندہ انگریزی تعلیم یافتہ لغت کی تھوڑی باتیں یاد

کر کے بڑے دعوے سے قرآن کا ترجمہ کر رہا ہے۔ اور جو کچھ اس کی ناقص سمجھ میں آتا ہے اسے وحی الٰہی سمجھتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں روزانہ نئے نئے فرقے پیدا ہو رہے ہیں۔ جو ایک دوسرے کو کافر اور مشرک اور مرتد اور خارج از اسلام سمجھتے ہیں'' (۱۶)

مصنف کی تحریروں میں حقائق جھلکتے ہیں چنانچہ حضرت عیسیٰ کے بن باپ پیدا ہونے کے متعلق بڑی مفصل اور مدلل بحث کی ہے ملاحظہ ہو

''سارے مسلمانوں کا عقیدہ تھا اور ہے کہ حضرت عیسیٰ کو رب نے بغیر باپ کے پیدا فرمایا اور اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ اور کچھ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں حالانکہ قرآن شریف اس کا بہت زور وشور سے اعلان فرما رہا ہے۔ بیشک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے کہ اسے مٹی سے بنایا۔ پھر اس سے فرمایا کہ ہو جا وہ فوراً ہو گیا۔ یہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے تم شک والوں میں سے نہ ہو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کی پیدائش کو آدم کی پیدائش سے تشبیہہ دی کہ جیسا کہ آدمؑ بغیر نطفے کے پیدا ہوئے ایسے ہی عیسیٰ بھی جب آدمؑ خدا کے بیٹے نہ ہوئے تو عیسیٰؑ خدا کے بیٹے کیسے ہو سکتے ہیں۔ (۱۷)

مصنف نے نص قرآنی سے حضرت عیسیٰؑ کے بن باپ کے پیدا ہونے کو ثابت کیا ہے اور ہر واقعہ بہت مدلل انداز سے پیش کیا ہے اس کتاب کے عنوانات حسب ذیل ہیں:

پچاس سال پہلے مسلمانوں کا طریقہ، غلام احمد قادیانی کا دعویٰ، ترجمہ قرآن میں دشواریاں، بے دھڑک ترجمے بڑی خرابیوں کی جڑ مقدمہ، تفسیر کی چار اقسام، پہلا بات: اصطلاحات قرآنیہ، ایمان، اسلام، تقویٰ، کفر،

کفر کی حقیقت، شرک، شرک کی حقیقت، خلاصہ، بدعت، الہٰ، لفظ الہٰ کی تحقیق، ولی، ولی اللہ.....ولی من دون اللہ، دعا، خلاصہ، عبادت، عبادت کی قسمیں، من دون اللہ، نذر و نیاز، خاتمہ النبیین، دوسرا باب: قواعد قرآنیہ، وحی کے معنی اوران کی پہچان، عبد کے معنی اوران کی پہچان، رب کے معنی اوران کی پہچان، ضلال کے معنی اوران کی پہچان، مکر یا خداع کے معنی اوران کی پہچان، تقویٰ، کے معانی اوران کی پہچان، من دون اللہ کے معانی اور ان کی پہچان، ولی کے معانی اوران کی پہچان، دعا کے معانی اوران کی پہچان، شرک کے معانی اوران کی پہچان، صلوٰۃ کے معانی اوران کی پہچان، مردوں کا سننا اور میت کے معانی اوران کی پہچان، ایمان وتقویٰ کے معانی اور ان کی پہچان، خلق کے معانی اوران کی پہچان، حکم، گواہی، ملکیت، وکالت کے معانی اوران کی پہچان، علم غیب کے مراتب اوران کی پہچان، شفاعت کی قسمیں اوران کی پہچان، غیر خدا کو پکارنے کی قسمیں اوران کی پہچان، بندے کو ولی بنانے کی قسمیں اوران کی پہچان، وسیلہ کی قسمیں اوران کی پہچان، کسی کے اعمال دوسرے کے کام نہ آنے کا قاعدہ، کسی کا بوجھ اٹھانے کی صورتیں اوران کی پہچان، رسولوں میں فرق کرنے کی صورتیں اوران کی پہچان، حضور کو اپنے انجام کی خبر ہونے کی صورتیں اوران کی پہچان، حضور کو اپنے انجام کی خبر ہونے کی صورتیں اوران کی پہچان، نبی کی ہدایت کرنے کی صورتیں اوران کی پہچان، غیر خدا کے نام پر پکارے ہوئے جانور کے حرام وحلال ہونے کی صورتیں اوران کی پہچان، نبی کے نفع ونقصان کے مالک ہونے نہ ہونے کی صورتیں اور ان کی پہچان، رفع کے معانی اوران کی پہچان، غیر خدا سے ڈرنے کی صورتیں اوران کے احکام، نبی کے ہم جیسے بشر ہونے نہ ہونے کی صورتیں اوران کی پہچان، حضور نے اپنی بشریت کا اعلان کیوں کیا، تیسرا: مسائل قرآنیہ، کرامات اولیا برحق ہیں، اولیا اللہ مشکل کشا، دافع البلاء حاجت روا ہیں، تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی۔ اللہ کے پیارے دور سے دیکھتے سنتے ہیں۔ مردے سنتے ہیں اور زندوں کی مدد کرتے ہیں۔ یادگاریں قائم کرنا اور بڑی تاریخوں پر خوشیاں منانا، بزرگوں کی جگہ کی تعظیم اور وہاں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ سچے مذہب کی پہچان، دم درود کرنا پڑھ کر پھونکنا، تمام صحابہ برحق ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔

قاموس القرآن

قاموس القرآن کے مصنف قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی ہیں یہ کتاب ۱۳۷۳ھ میں شائع ہوئی اس

کتاب میں قرآن کے تقریباً الفاظ کے معنیٰ کے ساتھ ساتھ بعض اسم علم کی تشریح کے لئے قرآنی قصص بھی بیان کئے گئے ہیں۔ مصنف نے کتاب کی ابتداء میں دیباچہ تحریر کیا ہے جس میں اس کتاب کی تصنیف کے ماخذات کی فہرست بھی پیش کی ہے۔ مصنف نے اپنی کتاب میں تفاسیر سے ماخوذ اقوال پیش کر دیئے ان کی تحریروں میں قول فیصل نہیں ملتا ہے اور بعض مقامات پر ہو بھی سرزد ہوا ہے۔ ابراہیمؑ کے واقعہ میں پیدائش کا مقام مصنف نے ''اُدر'' بتایا ہے جبکہ تفاسیر اور تاریخ میں ''اُر'' ملتا ہے تفسیر ضیاء القرآن سے اقتباس ملاحظہ

> ''جس شہر میں حضرت ابراہیمؑ کی ولادت ہوئی اس کا نام ''اُر'' تھا بیسویں صدی کے آغاز میں آثار قدیمہ کے ماہرین نے کھدائی کر کے اس کو دریافت کر لیا ہے اور اس سے جو تحریریں اور دوسری اشیاء دستیاب ہوئی ہیں ان سے آپ کے زمانہ کے لوگوں کے مذہبی تمدنی اور معاشی حالات پر روشنی پڑتی ہے سر لیونارڈ وولی (Sir Leonard Wolly) نے اپنی کتاب (ABRAHAM) جو لندن میں ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی ہے ماہرین آثار قدیمہ کے جو تاثرات قلم بند کئے ہیں ان کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے اندازہ کیا گیا ہے کہ ۲۱۰۰ء قبل مسیح کے لگ بھگ زمانہ میں جسے اب عام طور پر محققین حضرت ابراہیم، کے ظہور کا زمانہ تسلیم کرتے ہیں۔ شہر ''اُر'' کی آبادی ڈھائی لاکھ کے قریب تھی اور بعید نہیں کہ پانچ لاکھ ہو۔ بڑا صنعتی اور تجارتی مرکز تھا۔ جس ریاست کا صدر یہ مقام تھا اس کے حدود موجودہ حکومت عراق سے شمال میں کچھ کم اور مغرب میں کچھ زیادہ تھے۔ ملک کی بیشتر آبادی صنعت و تجارت پیشہ تھی۔ اس عہد کی جو تحریرات آثار قدیمہ کے کھنڈروں سے دستیاب ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی میں نقطہ نظر خالص مادہ پرستانہ تھا۔ دولت کمانا اور زیادہ سے زیادہ آسائش فراہم کرنا ان کا سب سے بڑا

مقصد حیات تھا۔سودخوری کثرت سے پھیلی ہوئی تھی۔آپس میں بہت مقدمہ بازیاں ہوا کرتی تھیں۔آبادی تین طبقوں پر مشتمل تھی۔ ۱)''عمیلو'' یہ اونچے طبقہ کے لوگ تھے جن میں پجاری حکومت کے عہدہ دار اور فوجی افسر وغیرہ شامل تھے۔اس طبقہ کو خاص امتیازات حاصل تھے۔ان کے فوجداری اور دیوانی حقوق دوسروں سے مختلف تھے اور ان کی جان و مال کی قیمت دوسروں سے بڑھ کر تھی۔حضرت ابراہیم کے خاندان کا اسی طبقہ میں شمار ہوتا تھا۔۲)''مشکینو'' یہ تجار اہل صنعت اور زراعت پیشہ لوگ تھے۔۳)''آردو'' غلام اور مزدور پیشہ لوگ تھے۔ ''اُر'' کے کتبات میں تقریباً پانچ ہزار خداؤں کے نام ملتے ہیں ملک کے مختلف شہروں کے الگ الگ خدا تھے ہر شہر کا ایک خاص خدا تھا۔''ار'' کا ''رب البلد'' ''نناز'' تھا۔(۱۸)

مذکورہ اقتباس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے شہر کا نام ''اُر'' تھا اور آپ کے شہر کے بڑے بت کا نام ''نناز'' تھا۔جو کہ اس شہر کا خدا اور محافظ سمجھا جاتا تھا۔مصنف نے خاموس القرآن کو مرتب کرتے ہوئے قرآن کے سارے الفاظ کو یکجا کر دیا ہے اور بعض بعض مقامات تشنہ رہ گئے ہیں اور بعض مقامات پر سہو بھی ہوا ہے۔

عجائب القرآن

شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی نے قرآنی قصص کا انتخاب بنام عجائب القرآن ۱۴۰۱ھ میں شائع کیا۔مصنف نے عجائب القرآن کے پیش لفظ میں لکھا ہے اقتباس ملاحظہ ہو

''ربیع الاول ۱۴۰۰ھ میں چند مقتدر علماء اہل سنت نے اپنی خواہش بصورت فرمائش ظاہر فرمائی کہ میں قرآن مجید کا ترجمہ سلیس اور

عام فہم زبان میں لکھ دوں اس وقت پہلی بار مجھ پر فالج کا حملہ ہو چکا تھا میں نے جواب میں ان حضرات سے اپنی ضعیفی اور بیماری کا عذر کر کے اس کام سے معافی طلب کی۔ اور عرض کر دیا کہ اگر چند سال قبل آپ لوگوں نے اس طرف توجہ دلائی ہوتی تو میں ضرور یہ کام شروع کر دیتا مگر اب جبکہ ضعیفی کے ساتھ مرض فالج نے میری توانائیوں کو بالکل مضمحل کر دیا ہے۔ اتنا بڑا کام میرے بس کی بات نہیں پھر بعض عزیزوں نے کہا کہ اگر پورے قرآن مجید کا ترجمہ آپ نہیں لکھ سکتے تو نوادر الحدیث کی طرح قرآن مجید کی چند آیتوں ہی کا ترجمہ و تفسیر لکھ دیں۔'' (۱۹)

مصنف نے کتاب لکھنے کی غرض و غایت بیان کرنے کے بعد اس کے نام کی وجوہ کا بیان بھی کیا ہے اور ساتھ ہی اس بات کو بھی واضح کیا ہے کہ اس کتاب میں ۶۰ واقعات ہیں جو قرآن مجید کی سورتوں سے چن چن کر لی گئی ہیں۔ اور واقعات کے بیان کے بعد درس ہدایت کے نام سے قصص کے ماحصل کا بیان کیا ہے۔

عجائب القرآن کی زبان آسان ہے اور ہر واقعہ کو بہت ہی اچھے انداز میں پیش کیا گیا ہے ہر واقعہ کے متعلق تمام تر تفصیلات موجود ہیں جو کہ دیگر قصص القرآن پر مشتمل کتب میں نہیں ملتیں۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

''حضرت ابراہیمؑ نے ایک مرتبہ خداوند اقدس کے دربار میں یہ عرض کیا کہ یا اللہ تو مجھے دکھادے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ فرمائیگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیم کیا اس پر تمہارا ایمان نہیں ہے؟ تو آپ نے عرض کیا کہ کیوں نہیں میں اس پر ایمان تو رکھتا ہوں لیکن میری تمنا یہ ہے کہ اس منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں تا کہ میرے دل کو قرار آ جائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم چار پرندوں کو پالو اور ان کو خوب کھلا پلا کر اچھی طرح ہلا ملا لو۔ پھر تم انہیں ذبح کر کے اور

ان کا قیمہ بنا کر اپنے گردونواح کے چند پہاڑوں پر تھوڑا تھوڑا گوشت رکھ دو۔ پھر ان پرندوں کو پکارو، تو وہ پرندے زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے تمہارے پاس آ جائیں گے۔ اور تم مردوں کے زندہ ہونے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے چنانچہ ابراہیمؑ نے ایک مرغ، ایک کبوتر، ایک گدھ اور ایک مور ان چار پرندوں کو پالا اور ایک مدت تک ان چاروں پرندوں کو کھلا پلا کر خوب ہلا ملا لیا۔ پھر ان چاروں پندوں کو ذبح کر کے ان کے سروں کو اپنے پاس رکھ لیا اور ان چاروں کا قیمہ بنا کر تھوڑا تھوڑا گوشت اطراف واکناف کے پہاڑوں پر رکھ دیا اور دور سے کھڑے ہو کر ان پرندوں کو پکارا۔ ایک دم پہاڑوں سے گوشت کا قیمہ اڑنا شروع ہو گیا اور ہر پرندہ کا گوشت پوست ہڈی، پر الگ ہو کر چار پرندے تیار ہو گئے۔ (۲۰)

موصوف نے اس واقعہ کے اختتام کے بعد بیضاری کا حوالہ دیتے ہوئے اس واقعہ سے متعلق آیت کا بیان کیا ہے عجائب القرآن میں موجود قصص کی تفصیل یہ ہے:

جنتی لاٹھی، عصا اژدہا بن گیا، عصا کی مار سے چشمے جاری ہو گئے، عصا کی مارنے سے دریا پھٹ گیا۔ دوڑنے والا پتھر، ایک شبہہ کا ازالہ، میدان تیہ، روشن ہاتھ، من وسلویٰ، بارہ ہزار یہودی بندر ہو گئے، دنیا کی سب سے قیمتی گائے، ستر ہزار مردے زندہ ہو گئے، حضرت حزقیل علیہ السلام، لطیفہ، سو برس مردہ رہے پھر زندہ ہو گئے، بخت نصر کون تھا، تابوت سکینہ، تابوت سکینہ میں کیا تھا، ذبح ہو کر زندہ ہو جانے والے پرندے، مردوں کو پکارنا، تصوف کا ایک نکتہ، طالوت کی بادشاہی، داؤد علیہ السلام کس طرح بادشاہ بنے، داؤد علیہ السلام کا ذریعہ معاش، محراب مریم، عبادتگاہ مقام مقبولیت ہے، قبروں کے پاس دعا، مقام ابراہیم، عیسیٰ علیہ السلام کے چار معجزات، عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر، عیسائیوں کا مباہلہ سے فرار، حضرت خجزی اور بساطی شاعر، ابوالحسن ہمدانی کی مرغی، بلخ کا ہر آدمی جھوٹا ہو گیا، پانچ ہزار فرشتے میدان جنگ میں، سب سے پہلا قاتل ومقتول، مردے دفن کرنا

کوے نے سکھایا، آسمانی دسترخوان، ابراہیم علیہ السلام کا اعلان توحید، فرعونیوں پر لگاتار پانچ عذاب، صالح علیہ السلام کی اونٹنی، قدار بن سالف، زلزلہ کا عذاب، ایک لاکھ چالیس ہزار یزیدی مقتول، عذاب کی زمین منحوس، قوم عاد کی آندھی، الٹ پلٹ ہونے والا شہر، شہر سدوم، سامری کا بچھڑا، سروں کے اوپر پہاڑ، زبان لٹک کر سینے پر آ گئی، بلعم بن باعوراء، بلعم باعوراء کیوں ذلیل ہوا؟ یونس علے السلام مچھلی کے پیٹ میں نینویٰ، عذاب ٹلنے کی دعا، چار مہینے کے بچے کی گواہی، یوسف علیہ السلام کا کرتا، حکایت، سورۂ یوسف کا خلاصہ، یعقوب علیہ السلام کی وفات، یوسف علیہ السلام کی قبر، مکہ مکرمہ کیونکر آباد ہوا؟ دعا ابراہیمی کا اثر، ابولہب کی بیوی کو رسول نظر نہ آئے۔ اصحاب کہف، اصحاب کہف کی تعداد، اصحاب کہف کے نام، اصحاب کہف کے ناموں کے خواص، اصحاب کہف کتنے دنوں تک سوتے ہے، سفر مجمع البحرین کی جھلکیاں، حضرت خضر کا تعارف، ذوالقرنین و یاجوج و ماجوج ذوالقرنین کیوں کہلائے؟ ذوالقرنین کے تین سفر، سد سکندری، شجر مریم اور نہر جبریل، عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی تقریر، حضرت ادریس علیہ السلام، دریا کی موجوں سے ماں کی گود میں موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام، ابراہیم علیہ السلام کی بت شکنی، ابراہیم علیہ السلام کا توکل، ایوب علیہ السلام کا امتحان، فائدہ، سلیمان علیہ السلام اور ایک چیونٹی لطیفہ، سلیمان علیہ السلام کا ہدہد، تخت بلقین کس طرح آیا، سلیمان علیہ السلام کی بے مثل وفات، قادرون کا انجام، قارون کا خزانہ، موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت، رومی مغلوب ہوکر پھر غالب ہوں گے، غزوۂ اخراب کی آندھی، قوم سبا کا سیلاب، سیلاب کس طرح آیا؟ عیسیٰ علیہ السلام کے تین مبلغین، پھلا باغ نٹوں میں تاراج، دربار داؤد علیہ السلام میں ایک عجیب مقدمہ، ان شاء اللہ چھوڑنے کا نقصان، اصحاب الاخدود کے مظالم، چار قابل عبرت عورتیں، حضرت فاطمہ کے تین روزے، شداد کی جنت، اصحاب فیل و لشکر ابابیل، فتح مکہ کی پیشین گوئی، بیت اللہ میں داخلہ، شہنشاہ دوعالم کا دربار عام، فتح مکہ کی تاریخ، جادو کا علاج، حضرت خضر کی بتائی ہوئی دعاء۔

غرائب القرآن

غرائب القرآن کے مصنف مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی ہیں اس کتاب کو انہوں نے اس وقت لکھا جب وہ علیل تھے یعنی یہ کتاب ۱۴۰۲ھ میں لکھی گئی مصنف اس کتاب کے متعلق رقمطراز ہیں:

''عجائب القرآن اور غرائب القرآن'' یہ دونوں کتابیں قرآن
مجید کے مضامین پر ایام علالت میں میری محنتوں کا ثمرہ ہیں (۲۱)

غرائب القرآن میں قصص القرآن کی اچھی تعداد ملتی ہے یہ کتاب ۱۹۸ صفحات پر مشتمل ہے مولانا نے قرآنی قصص احادیث شریفہ اور روایات کی روشنی میں بیان کیا ہے چنانچہ بنی اسرائیل پر طاعون کے عذاب کے متعلق لکھتے ہیں

''جب میدان تیہہ میں بنی اسرائیل نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ہم زمین سے اگنے والے غلے اور ترکاریاں کھائیں گے تو ان لوگوں کو حضرت موسیٰؑ نے سمجھایا کہ تم لوگ، من رسلویٰ، کے نفیس کھانے کو چھوڑ کر گیہو دال اور ترکاریوں جیسی خسیس غذائیں کیوں طلب کر رہے ہو لیکن جب بنی اسرائیل اپنی ضد پر اڑے رہے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میدان تیہہ سے نکل کہ شہر بیت المقدس میں داخل ہو جاؤ اور وہاں بے روک ٹوک اپنی پسند کی اور من بھائی غذا کھاؤ مگر یہ ضروری ہے کہ تم بیت المقدس کے دروازے میں کمال ادب واحترام کے سات جھک کر جاؤ اور داخل ہوتے وقت اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے داخل ہو مگر انہوں نے اس کے برعکس کیا اور سرینوں کے بل داخل ہوئے اور اللہ نے ان پر عذاب مسلط کیا وہ مرض طاعون سے ستر ہزار بنی اسرائیل تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ (۲۲)

مصنف نے قرآن مجید کے ایسے کئی اچھوتے واقعات کی قرآن وحدیث وتفاسیر کے حوالے سے تشریح کی ہے۔ غرائب القرآن میں موجود واقعات کی فہرست حسب ذیل ہے:

تخلیق آدم علیہ السلام، حضرت حواء، خلافت آدم علیہ السلام، علوم آدم علیہ السلام کی فہرست ابلیس کیا تھا

اور کا ے ہوگیا؟ بنی اسرائیل پر طاعون کا عذاب، صفا ومروہ، ستر آدمی مرکر زندہ ہوگئے، ایک تاریخی مناظرہ، نمرود کون تھا؟ انسانوں میں ہمیشہ دشمنی رہے گی، آدم علیہ السلام کی توبہ کیسے قبول ہوئی؟، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری، مرتین سے جہاد کرنے والے، زمانہ رسالت کے تین مرتد قبائل، خلافت صدیقی کے سات مرتد قبائل، دور فاروقی کا ایک مرتد قبیلہ، کافروں کی مایوسی، اسلام اور سادھو کی زندگی، دوبڑ اور ایک چھوٹا دشمن، انبیاء علیہم السلام کے قاتل حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت، حضرت زکریا علیہ السلام کا مقتل، منافقوں کی ایک سازش، حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام کے معجزات، حضرت الیاس اور قرآن، جنگ بدر کی بارش، جنگ حنین، غار ثور، مسجد ضرار جلادی گئی، فرعون کا ایمان مقبول نہیں ہوا، نوح علیہ السلام کی کشتی، طوفان برپا کرنے والا تنور، جودی پہاڑ، نوح علیہ السلام کا بیٹا غرق ہوگیا، طوفان کیوں کر ختم ہوا؟ ایک گستاخ پر بجلی گر پڑی، پانچ دشمنان رسول، تمام سواریوں کا ذکر قرآن میں، اونٹ، گھوڑا، خچر، گدھا، شہد کی مکھی، کھوسٹ عمر والا، بے وقوف بڑھیا، شور گاؤں کی بربادی، حضرت ذوالکفل علیہ السلام، نہریں اٹھالی جائیں گی، تخلیق انسانی کے مراحل، مبارک درخت، اصحاب الرس کون ہیں؟ اصحاب ایکہ کی ہلاکت، ایک ضروری توضیح، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہجرت، مکڑی کا گھر، مکڑی، حضرت لقمان حکیم، حکمت کیا ہے؟ امانت کیا ہے؟ جن اور جانور فرماں بردار، ہوا پر حکومت، تانبے کے چشمے، حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے، پہاڑوں اور پرندوں کی تسبیح، فرشتوں کے بال وپر، ابوجہل کی گردن کا طوق، حاملان عرش کی دعاء، صاحب اولاد اور بانجھ، بیٹیاں، فاسق کی خبر پر اعتماد مت کرو، ملائکہ مہمان بن کر آئے، چاند دو ٹکڑے ہوگیا، کسی قوم کا مذاق نہ اڑاؤ، لوہا آسمان سے اترا ہے، صحابہ کرام کی سخاوت، یہودیوں کی جلاوطنی، ایک عجیب وظیفہ، حکایت عجیبہ، پانچ مشہور اور پرانے بت، ابوجہل اور خدا کے سپاہی، شب قدر، مومنوں کو ملائکہ کی سلامی، شب قدر کون سی رات ہے؟ شب قدر کی نماز اور دعائیں، زمین بات چیت کرے گی، مجاہدین کے گھوڑوں کی عظمت، قریش کے دو سفر، کفر واسلام میں مفاہمت غیر ممکن، اللہ تعالیٰ کی چند صفتیں، علوم ومعارف کا نہ ختم ہونے والا خزانہ۔

تذکرۃ الانبیاء

تذکرۃ الانبیاء ۲۰۰۲ء میں شائع ہوئی جس کے مصنف مولانا عبدالرزاق بہترالوی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ

نے قرآن وحدیث کا مفکر بنایا ہے۔ جس نے قرآن حدیث کے بکھرے ہوئے موتیوں کو ایک صورتِ ہار ترتیب دیا اس کتاب کا پیش لفظ محمد عاصف قادری نے لکھا ہے جس میں انہوں نے تذکرۃ الانبیاء کے مقام کے ساتھ ساتھ کتاب کی خصوصیت کو بھی پیش کیا ہے ملاحظہ ہو

''زیرِ نظر کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسے معتبر تفاسیر اور کتب احادیث کی روشنی میں تحریر کیا گیا ہے۔ امام رازی کی تفسیر کبیر اور علامہ محمود آلوسی کی تفسیر روح العانی کو اس کتاب کا اہم ماخذ قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ (۲۳)

مذکورہ اقتباس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کی کتاب معتبر روایات پر مبنی ہے چنانچہ تذکرۃ الانبیاء میں حضرت نوحؑ کی سیرت پاک اور آپ کی تبلیغ اور قوم کی نادانی کا ذکر کرتے ہوئے مصنف نے حضرت نوحؑ کے فرزند کنعان کی حقیقت پر سے پردہ کو اٹھاتے ہوئے تحریر کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

''حضرت محمد علی باقر اور حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے کہ کنعان نوحؑ زوجہ کا بیٹا کسی اور خاندان سے تھا آپ کا اپنا بیٹی نہ تھا حضرت علی مرتضیٰؓ سے مروی ہے کہ آپ پڑھتے تھے (ونادی نوح ابنھا) (۲۴) یعنی نوحؑ نے اپنی زوجہ کے بیٹے کو آواز دی کہ کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ حضرت قتادہؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی وہ آپ کا بیٹا نہیں تھا تو وہ کہتے تو میں نے کہا یہ کیسے جب کہ اللہ تعالیٰ نے نوحؑ کے کلام کی حکایت بیان کرتے ہوئے فرمایا ان ابنی من اھلی بیشک میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے حضرت حسن بصری نے جواب دیا کہ یہ تو میرے قول کی تائید ہے کہ نوحؑ نے کہا میرا بیٹا میری اہل (زوجہ) سے ہے آپ نے یہ تو نہیں کہا ان ابنی منی یعنی میرا بیٹا جو میرا ہی ہے (تفسیر کبیر جلد ۷ ص ۲۳۱) (۲۵)

مذکورہ اقتباس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مصنف نے آیات قرآنیہ واحادیث شریفہ کے علاوہ تفاسیر اور اقوال کو بھی اپنی کتاب میں بیان کیا ہے اور بیشتر واقعات کی قرآن وحدیث سے تفسیر کی ہے۔ اور بعض مقامات پر اقوالِ صحابہؓ اور تابعینؒ وائمہ کرام کے حوالات بھی دیئے ہیں لیکن پوری کتاب میں کہیں بھی اہل کتاب کے حوالے موجود نہیں ہیں جو کہ اس کتاب کی خصوصیت کو دبالا کرتے ہیں تذکرۃ الانبیاء میں موجود قصص کی فہرست حسبِ ذیل ملاحظہ ہو:

پیش لفظ، مقدمہ، قرآن پاک میں انبیاء کے اسماء گرامی، انبیاء کرام کی تعداد، تنبیہ، رسولوں اور آسمانی کتابوں کی تعداد نبی کسے کہا جاتا ہے؟ معجزہ، ارہاص، کرامت، معونت، استدراج، اہانت، سحر (جادوگری)، کون نبی نہیں ہوسکتے؟ نبی گناہوں سے پاک ہوتے ہیں، انبیاء کرام اخلاق عظیمہ کے مالک، نفس نبوت میں تمام انبیاء برابر، حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام، مشورہ کرنے ی حکمت، حدیث مرفوع، اعتراض، جواب، نکتہ، خلیفہ بنانے کا مقصد، مسلمانوں کی زبوں حالی کی وجہ، مشورہ طلب کرنے پر فرشتوں کا سوال، آدم علیہ السلام کے علوم، آدم علیہ السلام کو نام سکھائے، فرشتوں کو نہیں، کیا وجہ؟ آدم علیہ السلام کو علم کیسے عطا کیا گیا تھا؟ فائدہ، علم کے فضائل عقلیہ ونقلیہ، سات پیغمبروں کو علم کی وجہ سے بہت بڑے فوائد حاصل ہوئے، حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش، جسم آدم علیہ السلام کے لئے مٹی لی گئی، کیسی مٹی لی گئی، زمین میں چشمے کیوں جاری ہیں؟ انسان کو خوشی کم اور غم زیادہ کیوں؟ آدم علیہ السلام کی صورت دیکھ کر فرشتے حیران، آدم علیہ السلام کے قالب میں روح کا دخول، فرشتوں کو سجدہ کا حکم، آدم علیہ السلام کو خلیفہ حقیقی کا مظہر بنایا گیا، فرشتوں کو سجدہ کا حکم، آدم علیہ السلام کو خلیفہ حقیقی کا مظہر بنایا گیا، فرشتوں کی تعداد کتنی ہے؟ ابلیس کی اصل کیا ہے؟ شیطان کی درخواست کی منظوری، شیطانی وسوسہ کے اثر ہونے یا نہ ہونے کے لحاظ سے پانچ قسمیں، پہلا گروہ، دوسرا گروہ، تیسرا گروہ، چوتھا گروہ، پانچواں گروہ، شیطان نے اپنی بخشش کا موقع گنوادیا، فائدہ، ابلیس کا نام ابلیس یا شیطان کیوں؟ حضرت حوا کی پیدائش، آدم علیہ السلام کی شادی اور مہر، قانون قدرت اور قانون عادت، درخت سے منع کرنے میں حکمت، آدم علیہ السلام سے بھول ہوئی، شیطان کے پھسلانے کا کیا مطلب؟ شیطان نے وسوسہ کیوں ڈالا؟ شیطان پھسلانے پر کیسے قادر ہوا؟ شیطان کیسے وسوسے ڈالتا ہے؟ شیطان نے کہاں سے وسوسہ والی گفتگو کی؟ تنبیہ،

فائدہ، اعتراض، جواب، انبیاء کرام گناہوں سے پاک ہیں، آدم وحوا علیہما السلام کا زمین پر تشریف لانا، آدم علیہ السلام جنت سے کیا لائے؟ آدم علیہ السلام کا ذریعہ معاش، فائدہ، آدم علیہ السلام کی توبہ، آدم علیہ السلام کو توبہ کب قبول ہوئی؟ فائدہ، تنبیہ، توبہ کس دن قبول ہوئی؟ آدم اور حوا علیہما السلام کی ملاقات، آدم علیہ السلام کی اولاد کے حق میں دعا، آدم علیہ السلام کی اولاد، تنبیہ، آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا جھگڑا، آدم علیہ السلام نے نیاز کا مشورہ دیا، آخر کار قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا، قتل کے بعد قابیل کی دنیا میں ذلت، قابیل کا اخروی عذاب، بیٹے کے قتل پر آدم علیہ السلام کا غم، قتل کے بعد قابیل کی پریشانی، لاش چھپانے میں کوے کی معاونت، کوے نے کیسے معاونت کی؟ تنبیہ، آدم علیہ السلام کی وفات، آدم علیہ السلام کی تجہیز وتکفین فرشتوں نے کی، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام کا نسب، حضرت نوح علیہ السلام کا نسب، حضرت نوح علیہ السلام کا نسب، حضرت نوح علیہ السلام کا نسب، حضرت ادریس علیہ السلام کی ایجادات، ادریس علیہ السلام کا آسمانوں پر اٹھایا جانا، دوسرا معنی، تنبیہہ، حضرت نوح علیہ السلام، نوح علیہ السلام نے قوم کو کیا تبلیغ کی؟ نوح علیہ السلام کی تبلیغ کا قوم پر کیا اثر ہوا؟ نوح علیہ السلام نے تبلیغ کا ہر طریقہ آزمایا، قوم کے کتنے لوگ ایمان لائے، قوم نوح کے ایمان نہ لانے کی وجوہ، حضرت نوح علیہ السلام کا جواب، نوح علیہ السلام کی قوم پر ابتدائی وبال، اللہ کے نبی کی شفقت، فائدہ، قوم نے نوح علیہ السلام کو کیا القاب دیئے، نوح علیہ السلام کو قوم کی دھمکیاں اور سختیاں، نوح علیہ السلام کی دعا، قوم کی ہلاکت کی دعا آپ نے کیوں کی؟ رب تعالیٰ نے کشتی بنانے کا حکم دے دیا، کشتی کی ڈیزائن اللہ تعالیٰ کی وحی اور جبرئیل کی معاونت، کشتی کیسی تھی؟ کشتی میں سوار ہونے والوں کی تعداد، کشتی کو دیکھ کر قوم کا مزاح کرنا، طوفان کا آغاز تنور سے ہوا، کشتی پر سوار ہونے اور دعا پڑھنے کا حکم، کتنا عظیم طوفان تھا؟ کشتی کا چلنا اور منزل پر پہنچنا، فائدہ، نوح علیہ السلام کی بیٹے کے حق میں التجاء، تنبیہ، نوح علیہ السلام کی ایک زوجہ بھی غرق ہوگئی، تنبیہ، طوفان کی انتہا، کشتی جودی پہاڑ پر کیوں رکی؟ ابراہیم واسماعیل واسحاق علیہم السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نسب، تنبیہ، ابراہیمؑ کا مختصر واقعہ اور آزر کے چچا ہونے پر شاندار دلیل، ابراہیمؑ کو زمین وآسمان کی ملکوت کا مشاہدہ کرایا گیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے بت پرستوں کا رد فرمایا، ابراہیم علیہ السلام کا بتوں کو توڑنا، اعتراض، جواب، تشریح حدیث، پہلا ارشاد گرامی ''انی سقیم'' دوسرا ارشاد گرامی ''بل فعلہ کبیرہم''، پہلی وجہ، دوسری وجہ، تیسری وجہ، چوتھی وجہ، پانچویں وجہ، چھٹی وجہ، ساتویں وجہ، انبیاء کرام کو جھوٹا کہنیسے

رادیوں کو جھوٹا کہنا بہتر ہے، آپ کا تیسرا ارشاد، بتوں کو توڑنے پر ابراہیم علیہ السلام کو سزا، ابراہیم کو آگ میں ڈالے جانے کا واقعہ، آگ میں ڈالنے کا مشورہ دینے والا، وہ کیسی آگ تھی؟ آگ میں ڈالنے کے لئے شیطان کی رہنمائی، زمین وآسمان کی مخلوق کی فریاد، فرشتوں نے امداد کرنے کی اجازت طلب کی، ابراہیم علیہے السلام کا اللہ تعالیٰ پر توکل، چھپکلی کا آگ کو پھونکیں دینا، ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں عجیب منظر، ابراہیم علیہ السلام آگ میں کتنے دن رہے؟ نمرود کا ابراہیم علیہ السلام کو باغ میں دیکھنا، نمرود رب کی قدرت کا اقرار کرنے کے باوجود گمراہ رہا، ابراہیم علیہ السلام کا نمرود سے مناظرہ، تمام دوئے زمین کے چار بادشاہ، نمرود سے مناظرہ کب ہوا؟ ابراہیم علیہ السلام کی رب کے متعلق دلیل، ریت غلہ بن گئی، نمرود ایک مرتبہ پھر ایمان لانے سے محروم، نمرود اور اس کی قوم کا انجام، ابراہیم علیہ السلام نے مردوں کو زندہ ہوتے دیکھنا چاہا، مردوں کو زندہ کرنے کا سوال کیوں کیا؟ پہلی وجہ، دوسری وجہ، تیسری وجہ، چوتھی وجہ، اعتراض، جواب، مردے زندہ ہوتے ہوئے دکھا دیئے، تنبیہ، تمام جانداروں سے پرندوں کا انتخاب کیوں؟ چار کا حکم دینے کی وجہ؟ سب پرندوں میں سے چار کو خاص کرنے کی وجہ، حضرت ابراہیم علیہ اسلام کا ہجرت کرنا، فلسطین میں خوشحالی، حضرت سارہ کے مشورہ سے حضرت ہاجرہ سے نکاح، ابراہیم علیہ السلام کے بعد اسحاق علیہ السلام کی بشارت، اسحاق چھوٹے اور اسماعیل بڑے، اسماعیل، اسحاق، یعقوب علیہم السلام نبی ہوئے، ہاجرہ اور اسماعیل کو سرزمین حرم میں چھوڑنا، فائدہ، ابراہیم علیہ السلام کی قربانی، قربانی کے وقت اسماعیل علیہ السلام کی عمر، امتحان کی وجہ، تین دن ابراہیم کا خواب دیکھنا، صرف خواب دیکھنے سے ذبح پر عمل کیوں؟ انبیاء کرام کے خواب تین قسم، بیٹے سے مشورہ کرنے کی وجہ، ابراہیم علیہ السلام سے شیطان کی ناکامی، اسماعیل کا ابراہیم کو مشورہ دینا، دو بیٹوں میں سے قربانی کس کی؟ خانہ کعبہ کی تاریخ، آدم کی تعمیر، ابراہیم علیہ السلام کا تعمیر کرنا، ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کے بعد، قریش کی تعمیر، عبداللہ ابن زبیرؓ کی تعمیر، کعبہ کی موجودہ تعمیر، مقام ابراہیم وحجر اسود، مقام ابراہیم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام، تین مرتبہ کھڑے ہوئے، حضرت لوط علیہ السلام، یہ معانی نبی کی شان کے منافی ہیں، تنبیہ، لوط علیہ السلام نے قوم کو عبادت کی دعوت نہیں دی، آپ نے قوم کو کہا، لوط علیہ السلام کے قوم کی خرابیاں، مسواک کون سے مواقع میں مستحب ہے، مسواک کے متعلق ارشادات مصطفوی، مسواک کے مستحب اوقات، لوط علیہ السلام کی زوجہ، عذاب والے فرشتوں کا آنا، اعتراض جواب، ابراہیم علیہ السلام کا فرشتوں سے مجادلہ، فرشتوں کا لوط علیہ السلام کے

پاس آنا، پناہ طلب کرنے کا مطلب، فرشتوں کا لوط علیہ السلام کے پاس آنا، پناہ طلب کرنے کا مطلب، فرشتوں کا جواب اور قوم لوط پر عذاب، لوط علیہ السلام کا رات کو نکل جانا، تنبیہ، الانتباہ، پہلی وجہ، دوسری وجہ، تیسری وجہ، یعقوب و یوسف علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام کے بیٹے، یوسف علیہ السلام کا خواب دیکھنا، آپ کے خواب کی تعبیر، فائدہ، خواب بیان کرنے سے منع کرنا، یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا حسد، اعتراض، جواب، دو بیٹوں سے زیادہ محبت کیوں؟ بھائیوں نے راہ سے ہٹانے کی ٹھان لی، ایک بھائی قتل کرنے سے منع کرتا تھا، جنگل میں لے جانے کے لئے بھائیوں کا حیلہ، بھائیوں کا یوسف کو تیار کرنا، بھائیوں کے مظالم، یوسف علیہ السلام کا کنوئیں میں حال، بیٹے روتے ہوئے واپس لوٹے، اعتراض، جواب، تنبیہ، یوسف علیہ السلام کا کنوئیں سے باہر آنا، حسن یوسف، بھائیوں کا یوسف کو کھوٹے سکوں سے بیچنا، یوسف کا بھائیوں کو الوداعی سلام، یوسف علیہ السلام کا والدہ کی قبر پر رونا، یوسف علیہ السلام کو تھپڑ مارنے پر قہر خداوندی، یوسف علیہ السلام کا بازار مصر میں سودا، یوسف علیہ السلام ناز و نعمت میں، تین شخصیات کی فراست، یوسف علیہ السلام ایک مرتبہ پھر امتحان میں، خدارا اپنی عاقبت برباد نہ کیجئے! عورت کی گواہی، گواہ کی گواہی، اللہ کی گواہی، پہلی وجہ، دوسری وجہ، تیسری وجہ، چوتھی وجہ، ابلیس کا اقرار، علامہ رازی رحمتہ اللہ علیہ کی فیصلہ کن بات، یوسف علیہ السلام پر عورت کا الزام، عورت نے ظاہر طور پر برائی کو آپ کی طرف منسوب نہیں کیا، یوسف کی پاکدامنی پر دلالت کرنے والی علامات، یوسف علیہ السلام کے بری ہونے پر گواہی، عزیز مصر کی عورت پر مصر کی عورتوں کا طعنہ، عزیز کی زوجہ کا عذر عجیب انداز میں، دوسری وجہ، تیسری وجہ، یوسف کو دیکھ کر عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے، ہاتھ کاٹنے کی وجہ جمال یوسف پر فریفتہ ہونا، ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے بھی زیادہ حسین، یوسف علیہ السلام کا قید خانہ کی دعا کرنا، دو قیدیوں کا خواب کی تعبیر پوچھنا، یوسف علیہ السلام کا تعبیر کرنا، یوسفؑ کا بادشاہ کے پاس ذکر کرنے کے متعلق کہنا، مقربین کے لئے قوانین ہی اور ہیں، بادشاہ کو خواب آنا، بادشاہ کے خواب کی تعبیر، بادشاہ کا بلانا اور آپ کا انکار، فائدہ، قید خانہ سے نکل کر وزیر خزانہ اور وزیر اعظم، مسائل، مسئلہ، مسئلہ، مسئلہ، یوسف علیہ السلام کی تاجپوشی، آپ کی حکومت کے اثرات، عزیز مصر کی زوجہ کی مراد کا پورا ہونا، تنبیہ، غلہ لینے کے لئے آپ کے بھائیوں کا جانا، یوسف نے بھائیوں کی رقم واپس کردی، چھوٹے بھائی کو ساتھ لیجانے کی باپ کے حضور درخواست، یعقوب علیہ السلام کی احتیاطی تدابیر، فائدہ، تنبیہ، بنیامین کی یوسف سے ملاقات، بنیامین کو پاس

رکھنے کا حیلہ پریشانی میں بھائیوں کا کلام، یوسف علیہ السلام پر چوری کا الزام کیسے؟ بنیامین کی بازیابی کی درخواست مسترد، بڑے بھائی کا مصر میں رہنا، اور دوسروں کو واپس بھیجنا، حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا، یعقوب کے رونے کی عجیب حکمت، بیٹوں نے آپ کی پریشانی کو دیکھ کر کہا، یوسف اور بنیامین کی تلاش کے لئے بیٹوں کو بھیجنا، یوسف علیہ السلام نے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا، بھائیوں کی معذرت اور آپ کا معاف کرنا، فائدہ، قمیص کی روانگی اور یعقوب کو خوشبو آنا، بیٹوں کا آپ سے معافی طلب کرنا، یعقوب اور آپ کے خاندان کی مصر میں آمد، فائدہ، یوسف علیہ السلام کے خواب کا پورا ہونا، اعتراض، جواب، یوسف نے بھائیوں کا کتنا خیال رکھا، اپنے والد مکرم کو شاہی مقامات دکھائے، یعقوب علیہ السلام کی وفات اور قبر، یوسف علیہ السلام کی وفات، یوسف علیہ السلام کی قبر، یوسف علیہ السلام کی اولاد، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام کی آمد و رفت، حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو کیا تبلیغ فرمائی؟ قوم عاد کی طاقت اور ان کے کام، لوگوں کے ساتھ تمسخر کے لئے بلند نشان بناتے، رہنے کے لئے مضبوط محل بناتے، دوسرے لوگوں پر ظلم کرتے تھے، فائدہ، ڈنڈے سے مارنا ناجائز ہے، ہود علیہ السلام کی قوم کے جوابات، نکتہ، ہود علیہ السلام کا قوم کو چیلنج، ہود علیہ السلام نے قوم کو عذاب سے ڈرایا، عذاب کا خوف دلانے پر قوم کا جواب، قوم نے عذاب کو رحمت سمجھا، قوم عاد پر عذاب کیا آیا، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو فرمایا، دنیا میں تم کو ہمیشہ نہیں رہنا، آپ کی تبلیغ سے دو فریق بن گئے، قوم نے آپ کو کیا جواب دیا۔ آپ نے قوم کو جواب دیا، قوم نے صالح سے معجزہ طلب کیا، مختصر واقعہ قوم ثمود، اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں، عذاب سے پہلے تین دن، سب کی رضا مندی سے ایک شخص نے کوچیں کاٹیں، صالح علیہ السلام کو شہید کرنے کا منصوبہ، قوم ثمود کے کفار پر عذاب الٰہی صالح علیہ السلام اور آپ کے ساتھ ایمان لانے والوں کو نجات، حضرت ایوب علیہ السلام، حلیہ مبارک، آپ کے اوصاف، مال و دولت کی فراوانی، آزمائش سے پہلے اولاد، فرشتوں میں آپ کی بلندی شان کا چرچا، آزمائش کی گھڑیاں، مشکل کا ساتھی، ایوب علیہ السلام کا بے مثال صبر، زوجہ کی غلطی پر ناراضگی کا اظہار، آزمائش کا وقت ختم ہوتا ہے، چشمۂ شفا، مال و اولاد واپس مل گئے، زوجہ کی مشکل رب نے آسان کر دی، تنبیہ، ذوالکفل ویسع علیہ السلام، حضرت زوالکفل علیہ السلام، حضرت یسع علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت الیاس اور حضرت خضر علیہ السلام کی ہر سال ملاقات، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور الیاس علیہ السلام کی ملاقات، آپ نے قوم کو کہا، قوم الیاس کا بت، شہر

بعلبک ،تنبیہ،حضرت یونس علیہ السلام،قوم یونس کی توبہ کی قبولیت کا دن،اعتراض، جواب، یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں، چند قرآنی الفاظ مبارکہ کی ضروری تشریح، دعا نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے، مچھلی کے پیٹ میں آپ کی دعا، فائدہ، مچھلی کے پیٹ سے باہر آنا، مچھلی کے پیٹ سے باہر آ کر، داؤد وسلیمان علیہ السلام، داؤد علیہ السلام کی عبادت، داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کی نبوت کا ذکر، حضرت داؤد علیہ السلام کی بادشاہت کا ذکر، فائدہ، پہاڑ اور پرندے حضرت داؤد علیہ السلام کے تابع، فائدہ، تنبیہ، اشراق یا چاشت کی رکعات، آپ کی بادشاہی کا دبدبہ اور اثر خطاب، پر اثر خطاب فیصل، لوہے کا آپ کے ہاتھ میں نرم ہو جانا، انبیاء کرام کا مقام بہت بلند ہے۔ داؤد علیہ السلام کا اصل واقعہ، نتیجہ واضح ہوا، داؤد علیہ السلام کی خلافت اور عدل وانصاف کا حکم، داؤد علیہ السلام کے جانشین سلیمان علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام پرندوں کی بولیاں سمجھتے، ''ہوا'' حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع تھی، سلیمان علیہ السلام کے لئے تانبے کا چشمہ، سلیمان علیہ السلام کا لشکر، سلیمان علیہ السلام کے تخت کے متعلق غیر معتبر قصے، غیر معتبر قصہ۔۱، غیر معتبر قصہ۔۲، غیر معتبر قصہ۔ ۳، غیر معتبر قصہ۔۴، سلیمان علیہ السلام کا چیونٹی کا کلام سن کر مسکرانا، فائدہ، چیونٹی کے کلام میں حکمت، انسان چیونٹی سے کم عقل کیوں؟ چیونٹیوں کی سمجھداری' تنبیہ، ہدہد کا لشکر سے غائب ہونا اور تخت بلقیس کی خبر لانا، فائدہ، ہدہد کی واپسی، ہدہد تاخیر کی وجہ بیان کرتا ہے، سلیمان علیہ السلام پر مخفی کیوں؟ سبا شہر کے متعلق، بلقیس اور اس کی قوم کا مذہب، فائدہ، ہدہد کی بات کی تحقیق، بلقیس کی طرف سلیمان علیہ السلام کا خط، بلقیس نے خط کو عزت والا کہا، انبیاء کرام کے خطوط کے مضامین، اعتراض، جواب، بلقیس کا خط کے متعلق مشورہ، بلقیس کا جنگ کو ناپسند کرنا، ہدیہ بھیجنے کی وجہ، ہدیہ کو دیکھ کر سلیمان علیہ السلام کا جواب، ہدیہ لانے والے قاصد کو آپ نے کہا، سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کا تخت منگوانا، تخت کی طلب میں حکمت، اللہ کے ولی کی طاقت جن سے زیادہ، اللہ تعالیٰ کے ولی نے کہا، امتحان کبھی مصیبت سے اور کبھی آسائش سے لیا جاتا ہے، شکر کرنے میں انسان کا اپنا بھلا، تخت لانے والا کون تھا، تنبیہ، بلقیس، سلیمان علیہ اسلام کے دربار میں، اتنی عقلمند عورت سورج پرست کیوں رہی؟ بلقیس کا چمکدار فرش کو پانی سمجھنا، تنبیہ، غیر یقینی واقعات، گزشتہ سے پیوستہ، رب کی یاد کے لئے گھوڑوں سے محبت، ایک مشہور لیکن غیر معتبر واقعہ، سلیمان علیہ السلام کا ''انشاء اللہ' کہنا بھول جانا، سلیمان علیہ السلام کے حق میں یہود کی گستاخی، سلیمان علیہ السلام کی دعا، سلیمان علیہ السلام کے فیصلے، دو عورتوں کے جھگڑے میں فیصلہ،

وضاحت حدیث، دیوآپ کے تابع، سلیمان علیہ السلام کی وفات، موت العالم موت العالم، حضرت حزقیل علیہ السلام، فائدہ، حضرت اشموئیل علیہ السلام، بادشاہ کے لئے طالوت کا انتخاب، علم اور طاقت بادشاہت کے اسباب کیوں؟ عورت اور بادشاہت، طالوت کی بادشاہت پر تابوت کا بطور نشانی آنا، فائدہ، قوم کی آزمائش، قوم کو آزمانے کی وجہ، داؤد علیہ السلام کا جالوت کو قتل کرنا، حضرت عزیز علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، شعیب علیہ السلام کی مدین کو تبلیغ، شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہا، حلال مال میں ہی بھلائی ہے، قوم کا بطور طنز جواب، آپ نے کہا میں جو کہتا ہوں وہی کرتا ہوں، نبی کی مخالفت عذاب کا سبب، قوم کے جوابات، قوم کی حماقت پر تعجب، متکبر سرداروں نے کہا، نبی دھمکیوں سے نہیں ڈرتا، فیصلہ کن بات، اللہ تعالیٰ کے عذاب کا آنا اور مدین کی تباہی، شعیب علیہ السلام اور اصحاب ایکہ، حضرت موسیٰ و ہارون علیہ السلام، نبی اسرائیل، موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، ''سامری'' کا نام بھی موسیٰ تھا، فرعون، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے، بنی اسرائیل کے بچوں کو ذبح کرنا، موسیٰ علیہ اسلام کی پیدائش، والدہ اور بہن کی بے قراری، تنبیہ، پرورش آپ کی ماں کے ذمہ، موسیٰ علیہ السلام کا قبطی کو گھونسا مارنا، شیطان کی طرف قتل کو منسوب کرنے کی وجہ، قتل کا راز ظاہر ہونا، ایک مخبر نے موسیٰ کو بتادیا، موسیٰ علیہ السلام کا ''مدین'' کی طرف ہجرت کرنا موسیٰ علیہ السلام مدین کے کنویں پر، شعیب علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کو طلب کرنا، شعیب علیہ السلام کو بیٹی کا مشورہ، شعیب علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام کو شادی کی پیشکش، مدت کی تکمیل کے بعد مصر واپسی، تنبیہ، رب تعالیٰ کے موسیٰ علیہ السلام کو ارشادات، فائدہ، موسیٰ علیہ السلام کو معجزات عطا ہونا، فائدہ، نکتہ، فرعون کو تبلیغ کا حکم، موسیٰ کی دعا، فائدہ، دونوں بھائیوں کو حکم دیا، فرعون کا موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنا، موسیٰ علیہ السلام نے رب کے حکم سے کہا، فرعون کی دھمکی، موسیٰ نے کہا میں معجزات لے کر آیا ہوں، فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو مقابلہ کے لئے کہا، جادوگروں کا آجانا، موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کا مقابلہ فائدہ، فائدہ جلیل، تنبیہ، نتیجہ حاصل ہوا، فرعون کی جادوگروں کو دھمکی، نومسلموں کا فرعون کو جواب، فرعون کو قوم کے سرداروں کا ڈرانا، بنی اسرائیل کا ڈرنا اور موسیٰ علیہ السلام کا تسلی دینا، فرعون کی قوم کا مشورہ، فرعون کا شیخی مارنا، موسیٰ علیہ السلام کا جواب، ایمان چھپانے والے شخص نے کہا، فرعون اور اس کی قوم قحط سالی میں مبتلا، مختلف قسم کے عذاب، بنی اسرائیل ک مصر سے لے جانے کا حکم، صبح ہونے پر فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کی طرف روانگی، موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں عصا مارنے کا حکم، فرعون کا

غرق ہونے پر ایمان لانا اور قبول نہ ہونا، بنی اسرائیل کی ناشکری، تورات لینے کے لئے موسیٰ علیہ السلام کا طور پر جانا، رب تعالیٰ کے دیدار کی تمنا، قوم نے بچھڑے کی پوجا شروع کردی، بچھڑے کے بولنے کی وجہ، گھوڑی کے قدموں کے نشانات سے مٹی لینا، واپسی پر موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کی سرزنش کی، سامری کی سزا، فائدہ، بنی اسرائیل کو توبہ کا حکم، بنی اسرائیل کی پشیمانی کے بعد بھی کج روی، قوم کا احکام خداوندی ماننے سے انکار، عمالقہ سے جہاد کا حکم اور بنی اسرائیل کی روگردانی، بنی اسرائیل کی سرکشی کے باوجود ان پر انعامات، پتھر سے پانی نکالنا، میدان تیہ سے نجات اور ان کی سرکشی، من وسلویٰ سے اعراض اور ذلت کا تسلط، گائے کے گوشت سے مقتول کو زندہ کرنے کا واقعہ، بہت بھاری قیمت سے گائے حاصل کی، گائے کے ذبح کرنے میں حکمت، قوم موسیٰ علیہ السلام میں قارون قارون کا زمین میں دھنس جانا، موسیٰ علیہ السلام کو قوم کی ایذاء سے بری کرنا، موسیٰ علیہ السلام اور حضرت علیہ السلام کی ملاقات، فائدہ، مچھلی زندہ ہونے کی جگہ لوٹنا، خضر علیہ السلام نے شرط عائد کردی، خضر علیہ السلام کا کشتی توڑنا، خضر علیہ السلام نے ایک بچے کو قتل کردیا۔ خضر علیہ السلام نے دیوار کو سیدھا کردیا۔ کاش کہ موسیٰ صبر کرتے، خضر علیہ السلام اپنے کاموں کی وضاحت کرتے ہیں۔ فائدہ، حضر علیہ السلام نبی تھے یا ولی؟ آپ کو نبی ماننے والوں کے دلائل، کیا خضر علیہ السلام زندہ ہیں؟ فوائد، موسیٰ علیہ السلام کا انتقال، فائدہ، تنبیہ، فائدہ جلیلہ، موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز ادا کرنا، تذکرہ اسلاف کرام، آہ میرے والد مرحوم کے چچازاد بھائی، زکریا و عیسیٰ و یحییٰ علیہم السلام، عیسیٰ علیہ السلام نانی کا نذر ماننا، اعتراض، جواب، بچی پیدا ہونے پر حسرت، مریم علیٰ انبھا وعلیہ السلام کے کفیل زکریا علیہ السلام، اولاد کے لئے زکریا علیہ السلام کی دعا، زکریا علیہ السلام کا مخفی دعا کرنا، بچوں کی تمنا کیوں، زکریا علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت، یحییٰ علیہ السلام کا نام اللہ تعالیٰ نے خود رکھا، اپ کا نام یحییٰ علیہ السلام کیوں رکھا؟ زکریا علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت پر تعجب ہوا، نشانی طلب کرنے کی وجہ، یحییٰ علیہ السلام کا منصب نبوت پر فائز ہونا، یحییٰ علیہ السلام پر رب تعالیٰ کے انعامات، فائدہ، یحییٰ علیہ السلام کی شہادت، زکریا علیہ السلام کو بھی شہید کردیا گیا، حضرت مریم علی انبا وعلیہا السلام کی فضیلت، اعتراض، جواب، مریم علی ابنھا وعلیہا السلام کے پاس جبرائیل علیہ السلام کا آنا، حضرت مریم علی ابنھا وعلیہا السلام کا خوب، جبرئیل علیہ السلام کا تسلی دینا، فائدہ، حضرت مریم علی ابنھا وعلیہا السلام کی حیرت اور بڑھ گئی، جبرئیل علیہ السلام کا جواب، فائدہ، عیسیٰ علیہ السلام شکم مادری میں، دردِزہ کے وقت پریشانی میں اضافہ، کھانے

پینے کا انتظام اور مزید تسلی، واپسی پر لوگوں کی طعنہ زنی، حضرت مریم نے اشارہ بچے کی طرف کر دیا، علمی نکتہ، عیسیٰ علیہ السلام کا بچپن میں کلام کرنا، تنبیہ، عیسیٰ علیہ السلام کے القاب، آپ کو ''کلمہ'' کیوں کہا گیا؟ تنبیہ، فائدہ، آپ کو ''مسیح'' کیوں کہا گیا؟ تنبیہ، فائدہ، آپ کو وجیہ کیوں کہا گیا؟ آپ مقربین سے ہیں، مہد اور کہولیت میں آپ کو متکلم بنایا، آپ کا صالحین سے ہونا، عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ''روح'' ''روح قدس'' سے آپ کی امداد کی گئی، آپ کو کتاب وحکمت عطا کی گئیں، عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات، پرندے بنانا، مادر زاد اندھے اور برص والے کو شفا دینا، فائدہ، مردوں کو زندہ کرنا، عیسیٰ کو علوم غیبیہ عطا کئے گئے، تنبیہ، حواریین کا ایمان لانا، حواریین کون تھے؟ حواریین کا آسمانی طعام طلب کرنا، فائدہ، عیسیٰ علیہ السلام کی مائدہ کے لئے دعا، فائدہ، ارشاد باری تعالیٰ بجواب عیسیٰ علیہ السلام، یہودیوں کی سازش، تنبیہ، ایمان والوں سے عیسیٰ کا امداد طلب کرنا، عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا واقعہ، حیات عیسیٰ علیہ السلام پر دلائل، پہلی وجہ، دوسری وجہ، تیسری وجہ، چوتھی وجہ، پانچویں وجہ، چھٹی وجہ، آہ رحمت وشفقت سے محرومی، ساتویں وجہ، آٹھویں وجہ، اعتراض، جواب، نویں وجہ، دوسری تاویل، توضیح مقام، احادیث مبارکہ، مقام توجہ، حیات عیسیٰ کا ثبوت ائمہ کرام سے، معجزات وحیات عیسیٰ پر اعتراض وجوابات، پہلا اعتراض، جواب، دوسرا اعتراض، جواب، دوسرا اعتراض، جواب، تیسرا اعتراض، جواب، چوتھا اعتراض، جواب، پانچواں اعتراض، جواب، چھٹا اعتراض، جواب، تنبیہ، ساتواں اعتراض، جواب اول، جواب دوم، جواب سوم، جھوٹوں کی کہاوتیں، آٹھواں اعتراض، جواب، نواں اعتراض، جواب، دسواں اعتراض، جواب، دسواں اعتراض، جواب، گیارھویں اعتراض، جواب، بارہواں اعتراض، جواب، تیرہواں اعتراض، جواب، چودھواں اعتراض، جواب، پندرہواں اعتراض، جواب، سولھواں اعتراض، جواب، عقیدۂ ختم نبوت، ختم نبوت کا عقیدہ، ختم نبوت کے عقلی دلائل، اب ذرا عملی دنیا میں مرزا صاحب کی آمد کا جائزہ لیجئے، عیسیٰ کے متعلق باطل نظریات، فائدہ، تثلیث کے قائلین، ملکانیہ فرقہ کا قول، نسطور حکیم کا قول، بعض نسطوریہ کا قول، نسطوریہ میں سے ایک اور فرقہ، یعقوبیہ فرقہ، یعقوبیہ میں بعض نے کہا، بعض اور نے کہا، ان میں سے کچھ اور نے کہا، کچھ دوسرے حضرات نے کہا، بعض نے یوں کہا، اللہ تعالیٰ نے باطل فرقوں کا رد فرمایا، سرسید احمد خاں کا باطل نظریہ، عیسائیوں کا من گھڑت عقیدہ، رب تعالیٰ کے استفسار پر عیسیٰ علیہ السلام کا جواب، اعتراض، جواب، فائدہ، عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق صحیح عقیدہ، سید الانس والجان، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم،

تخلیق اول نور محمدی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور و بشر ہونا، نبی کریمؐ کی نورانیت کا ثبوت قرآن پاک سے، تنبیہ، اعتراض، جواب، تنبیہ، عوام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف بشر نہ کہیں، توضیح، خلاصہ کلام، امتناع نظیر، مقدمات، خلاصہ کلام، حقیقت محمدیہؐ موجودات عالم میں جاری وساری ہے، حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پاک نسلوں سے تشریف لائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری، پیر کے دنکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق، نور منتقل ہونے کے بعد بھی اثر انداز رہا، نور سے شام کے محلات روشن ہوگئے، نبی کریمؐ کی پیر اور ربیع الاول کی پیدائش میں حکمت، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کا اظہار، محافل میلاد میں علماء وصلحاء کی شرکت، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی ولادت کا تذکرہ کیا، اس دن کی فضلت کی وجہ سے سارا مہینہ ہی فضیلت والا ہے، اعتراض جواب، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف، والدہ کا نسب، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکلوتے تھے، آپ کے والدین کی ایک جگہ قبریں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا، صرف دو چچا نے اسلام کو قبول کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دادیاں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نانیاں، رضاعی والدہ، پرورش کرنے والی، آپ کے رضاعی بہن بھائی، آپ کی آزواج مطہرات، آپ کی اولاد مطہرہ، تنبیہ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام سے افضل، فائدہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے خزانے تقسیم کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام مغطہ قبر سے محفوظ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر ایمان نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شیطان سے محفوظ نبی کریمؐ کی آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے، حضور ختنہ شدہ پیدا ہوئے، نبی کریمؐ کو چار ہزار افراد کی طاقت دی جائے گی، وضو سے گرے ہوئے پانی میں شفا تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز قضا ہونے میں حکمت، اعتراض، جواب، مسجد نبوی میں نماز ادا کرنا، فائدہ، نبی کریمؐ کی قبر انور کا مقام عرش اعلیٰ سے بلند، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورت اور بلند آواز، رب تعالیٰ کے تمام خزانے نبی کریمؐ کے پاس، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم درود کا جواب دیتے ہیں، درود پاک ذکر خدا بھی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھولنے میں حکمت، نبی کریمؐ کو بیٹھ کر نماز پڑھنے پر ثواب مکمل ملتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن، قرآن کو خلق کیوں کہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی حاصل ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کیآل پر صدقہ کا حکم، فرض اور نفلی صدقہ میں فرق کیوں؟ فائدہ، ملک بدلنے سے صدقہ ہدیہ بن جاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کی

ایک جھلک، تم میں سے میری مثل کون ہوسکتا ہے؟ انبیاء کرام علیہ السلام احتلام سے محفوظ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کرنے کی وجہ، حضورؐ کے ہجرت سے پہلے کئی حج اور ہجرت کے بعد ایک، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہار عجز، نبی کی عبودیت رسالت و نبوت سے افضل ہے، تنبیہ، گنہگاروں کے لئے حضور کی شفاعت، تمام خزانوں کی چابیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئیں، زمین کے مشارق و مغارب کھائے گئے آپ متمم اخلاق ہیں، نبی کریمؐ کے ہاتھ ریشم سے نرم اور عطر سے زیادہ خوشبودار، آپ کا پسینہ خوشبودار اور باعث برکت، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ زیادہ آتا تھا، پسینہ کی خوشبو سے پتہ چلتا کہ آپ یہاں سے گذرے ہیں، نبی کریمؐ کے ہاتھ مبارک سے برکت اور شفاء حاصل کرنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عجز و انکساری عبودیت کو پسند فرمایا ملوکیت کو نہیں، ابتداء وحی، آپ کے پاس فرشتے کی آمد، گھر آ کر کمبل اوڑھانے کا مطالبہ الغرض، حضرت خدیجہ کا جواباً عرض کرنا، حضرت خدیجہ کا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے جانا، نبی کریمؐ کے سر جھکانے پر صحابہ کرام نے اپنے سر جھکا لئے، رسول اللہؐ کے ہاتھوں قتل ہونے والا بد بخت، آپ کی انگلیوں سے نکلا ہوا پانی زمزم اور کوثر سے افضل ہے، فائدہ، آپ نے چاند کے دو ٹکڑے فرمائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو درخت اور پتھر سلام کہتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور ابوجہل کی ذلت، معراج کی رات جبرئیل آپ کو انبیاء کرام کا تعارف کیوں کرا رہے تھے، حضور کا معراج جاگتے ہوئے تھا، غلطی کی وجہ، روح کی چار قسمیں، پہلی قسم، دوسری قسم، تیسری قسم، چوتھی قسم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار الٰہی سے مشرف ہونا، نبی کریم کو ما کان و ما یکون کا علم دیا گیا، علم غیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے، عطائی غیب قرآن پاک سے ثابت ہے، اعتراض، جواب، اعتراض، جواب، علم غیب ذاتی صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ تنبیہ، قرآن پاک میں کوئی اختلاف نہیں، آیت مذکورہ کوئی تفسیر غور و فکر سے کی جائے، ذاتی غیب کی نفی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیب قدیم اور غیر محدود ہے، حضور کا علم غیب حادث محدود اور عطائی ہے، نبی کریمؐ کے علم کی وسعت صرف رب جانتا ہے، اس حدیث پر کوئی اعتراض نہیں کرسکتا۔ نور و ایمان کے بغیر انسان بھٹکتا ہی رہتا ہے۔ مفسرین نے اس آیت کا مفہوم یہی بیان کیا، فساد پھیلانے والوں کو خدا کے حضور جوابدہ ہونا پڑے گا، نبی کریمؐ کے شعر کو شعیر کہنا کفر ہے، کفار ڈرتے ہوئے آپ پر عیب لگاتے، شان نزول، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں وہ لفظ استعمال کرنا منع ہے جس سے کافر غلط معنی لے سکتے ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر، صحابہ کرام کا ادب، صحابہ کرام اور اہل بیت کی تعظیم نبی

کریمؐ کی عظیم ہے۔ خدا چاہتا ہے رضائے محمد، اس حدیث سے حاصل ہونے والے فوائد، نبی کریمؐ کی جائے نماز سے تبرک حاصل کرنا، حدیث سے حاصل ہونے والے فوائد، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار سے تبرک حاصل کرنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مریض کی عیادت کرنا، فوائد، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تکبر کی سزا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بچوں کو گھٹی ڈلوانا، حدیث پاک سے حاصل ہونے والے فوائد، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہار کا گم ہونا، تنبیہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بدر میں کفار کے قتل ہو کر گرنے کی جگہ نشان لگانا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بدر کے مقتولوں سے کلام کرنا، مختصر حالات از مدارج النبوت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے فرض، آپ کی دعوت پر پہلے اسلام لانے والے، دعوت وتبلیغ، حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا ایمان لانا، قریش کا عہد نامہ اور حضورؐ کا شعب ابی طالب میں مقید ہونا، ابو طالب کی وفات، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات، طائف میں تبلیغ، جنات کی بیعت، مدینہ منورہ سے انصار کی آمد، معراج اور نماز، دوسرے سال مدینہ سے اور حضرات کا آنا، حضورؐ کو مدینہ طیبہ کی دعوت اور آپ کا جواب، صحابہ کرام کی مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو انتظار کرنے کا حکم، حضور صلیا اللہ علیہ وسلم کے متعلق کفار کا مشورہ، سید الانبیاءؐ کی ہجرت، کفار کی ذلت، شان صدیق وحیدر رضی اللہ عنہما، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امتحان میں کامیابی، سراقہ کا زمین میں دھنس جانا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جذبہ محبت، قدرت باری تعالیٰ غار ثور پر کفار کی آمد اور مایوسی، کلام الملوک اور ملوک الکلام، سید الانبیاء وموسیٰ علیہما السلام کے کلام میں فرق، نکتہ، غار ثور سے مدینہ طیبہ کی طرف کوچ فرمانا، قیام کے لئے انصار کی خواہش اور حضورؐ کا رشاد، حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام نبی کریم صلی الہ علیہ وسلم کی علامت ووصال، وصال کی خبر، مرض کی ابتداء، شدت مرض، انبیاء کرام کو موت زندگی کا اختیار دیا گیا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رب تعالیٰ سے ملنے کی دعاء کرنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کا ابتدائی وقت، ابوبکر صدیق رضی الہ عنہ کو امامت کا حکم فرمانا، قبر کے سامنے سجدہ کرنے کی ممانعت، رحلت کی رات چراغ میں تیل نہیں تھا، انصار کے حق میں وصیت، مسواک کرنا، نماز فجر میں ملاحظہ فرمانا، ملک الموت کا اجازت طلب کرنا، حضرت فاطمۃ الزہراء کا اظہار غم، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بے قراری، غیر آواز سے اہل بیت کو مزید صبر کی تلقین، صحابہ کرام کا غم میں مبتلا ہونا، ابوبکر صدیق کی شدید غم میں ثابت قدمی، تنبیہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا ذکر، کفن دینے کی وصیت، حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین میں تاخیر، شیعہ کا اعتراض باطل، دفن کرنے کے لئے جگہ کا انتخاب، قبر کو لحد بنایا گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین، قبر میں امت کو یاد کرنا، نیک لوگوں کے قریب دفن کرنا بہتر ہے، فہرست مصادر و مراجع۔

قصص الانبیاء

قصص الانبیاء غلام نبی شاہ کی تصنیف ہے جس پر سنہ اشاعت موجود نہیں جس میں مخصوص انبیاء کرام کی سیرت کا بیان کیا گیا ہے صفحہ ۲ پر مصنف نے کتاب کے لکھنے کی وجہ تسمیہ اور ماخذ کو بیان کیا ہے۔ اقتباس ملاحظہ ہو:

> طبیعت آدمیوں کی قصہ اور کہانی پر بہت راغب ہے تو کتاب فارسی قصص لانبیاء کا کہ بہتر اس سے کوئی قصہ نہیں زبان ہندی سلیس میں ترجمہ کرنا ادنی نظر آیا کیونکہ جیسے خدائے تعالیٰ توفیق بخشے وہ انبیاؤں کے حال سے خوب واقف ہوکر فائدہ اٹھاوے اور راہِ ہدایت کی پکڑے اس لئے فقیر نے بعض احباب کے کہنے سے خدا کی توفیق اور اعانت پر نظر کر کے کمر سعی کی باندھ کر تفسیر اور حدیث اور اکثر کتب تاریخ چنانچہ روضۃ الاصفیاء معارج النبوہ تاریخ گذیدہ تاریخ اعثم کوفی و تاریخ حبیب السہ وغیرہ سے نکال کر کہیں کہیں فارسی میں قصص الانبیاء کی جو غلط الفاظ واقع ہوئے تھے بہت سی تحقیقات اور تصحیح کے ساتھ اس کو ترجمہ کیا اور نام اس کا خلاصۃ الانبیاء رکھا۔(۲۶)

اس اقتباس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے قرآنی تفاسیر اور احادیث سے استفادہ کیا ہے صرف تاریخ اور چند کتابوں سے فارسی قصص الانبیاء کا موازنہ کا ترجمہ نہیں کیا ہے لیکن مصنف نے قصص الانبیاء فارسی کے مصنف کا نام نہیں لکھا ہے۔

قصص الانبیاء میں مختلف مقامات پر احادیث بھی بیان کی گئیں ہیں لیکن ان کی مکمل سند نہیں بیان کی گئی اور نہ اس کتاب کا حوالہ دیا گیا جس سے یہ حدیث لی گئی ہے اور بہت سارے مقامات پر غلو سے کام لیا گیا ہے چونکہ مصنف نے پیش لفظ میں یہ اعتراف کیا ہے کہ طبعیت آدمیوں کی قصہ اور کہانی پر بہت راغب ہے ''اس کتاب میں واقعہ میں قصہ پن کو ملحوظ رکھنے کی غرض سے بہت سے مقامات پر سہو سرزد ہوا ہے مثلاً حضرت نوح کا قصہ جس میں عوج بن عنق کا حضرت نوحؑ کے دربار میں آنا بیان ہوا ہے اس کی تفصیل ملاحظہ ہو:

''حضرت نوح نے عوج بن عنق سے (کشتی بنانے کے لئے)
چار تختے نکال کر اول بنام حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اور دوسرا تختہ حضرت
عمرؓ تیسرا تختہ حضرت عثمان غنیؓ ار جوتھا تختہ حضرت علیؓ کے نام سے لگایا۔
ان چار تختوں کے لگانے سے کشتی تیار ہوگئی۔'' (۲۷)

حضرت نوحؑ اور حضرت محمد مصطفیٰؐ کے زمانے میں ہزار ہا سال کا فرق ہے نورِ محمدی کے جلوے انبیاء نے دیکھے ہیں جو معتبر روایات سے ثابت ہیں لیکن یہ بات غلو لئے ہوئے ہے کہ حضرت نوحؑ نے اپنی کشتی میں خلفاء راشدہ کے نام کے تختے لگائے تھے راقم الحروف کو کتب حدیث میں اس کی کوئی دلیل نہیں ملی اور عوج بن عنق کا ذکر میں بھی مبالغہ ہے کہ وہ ایک وقت میں بارہ ہزار دئیاں کھاتا تھا اور بعض کتب میں لکھا ہے کہ اس کی لمبائی تین سو پینتالیس گز لمبی تھی اور وہ آدمؑ کے زمانے سے لیکر موسیٰؑ کے زمانے تک زندہ رہا، لیکن حقیقت یہ ہیکہ حضور اقدسؐ نے فرمایا بیشک اللہ نے آدمؑ کو ساٹھ گز پر پیدا فرمایا پھر جب سے مخلوق گھٹتی چلی آرہی ہے۔ اس حدیث پاک سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آدمؑ کے بعد قد کا گھٹنا ثابت ہے بڑھنا نہیں۔ مصنف سے حضرت اسمٰعیلؑ کے واقعات میں بھی مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے۔ اس کتاب میں صرف مشہور پیغمبروں کی سیرت پر روشنی ڈالی گئی ہے لیکن آیات کو موقع کی مناسبت سے استعمال بھی کیا گیا ہے۔ مصنف نے عربی اقوال اور احادیث کا متن بھی شامل کیا لیکن ان کا ماخذ بیان نہیں کیا ہے قصص الانبیاء میں حسب ذیل واقعات ملتے ہیں ملاحظہ ہو:

بیان مصنف کا، آغاز قصہ۔ بیان پیدائش کائنات و نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا، قصہ عزازیل علیہ اللعنہ کا قصہ قبول توبہ آدام علیہ السلام کا، قصہ حضرت شیث علیہ السلام کا، قصہ حضرت ادریس علیہ السلام کا، ذکر حضرت

نوح علیہ السلام کا، قصہ حضرت ہود علیہ السلام کا، قصہ شداد کا، قصہ حضرت صالح علیہ السلام کا، قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا، بیان احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آتشکدے سے نکلنے کا، قصہ سکونت کرنا ابراہیم علیہ السلام کا شہر فلسطین میں، قصہ حضرت خلیلؑ اللہ کی مراجعت کے بیان میں، قصہ قربانی حضرتؑ اسمعیل علیہ السلام کا، قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کعبہ بنانے کا، ذکر حضرت لوط علیہ السلام کا، قصہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کا، قصہ حضرت اسحاق و یعقوب علیہما السلام کا، قصہ حضرت یوسف علیہ السلام کا، قصہ اصحاب کہفؑ کا، قصہ حضرت شعیب پیغمبر علیہ السلام کا قصہ حضرت یونس علیہ السلام کا، قصہ حضرت ایوب علیہ السلام کا، قصہ اسکندر رذوالقرنین کا اور سوال کرنا کافروں کا رسولؐ خدا سے ذوالقرنین کے احوال سے، قصہ فرعون علیہ اللعنۃ کا اور تولد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا، بیان تولد ہونا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا، بیان ہجرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر سے اور مدین کی طرف جانے کا حضرت شعیب کے پاس، بیان مراجعت موسیٰؑ کی شہر مدین سے طرف مصر کے اور درجہ رسالت کو پہنچنا اور فرعون کو دعوت کرنا خدا کی طرف بارشاد جناب باری کے، بیان موسیٰ علیہ السلام کا بارشاد جناب باری کے بنی اسرائیل کو رات کو لیکر مصر کو نکل جانے کا اور فرعون کو اپنی قوم سمیت دریا میں غرق ہونے کا، بیان موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کا۔ اور بعد اس کے ان کی قوم کے گوسالہ پوجنے کی کیفیت، خبر سامری اور گوسالہ پرستی قوم بنی اسرائیل کی، حکایت بادشاہ قارون کی اور بیان اس کے ہلاک ہونے کا، قصہ عامیل مقتول بن سلیمان کا، قصہ عوج بن عنق کا، قصہ حضرت خضر اور موسیٰ علیہما السلام کی ملاقات ہونے کے بیان میں بیان وفات حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا، قصہ یوشع بن نون اور بنی اسرائیل کا اس تیہ سے نکل کر جاروں کے ملک فتح کرنے کا اور قصہ عابد بلعم بن باعور کا، بیان لڑائی طالوت بادشاہ کی جالوت کے ساتھ اور مارا جانا جالوت کا داؤد پیغمبر علیہ السلام کے ہاتھ سے، بیان عداوت طالوت کی داؤد علیہ السلام کے ساتھ، خبر نبوت داؤد علیہ السلام کی، بیان مبتلا ہونا حضرت داؤد علیہ السلام کا، بیان مسخ ہونا بعضے بنی اسرائیل کا داؤد علیہ السلام کے عہد میں، قصہ لقمان حکیم بن باعور کا اور وصیت کرنا ان کا اپنے بیٹے کو، قصہ سلیمان نبی علیہ السلام کا، غیافت کرنا حضرت سلیمان علیہ السلام کا تمام مخلوقات کی، ملاقات ہونا چیونٹیوں کے بادشاہ کے ساتھ سلیمان علیہ السلام کی، خبر لانا ہدہد کا بلقیس کی شہر سبا سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو پاس، جہاد کو جانا سلیمان علیہ السلام کا شہر صیدون میں اور مارا جانا بادشاہ صیدون کا، مبتلا ہونا سلیمان علیہ السلام کا رنج و عذاب میں بسبب بعضے تقصیر کے کہ ان سے سہواً ہوئی

تھی، قصہ حضرت نبی عزیر علیہ السلام کا، قصہ زکریا پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام، قصہ یحییٰ پیغمبر علیہ السلام کا، قصہ جرجیس پیغمبر علیہ السلام، قصہ شمعون پیغمبر علیہ السلام کا، بیان تولد ہونا بی بی مریمؑ کا، بیان تولد حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا، بیان ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا چچاہ بادشاہ کے مربوسیدہ سے اور گفتگو کرنا اس سے، بیان وفات حضرت بی بی مریمؑ کا اور آسمان پر جانا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا، بیان نور محمد صلی اللہ علیہ والہ وصبہ وسلم کا آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم میں آنے کا، قصہ بادشاہ ابراہیم کا، جانا عبدالمطلب کا واسطی تہنیت بادشاہ سیف ذی یزن بن دوران ملک زادہ خمیر کے پاس بعد موت سروق بیٹے ابرہ کے، ذکر احوال عبداللہ والد جناب رسالت مآب کا اور بعضی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آلہ وصحبہ وسلم کی اپنی ماں کے شکم میں رہتے وقت جو وقوع میں آئی تھیں، تولد نامہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کا روایات عبدالمطلب کی کہ رسفل خدا کی شب تولد میں جو جو کرامات دیکھی تھیں اس کا بیان ہے۔ خبر حلیمہ رضی اللہ عنہا کی کہ انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا، بیانا سما واشکال اور ذکر بعضے خصائل حمیدہ آنحضرتؐ کا اسامی ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم، بیان اولاد امجاد آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ واصحاب وسلم چیرنا سینۂ مبارک کا تیسری مرتبہ اور وحی لانا جبرائیلؑ کا حضرت کے پاس، بیان معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ الہ واصحابہ وسلم کا بین کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقت معراج کی اور مسلمان ہونا یہودی وغیرہ کا، بیان معجزات اور بندگی اور خصائل حمیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، بیان ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان لڑائی بدرالکبریٰ کا، احوال جنگا حدکا، بیان احوال جنگ بدرالصغریٰ وغیرہ کا، بیان احوال جنگ خیبر کا، بیان وفات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا تمت الکتاب بعون اللہ الملک الوہاب، مناقب حضرت امام اعظمؒ، تاریخ ولادت ورسلت حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، سابق خاتمۃ الطبع طبع زاومشی نثار احمد صاحب بریلوی نعت، خاتمۃ الطبع،

قصص الانبیاء ابن کثیرؒ

ابن کثیرؒ کا شمار جلیل القدر علماء میں ہوتا ہے۔ آپ تفسیر اور تاریخ نگاری میں منفرد مقام کے حامل ہیں آپ کی فقہی کتب بھی ملتی ہیں۔ قصص الانبیاء ابن کثیر عربی میں ہے جو کہ آٹھویں صدی ہجری کی تصنیف ہے جس کا ترجمہ مولانا محمد اصغر مغل (جامعہ دارالعلوم کراچی) نے کیا ہے ابتدائی صفحات پر عرضِ مترجم کے نام سے

تین صفحات پر مشتمل دیباچہ موجود ہے جس میں قصص الانبیاء پر لکھی جانے والی کتب اور قصص الانبیاء بن کثیر کے مقام اور اس کے ترجمہ کی ضرورت اور ترجمے کے مشکلات کو پیش کیا ہے ملاحظہ ہو:

''یقیناً افسوس اس میدان میں لکھی گئی بیشتر کتب غلو اور مبالغہ آرائی اور من گھڑت و من پسند باتوں سے تر ہیں مصنفین نے انبیاء کے متعلق متعدد مقامات پر بے سرو پا باتیں درج کر ڈالیں ہیں۔ اور محض قصوں کو دلچسپ اور شیریں کرنے کے لئے اکثر اسرائیلی روایات کے چشموں سے مواد فراہم کیا ہے جو بسا اوقات قرآن اور سنت کے بھی مقابل آ جاتا ہے اور قصوں کے درمیان تصنع و تکلف کے ساتھ ساتھ تسلسل کی باگ کو جگہ جگہ گرہیں لگائی ہیں اور ان بے سود کوششوں میں بعض اوقات ایسی باتیں بھی سپرد صفحات کر دی ہیں جو عبائے نبوت اور رسالت کو داغدار کرتی ہیں (۲۸)''کتاب کی گوناگوں خصوصیات اور مصنف کے بلند علمی مقام کی وجہ سے عرب کے بہت سے کتب خانے صدیوں سے اس کو طبقات کے عمدہ لباس میں مزین کرتے آ رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ سات صدیاں بیت جانے پر بھی ابھی تک اردو زبان میں اس کا ترجمہ نہیں ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے اردو کتب خانے اس عظیم علمی سرمائے اور گرانمایہ پونجی سے یکسر خالی تھے۔(۲۹)

مذکورہ اقتباس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قصص الانبیاء ابن کثیر اسرائیلی روایات سے محفوظ ہے چنانچہ حضرت ادریسؑ کے متعلق قرآنِ مجید میں موجود آیت ''ورفعناہ مکاناً علیاً'' (ترجمہ اور ہم نے ان کو بلند مقام پر اٹھایا) کے ضمن میں ابن کثیر لکھتے ہیں ملاحظہ ہو

''اور اس آیت کے بارے میں عوفیؓ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ادریسؑ چھٹے

آسمان پر اٹھائے گئے تھے پھر وہاں وفات ہوئی اور حضرت فخانؓ کا بھی
یہ ہی قول ہے لیکن متفق علیہ حدیث یہ ہیکہ وہ چوتھے آسمان پر ہیں اور یہ
ہی زیادہ صحیح ہے اور مجاہد اور بہت سارے حضرات کا یہ ہی قول ہے (۳۰)

ابن کثیرؒ نے حضرت ادریسؑ کے متعلق جو لکھا یہ اس پر تقریباً مفسرین و محدثین کا اجماع ہے اور اس کی تائید میں ولیمی اور طبرانی نے حضرت ام سلمیٰؓ سے مرفوعاً حدیث روایت کی ہے ملاحظہ ہو:

''حضرت ام سلمیٰؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک حضرت ادریسؑ ملک الموت (حضرت عزرائیلؑ) کے دوست تھے پس انہوں نے عزرائیلؑ سے کہا کہ وہ انہیں جنت اور دوزخ کی سیر کرائیں سو ملک الموت حضرت ادریسؑ کو لے کر بلند ہوئے اور انھیں دوزخ دکھائی وہ اس سے خوفزدہ ہو گئے اور قریب تھا کہ وہ بے ہوش ہو جاتے کہ ملک الموت نے انہیں اپنے پروں کی لپیٹ میں لے لیا۔ ملک الموت نے کہا کہ آپ نے اسے دیکھا نہیں ہے انھوں نے فرمایا کیوں نہیں، میں نے آج کے (خوفناک) دن جیسا دن کبھی نہیں دیکھا۔ پھر وہ انہیں لے کر چلے یہاں تک کہ اس نے حضرت ادریسؑ کو جنت دکھائی وہ اس میں داخل ہو گئے پھر ملک الموت نے کہا اب چلیں۔ آپ نے اسے دیکھ لیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہاں جانا ہے ملک الموت نے کہا جہاں آپ تھے۔ حضرت ادریسؑ نے کہا نہیں خدا کی قسم میں اس میں داخل ہونے کے بعد اس سے کبھی نہیں نکلوں گا تو ملک الموت سے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) کہا گیا کیا تو نے انہیں اس جنت میں داخل نہیں کیا اور یہ ایسی چیز ہے کہ جو اس میں ایک بار داخل ہو جاتا یہ پھر وہاں سے نہیں نکلتا۔ (۳۲/۳۱)

قصص الانبیاء ابن کثیرؒ جو کہ قصص کی بلند پایا کتاب ہے جو کہ عرب وعجم میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے اور اس میں تمام انبیاء کے قصص موجود ہیں مذکورۂ بالا سطور میں اس کا مختصر اقتباس دیا گیا ہے قصص کی تفصیلی فہرست حسب ذیل ہے ملاحظہ ہو:

عرض مترجم، حالات مصنف، درس افتاء ذکر الہیٰ، شگفتہ مزاجی، وفات، تصنیفات، علم حدیث میں اختصار علوم احدیث، ابوالبشر حضرت آدمؑ کے بارے مں ے جو قرآن میں نازل ہوا، خلاف ت ارضی کے بارے میں گفتگو، تخلیق آدم کیفرشتوں سے گفتگو، علم کی بناء پر آدم کو فضیلت، فرشتوں سے آمد کو سجدہ کرانا، آدم و حوا کی جنت میں رہائش، حضرت آدم علیہ السلام کی جنت دائمی نہیں تھی، شجر ممنوعہ کی تفصیل، حضرت آدم علیہ السلام کیجنت آسمان میں تھی یا زمین میں، حضرت آدم وموسیٰ علیہما السلام کا مناظرہ، انا حادیث کا تذکرہ جو حضرت آدمؑ کی پیدائش کے بارے میں وارد ہوئیں، اولاد آدم میں مریضوں اور جنتیوں اور جہنمیوں کا ذکر عہد نبی آدم علیہ السلام، ذل ابلیس، آدم کے جنت میں ٹھہرنے کا وقت، دنیا میں آدمؑ کا پہلا کھانا اور لباس، آدم علیہ السلام کے فرزندان قابیل و ہابیل کا قصہ، اولاد آدم کا بڑھنا، حضرت آدمؑ کی وفات اور آپ کا اپنے فرزند حضرت شیثؑ کو وصیت، حضرت ادریس علیہ السلام کا قصہ، حضرت نواح علیہ السلام کا قصہ، نوح علیہ السلام کے بارے میں قرآنی آیات، تمام انبیاء کو توحید کی دعوت کے لئے کہا گیا، حضرت نوح علیہ السلام کی ذات مبارکہ کے متعلق کچھ ذکر خیر، حضرت نوح علیہ السلام کے روزہ کا تذکرہ، حضرت نوح علیہ السلا مکے حج کا تذکرہ، حضرت نوح علیہ السلام کی وصیت کا تذکرہ جو انھوں نے اپنے بیٹوں سے کی، آپ کی عمر مبارک، مرقد مبارک، حضرت ہود علیہ السلام کا قصہ، قوم ثمود کے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام کا قصہ، اونٹنی کے پتھر سے نکلنے کا قصہ، تبوک کے سال ارض ثمود کی وادی حجر سے نبی اکرمؐ کا گذر، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ، حضرت ابراہیم کے مناظرے کا ذکر اس شخص کے ساتھ جو عظمت و بڑائی کی چادر میں عظیم وجلیل ذات سے جھگڑتے ہوئے خدائی کا دعویٰ کر بیٹھے۔ مناظرہ کب ہوا، اللہ کے دوست ابراہیمؑ کا شام کے شہروں کی طرف ہجرت فرمانا۔ حضرت ہاجرہ علیہما السام سے حضرت اسماعیل کی پیدائش، حضرت ابراہیم کا اپنے فرزند اسماعیل اور ان کی ماں ہاجرہ کے ساتھ فاران کی چوٹیوں کی طرف ہجرت فرمانا اور وہاں بیت عتیق یعنی کعبۃ اللہ کو تعمیر فرمانا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ذبح ہونے

والے کا قصہ علیہ الصلو ۃ والسلام اللہ کی راہ میں ذبح ہونے والا کون تھا، بہترین استدلال، حضرت اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر مبارک، قدیم گھر یعنی بیت اللہ کی تعمیر کا ذکر خیر، تعمیر کعبۃ اللہ کا کچھ تذکرہ، اللہ عزوجل کا اپنے رسول اور دوست کی تعریف فرمانا، جنت میں حضرت ابراہیم کے محل کا ذکر، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حلئے مبارک کا ذکر، حضرت ابراہیمؑ کی وفات کا ذکر اور ان کی عمر کے متعلق اقوال، حضرت ابراہیمؑ کی جائے پیدائش، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کا ذکر، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ، حضرت شعیب علیہ السلام کا قصہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کا ذکر خیر، حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر مبارک، حضرت اسحاق بن ابراہیمؑ الکریم بن الکریم کا ذکر خیر، حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ، حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ، حضرت ذوالکفیل علیہ السلام کا قصہ، ان سے پچھلی امتوں کا تذکرہ جو تمام نیست ونابود کردی گئیں، اصحاب الرس، قوم یس کا قصہ، حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلو ۃ والسلام کا قصہ مبارک، یوم عید کو فرعون نے اپنی شکست کے بعد موقف اور لائحہ عمل اپنایا، فرعون اور اس کے لشکریوں کی ہلاکت، بیت المقدس کا کوچ، بنی اسرائیل کو گائے کا ذکر، موسیٰؑ کی زندگی آزمائشوں کے جال دوجال حدیث الفتون، قبۃ الزمان کی تعمیر کا تذکرہ، قارون کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کا قصہ، حضرت موسیٰؑ کے فضائل عادات، صفات اور وفات کا ذکر، حضرت موسیٰؑ کے بیت عتیق (یعنی کعبۃ اللہ) کے حج فرمانے کا ذکر اور اس کی صفت، موسیٰ علیہ السلام کی صفت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر، حضرت یوشع علیہ السلام کی نبوت اور موسیٰ اور ہارونؑ کے بعد نبی اسرائیل کی نگہانی فرمانا، حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ مبارک، کیا اب بھی خضرؑ باقی ہیں، حدیث تعزیت رسول اکرمؐ، حضرت الیاس علیہ السلام کا قصہ مبارک، تمید وپیش لفظ، حضرت حزقیل علیہ السلام کا قصہ، حضرت یسع علیہ السلام کا قصہ، یوشع بن نونؑ کی وفات کے بعد حضرت شمویلؑ کی پیغمبری تک بنی اسرائیل کے معاشرے کی کیفیت، حضرت شمویل علیہ السلام کا قصہ جن کے زمانے میں حضرت داؤد علیہ السلام کی ابتداء ہوئی، حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ، حضرت داؤد کی زندگی کا شاہی پہلو، حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر اور وفات کا تذکرہ، حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا قصہ، حضرت سلیمانؑ کی وفات اور مدت سلطنت اور حیات کا تذکرہ، شعیا بن بن امصا علیہ السلام کا قصہ، ارمیاء بن حلقیا علیہ السلام کا قصہ، بیت المقدس کی ویرانی کا ذکر افسوس ناک، حضرت دانیال علیہ السلام کا قصہ، بیت المقدس کی ویرانگی وتباہی کے بعد دوبارہ تعمیر اور بنی اسرائیل کے

دوبارہ اکٹھے ہونیکا ذکر، حضرت عزیز علیہ الصلوۃ والسلام کا قصہ، حضرت عزیز علیہ الصلاۃ والسلام کی نبوت، حضرت ذکریا اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کا قصہ مبارک، حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کا سبب، مریم بنت عمران علیہما السلام کا قصہ، حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کا ذکر، اللہ عزوجل اولاد سے پاک ہیں اور ظالموں کے اولاد والے قول سے بہت ہی بلند و پاک صاف ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کی جائے پیدائش اور بچپن میں ان کی تربیت گاہ اور پرورش اور ولی کی ابتداء کا بیان، کتب اربعہ کے نزول اور اوقات، دسترخوان کا قصہ، حضرت عیسیٰ کے بعض احوال اور مواعظ، حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا تذکرہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفات اور حلیہ مبارک، ضمیمہ قصص الانبیاء حالات وقصص نبی آخرالزماںؐ، آنحضرت کا شجرہ نسب، حضور اکرمؐ کی عظمت وشان، حسن کائنات آنحضرتؐ کا حلیہ حسن و جمال، حضور اکرمؐ کی مہر نبوت، آنحضرتؐ کی پیدائش مبارک، حضور اکرمؐ کی ولادت کا دن، حضور اکرمؐ کی برکات، حضور کی تیزی سے پرورش، سینہ نبوت کی چاکی، آنحضرت کی دوبارہ مکہ مکرمہ واپسی، گمشدگی اور واپسی، والدہ ماجدہ کا انتقال، دادا کی پرورش، بحیرا کا قصہ، حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح مبارک، تجارت اور شام کا سفر، حضور علیہ السلام کی اولاد، خانہ کعبہ کی تعمیر نو، حضور اکرمؐ کا فیصلہ، رسول اکرمؐ کے ظہور کی بشارتیں، حضرت سلیمان، فارسیؓ کیا سلام لانے کا عجیب واقعہ، عرب کا سفر، رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضری، رسول اکرمؐ کی بعثت، وحی کی ابتداء، نزول قرآن کریم، مختلف حضرات کا قبول اسلام، اعلانیہ دعوت اسلام، حضور کا جواب، ہجرت حبشہ، ہجرت مدینہ کا کچھ تذکرہ، مدینہ میں تشریف آوری، حضرت ایوب انصاری کی خوش بختی، غزوۂ بدر، فرمان الہیٰ ہے۔ حجۃ الوداع، حج کی تیاری، حضرت عائشہ اور مناسک حج، حضرت علیؓ کی یمن سے واپسی، حضرت علیؓ کے خلاف شکایت، خطبہ حجۃ الوداع، حکمرانوں کی طرف ایلچی، رسول اللہ ﷺ کے قاصد، غزوات وسرایا، وصال کا دن، مسجد میں تشریف آوری، رسول اللہؐ کا وصال، حضرت عمرؓ کی کیفیت، حضرت ابوبکر کا صبر واستقامت۔

اردو کے علماء وادیبوں نے عام استفادہ غرض سے قرآن میں بیان کردہ قصص کو قصص القرآن کے نام سے اردو اس میں لکھا ہے قرآنی قصص کے آئینہ میں جب ہم اردو کے ان قصص الانبیاء کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان کے لکھنے والوں نے بڑی محنت مشاقہ سے قصص الانبیاء ترتیب دیئے ہیں۔ اردو میں لکھے گئے

قصص الانبیاء میں بعض ایسے ہیں جنہوں نے صرف قرآن وحدیث کو ماخذ بنا کر نفس مضمون کو اردو میں منتقل کیا ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے تورات وانجیل کے تراجیم سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے طور پر ان قصص کو بیان کیا ہے جس کسی مؤلف نے اس طرح کی کوشش کی ہے عموماً وہ اپنے موضوع سے دور چلا گیا ہے اور قرآن کا قصہ میں ترمیم واضافہ ہوگیا ہے جس سے قرآنی قصے کی حقیقت مسخ ہوتی ہے اس باب میں راقم الحروف نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ قرآنی قصص سے ماخوذ اردو میں لکھے گئے تمام دستیاب قصص الانبیاء کا تعارف وتجزیہ پیش کردیا جائے۔ اسی غرض سے ان قصص الانبیاء کی فہرست مضامین بھی درج کی گئی ہے۔

اس باب میں اردو میں لکھے گئے قصص الانبیاء پر اظہار خیال کیا گیا ہے آئندہ باب میں اردو ادب میں قصص القرآن سے ماخوذ اور تخلیقات کا مطالعہ کیا جائے گا۔

حوالے

1 یورپ میں دکنی مخطوطات، مرتبہ نصیرالدین ہاشمی، صفحہ 571

2 مخطوطات انجمن ترقی اردو پاکستان، جلد دوم، افسر صدیقی، امروہوی، صفحہ 47

3 قصص الانبیاء دکنی، عبدالصمد خاں، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

4 مخطوطات انجمن ترقی اردو پاکستان، جلد دوم، مرتبہ افسر صدیقی، امروہوی، صفحہ 46

5 قصص الانبیاء دکنی، عبدالصمد خاں، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

6 قصص الانبیاء دکنی، عبدالصمد خاں، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

7 ارض القرآن مولانا سلیمان ندوی، صفحہ 9، سنہ اشاعت 2003ء

8 ارض القرآن مولانا سلیمان ندوی، صفحہ 14

9 قصص القرآن جلد اول، از حفظ الرحمٰن سیوہاروی، صفحہ 8، تا 9، طبع ثانی 1369ھ

10 مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو شرح صحیح مسلم شریف، غلام رسول سعیدی، جلد 1، صفحہ 1270 تا 1299،

11 القرآن الکریم اردو ترجمہ وتفسیر منجانب شاہ فہد بن عبدالعزیز ال سعود، صفحہ 18

12 القرآن الکریم، سورۃ بقرہ آیت 24

13 القرآن الکریم، سورۃ ص، آیت 34

14 مفردات الفاظ القرآن از علامہ ابی القاسم الحسین راغب اصفہانی، متوفی 502ھ

15 قصص القرآن، جلد 4، از حفظ الرحمٰن سہوہاروی، صفحہ 355

16 علم القرآن مفتی احمد یار خاں نعیمی، صفحہ 5 تا 6، ناشر ماہ نور پبلکیشنز، دہلی

17 ایضاً، صفحہ 222

18 تفسیر ضیاء القرآن، از پیر کرم شاہ ازہری، صفحہ 573 تا 574، ناشر اعتقاد پبلشنگ ہاوز، دہلی

19 عجائب القرآن، علامہ عبدالمصطفی اعظمی، صفحہ 3، اعظمی بک ڈپو

20 ایضاً، صفحہ 43 تا 44

21 غرائب القرآن، علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی، صفحہ 3، ناشر رومی پبلکیشنز، لاہور

22 غرائب القرآن علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی، صفحہ 28 تا 29

23 تذکرہ الانبیاء، مولانا عبدالرزاق بھترالوی صفحہ 27، ناشر رضوی کتاب گھر

24 القرآن الکریم، سورۃ ہود، آیت 42 پارہ 12

25 تذکرۃ الانبیاء عبدالرزاق بھترالوی، صفحہ 82، ناشر رضوی کتاب گھر

26 قصص الانبیاء غلام نبی شاہ ابن عنایت اللہ، صفحہ 2، ناشر کمرشیل بک سنٹر چار مینار، حیدرآباد

27 قصص الانبیاء، غلام شاہ ابن عنایت اللہ، صفحہ 31 ناشر کمرشیل بک سنٹر چار مینار، حیدرآباد

28 قصص الانبیاء ابن کثیر مترجمہ مولانا اصغر مغل، صفحہ 115 ناشر جسیم بک ڈپو دہلی

29 قصص الانبیاء ابن اکثیر، صفحہ 16

30 قصص الانبیاء ابن کثیر، صفحہ 80

31 طبرانی حدیث نمبر 7269، ناشر دار الفکر، بیروت

32 ولیمی حدیث نمبر 862، ناشر دار الفکر، بیروت

باب سوم

(الف) منظوم قرآنی قصے مخطوطات و مطبوعات

معراج نامہ، یوسف زلیخا، قصہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ

قصہ حضرت موسیٰ، قصہ حضرت سلیمانؑ، قصہ بی بی مریم

قصہ حضرت عیسیٰ

(ب) افسانوں میں قرآنی قصے

(الف)

معراج نامے

مخطوطات:

(۱)امین الدین علی اعلیٰ (۲)بلاقی

(۳)مختار (۴)فتاحی (۵)قربی

مطبوعات:

(۱)شاہ معظم (۲)شاہ کمال (۳)باقر آگاہ (۴)ناسخ

(۵)ضمیر (۶)احمد گجراتی (۷)ملا وجہی (۸)نصرتی

اُردو مثنوی کی ابتداء تقریباً چھ سو برس پہلے ہوئی جب اردو کی پہلی مثنوی کدم راؤ اور پدم راؤ 849۔845ھ کے درمیان لکھی گئی ہے۔اس کے بعد احمد گجراتی کی ''یوسف زلیخا'' ملا وجہی کی قطب مشتری نصرتی کی گلشن عشق اور علی نامہ ملتی ہیں۔مثنویوں میں جہاں شعراء نے رزمیہ اور بزمیہ مثنویاں لکھی ہیں وہیں مذہبی مثنویوں کو بھی لکھا جانے لگا احمد گجراتی نے یوسف زلیخا ۹۹۸ھ سے پہلے لکھی جس کی ابتداء میں معراج نامہ بھی موجود ہے۔اُردو میں بہت سارے معراج نامے، یوسف زلیخا، قصۂ ابراہیم، قصۂ موسیٰ، قصہ بی بی مریم، قصۂ عیسیٰ ایسی کئی مثنویاں ملتی ہیں ان مذہبی مثنویوں میں قرآن وحدیث کی ترجمانی کی گئی ہے اور بعض مثنویوں میں واقعات کو توڑ مروڑ کر اور اسرائیلی اور شیعی روایات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

راقم الحروف نے حتی المقدور یہ کوشش کی ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ان مثنویوں کو جانچا جائے اور جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں قرآن وحدیث کے حوالے پیش کئے گئے ہیں۔مخطوطات کو پہلے پیش کیا گیا ہے اور مطبوعات کو بعد میں پیش کیا گیا ہے۔اس باب میں پہلے معراج نامے، مخطوطات، مطبوعات، پھر قصہ یوسف زلیخا، کے بعد متفرق مثنویاں جو مخطوطات ومطبوعات کی شکل میں ہیں ایک مقام پر بیان کردیا گیا ہے۔معراج نامے دو طرح کے ملتے ہیں ایک وہ ہے جو شعراء نے اپنی تخلیقات میں حمد ونعت کے ساتھ تبرکً

لکھے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو بطور مکمل تخلیق کے طور پر لکھے گئے ہیں۔ جیسے حضرت امین الدین علی اعلیٰ اور شاہ معظم کے معراج نامے ملتے ہیں۔

امین الدین علی اعلیٰ:

شاہ امین الدین علی اعلیٰ (۱۵۹۱۔۱۶۷۵ء) اس عہد کے سب سے بڑے صوفی اور بزرگ مانے جاتے ہیں۔ وہ شاہ برہان الدین جانم کے فرزندِ دلبند تھے۔ مسائل تصوف پر آپ کی گہری نظر تھی آپ نے کئی تخلیقی یادگاریں چھوڑی ہیں جس میں ایک معراج نامہ بھی شامل ہے۔ اس معراج نامہ کے متعلق صبیحہ نصرین لکھتی ہیں:

> ''فہرست مخطوطات عثمانیہ یونیورسٹی (ص ۳۷) پر رسالہ معراج کا ذکر ہے بارہ رسالے ایک ہی جلد میں ہیں۔ اس کا آخری رسالہ معراج نامہ ہے جو دکن کا پہلا معراج نامہ قرار پاتا ہے۔ ایک خیال یہ ہے کہ پہلا معراج نامہ خواجہ بندہ نواز گیسودراز کا ہے لیکن وہ نسخہ ناپید ہے''۔(۱)

امین الدین علی اعلیٰ سے قبل احمد گجراتی کی تصنیف ''یوسف زلیخا'' کے ابتدائی اوراق پر ۷۰ ربیات پر مشتمل معراج نامہ ملتا ہے۔ احمد گجراتی کی یہ تصنیف ۹۹۸ھ سے پہلے کی ہے۔ اسی لئے یہ ماننا ہوگا کہ دکن کا پہلا معراج نامہ احمد گجراتی کا ہے۔

امین الدین علی اعلیٰ کے معراج نامہ میں واقعہ معراج کے ساتھ ساتھ وحدت الوجود کے فلسفہ کو بھی پیش کیا گیا ہے۔ معراج نامہ کے واقعات حسب روایات شامل ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

گنج مخفی ہے پیو کا ٹھار — دل میں پیو کا دیکھ دیدار
جیو میں پیوکا ہے دیکھ ٹھاؤں — دونوں کا ہے ایکچہ ناؤں
بندہ ہوئے تو حقیقت جان — اللہ نبی پر لے آ ایمان

اللہ بندے کا ایک ہی ٹھان　　مطلق دو کا ایک نشان

من عرف کو کوئی بوجھے گا　　اس کو اللہ سوجھے گا

لا عبد دلا رب　　تابہا بتلانا یہاں اب

معراج نامہ از بلاقی:

بلاقی کا پورا نام سید بلاقی تھا۔ اُس کی مشہور تصنیف معراج نامہ ہے جو ۱۰۶۵ ہجری میں لکھی گئی۔ جس کے پانچ نسخے سالار جنگ میں موجود ہیں (۲)۔ اس کے علاوہ دو نسخے اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری (۳) اور ادارہ ادبیات اُردو (۴) میں ایک نسخہ موجود ہے۔ نصیرالدین ہاشمی نے اپنی کتاب دکن میں اُردو (۵) میں وضاحت کی ہے کہ یورپ میں بھی اس کے نسخے موجود ہیں اور انجمن ترقی اُردو پاکستان (۶) کے علاوہ کتب خانہ جامع مسجد بمبئی (۷) میں بھی اس کا نسخہ موجود ہے۔

بلاقی سنی مسلک کا پیروکار تھا۔ اس لئے اُس نے معراج نامہ میں خلفاء راشدہ کی مدح کی ہے اور اُس کی دوسری تصنیف نورنامہ (۸) سے یہ بات آشکار ہوتی ہے کہ وہ سلسلہ قادریہ میں مرید تھا نورنامہ میں حمد و نعت کے بعد سید عبدالقادر جیلانیؒ کی منقبت میں اشعار موزوں کئے گئے ہیں۔

بلاقی کا معراج نامہ ۱۸۵۲ ابیات پر مشتمل ہے۔ جس میں حمد و نعت کے بعد حضورؐ کا آسمانوں پر انبیاء کرام سے ملاقات کرنے کا بیان اور جنت دوزخ کی سیر شامل ہے۔ حضرت آدمؑ اور حضورﷺ کی ملاقات کے سلسلے کے اشعار ملاحظہ ہوں:

جو دیکھے محمد نے اس ٹھار پر　　بڈھا مرد بیٹھا ہے آدم بشر

کہ جبرئیل کو پوچھے کیا اس کا نام　　تیرا جد ہے آدم علیہ السلام

اگلے ہو محمد نے کیتے سلام　　کہ آدم نے بولے علیک السلام

توں فرزند میرا سو بولے آدم　　کہ سارے نبیاں ہیں سو تج پر ختم

خدا کے نبیاں میں بزرگی تجے　　توں اس ٹھار اُپر یاد کرنا مجے

کہ شیطاں نے مج کون دیا تھا دغا　　سو اس دوز کا میں بہوت شرمندا

کہ حق نے سٹیا بھار جنت میں تھے　　کہ میں شرمندا ہوں اسی روز تھے

بلاقی کے معراج نامہ میں چند صحیح روایات کے علاوہ تمام تر روایات غیر معتبر اور ضعیف ہیں۔ بلاقی نے معراج نامہ کو داستان کی طرز پر لکھا ہے۔ اسی لئے اس میں صدق و کذب سب کچھ شامل ہو گیا ہے اور ایسی روایتیں بھی شامل کی گئی ہیں جو کسی کتاب میں نہیں ملتی۔ بلاقی نے معراج نامہ میں ایک روایت بیان کی ہے کہ جب معراج کا حال حضورﷺ نے بیان کیا تو ایک یہودی نے معراج کا انکار کیا اور وہاں سے نکل کر مچھلی خریدا اور اپنی بیوی کو مچھلی دیکر غسل کرنے دریا پر گیا اور جب غوطہ لگا کر باہر آیا تو خود کو ایک حسین و جمیل عورت کے روپ میں پایا۔ ایک مرد اس کو اپنے ساتھ لے گیا اور اس سے سات لڑکے تولد ہوئے جب سات آٹھ برس بعد دوبارہ دریا میں غوطہ زن ہوا تو پھر اپنی اصلی صورت پر آ گیا۔ گھر پہنچا تو اُس کی بیوی اُس کی لائی ہوئی مچھلی دھو رہی تھی اپنے اس واقعہ کو جب لوگوں پر بیان کیا تو یہودی کی بات کا کسی نے یقین نہیں کیا اُسے سب بے وقوف سمجھنے لگے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ بیان کیا اور مسلمان ہو گیا۔ اسی سلسلے کے ابیات درج ذیل ہیں:

جسے خلق سن کر امنّا کہے　　سچی بات ہے کر گواہی دیئے

یہودی مگر اس میں بیٹھا اتھا　　ایسی کی غرور سو اینٹا اتھا

نہ سمجھیا اونے بات یو سانچ کر　　چلیا اورٹھ وہاں سوں کفر دل میں دھر

کو لو بات جھوٹی اس دل میں جان　　برس پانچ سو ہے رہِ آسمان

سو ساتوں فلک میں یہی ہے شمار　　انوجا کے آئے نہ لاگے سوبار

یہودی نے دیکھا ایس شار میں　　کہ مچھلیاں بیکاتیاں ہیں بازار میں

ہوس نے یہودی نے مچھلی لیا　　لے جا گھر کوں عورت کے ہت میں دیا

یہودی کی عورت کہتی ہے کہ گھر میں پانی نہیں یہودی پانی لانے دریا پر جاتا ہے اور دریا میں غوطہ زن ہو کر باہر نکلتا ہے۔

مسگل ارب یہودی نے لاگے سو بار　　نہ تھا مرد جانو اول سونچ نار

صورت صاف نرمل سو جیسے پری　　ندی سوں نکل بھار روتی کھڑی

کہ جانے جو بن تن پر سنگار تھا　　جڑت مانک موتیاں کا گل ہار تھا

پیشانی دِسے چاند یا مشتری　　سہادے گلے میں اسے گل سری

کہ کر کان کرن پھول باولیاں ہلیں　　کہ بادل میں بجلیاں سوجوں جھل جھلیں

چمکتا عجائیب موتی ناک کا　　صفت کیا کروں میں صورت پاک کا

جسے دیکھ کر چاند شرموں گلے　　فلک نت ستاریاں سو انجو ڈھلے

کہ لالہ اُسے دیکھ پیلا ہوا　　انکھیاں دیکھ کر مرگ باولا ہوا

اتھے گال جوں پھول میں گیند کے　　بھی لالی انکھیاں کی سو گلنار دسے

بھواں جوں کماناں تھے خم کھائے کر　　پلک تیر بیٹھے ہیں جو لاگ کر

یہودی غوطہ زنی کے ساتھ ہی عورت ہو جاتا ہے تو اسے ایک مرد لے جاتا ہے اور اس سے سات بچے ہوتے ہیں اور پھر جب وہ دوبارہ غوطہ زن ہوتا ہے تو پھر آدمی ہو جاتا ہے گھر آ کر دیکھتا ہے کہ بیوی اُس کی لائی ہوئی مچھلی دھو رہی ہے اور یہ واقعہ جب لوگوں کو سناتا ہے تو لوگ اُسے کاذب کہتے ہیں۔ پھر وہ نبی کی بارگاہ میں جاتا ہے۔ اسی سلسلے کی ابیات ملاحظہ ہوں:

جو دیکھا نبی کوں سوں پاؤں پڑیا ڈوبیا میں کفر میں توں کرنا کھڑا
تیری بات سن کفر دل میں کیا خدا نے سو اوس کا سسنر مجھ دیا

بلاقی نے یہودی کا یہ واقعہ غالباً تمثیلاً بیان کیا ہے۔ چونکہ یہودی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج سے انکار کیا تھا اسی لئے اس کے ساتھ یہ واقع پیش آیا۔ یہودی نے معراج کے واقعہ کی حقیقت کو اس لئے تسلیم نہیں کیا تھا کہ اس کے عقل وفہم سے یہ بعید تھا کہ ایک ہی رات میں حضورؐ نے آسمانوں کی سیر کی ہے۔ جب سات آٹھ برس بعد وہ اپنی اصل شکل میں آتا ہے اور یہ مدت صرف اتنی معلوم ہوتی ہے کہ اس کی بیوی ابھی مچھلی دھونے ہی میں مصروف ہے۔ تب یہودی کو حضورؐ کی معراج کا یقین ہوتا ہے اور وہ ایمان لے آتا ہے۔ یہ قصہ قرآن وحدیث سے ماخوذ نہیں بلاقی کے طبع زاد لکھا ہے۔ بلاقی نے اس حصے کی جزیات پر کافی زور صرف کیا ہے جس سے زبان پر اس کی قدرت کا پتہ چلتا ہے۔ معراج نامے کے آخر میں بلاقی نے مثنوی کا سنہ تصنیف بھی بیان کیا ہے۔ لکھتا ہے:

قصا یو پڑیا ہوں خلق میں عجب کہ تھا چاند سالا سو ماہ رجب
ہزار یک پنج شصت بنی سال میں سو یکشنبہ کے روز خوشحال میں

معراج نامہ از مختار

محمد علی عادل شاہ ثانی اور سکندر عادل شاہ کے زمانے میں بیجاپور علم وادب کا اہم مرکز بنا ہوا تھا۔ شعراء اور ادیبوں کو اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کا موقع ملا۔ اسی عہد کا ایک ممتاز شاعر مختار ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ وہ دربارِ عادل شاہی سے وابستہ تھا۔ مختار کے حالات سے دنیائے ادب مایوس ہے کیونکہ کسی بھی کتب سے اس کے حالات دستیاب نہ ہوسکے البتہ اس کی تصنیف معراج نامہ ۱۰۹۷ھ کی تصنیف ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عالم وفاضل شخص تھا۔ اُس کا پایۂ علم بلند تھا وہ سنی المذہب اور صوفی المشرب تھا۔ اُس کے معراج نامہ میں تین ہزار سے زائد ابیات ہیں۔ اس کا ایک نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میوزیم میں ہے جو ۱۸۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ (۹) اور دو نسخے اورینٹل مینوا سکرپٹ لائبریری میں موجود ہیں جس میں ایک ناقص

الاول ہے جو ۲۵۱ اور ۲۵۷ صفحات پر مبنی ہے۔(۱۰)

مختار نے اپنے معراج نامہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانوں کی سیر اور جنت دوزخ کا مشاہدہ کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی خدا اور پیغمبروں سے گفتگو کا بیان بھی کیا ہے۔معراج نامہ کی ابتداء حمد ونعت ومنقبت سیدنا علیؓ وامام حسینؓ ومدح شیخ عبدالقادر جیلانی وسید محمد گیسودراز حسینی اور اپنے پیر ودادا پیر کی ستائش کی ہے۔ مختار نے معراج نامہ کا آغاز ان ابیات سے کیا ہے، ملاحظہ ہو:

کہوں حمد اول اسی راج کا　　نبی کو دیا تاج معراج کا
خلائق کو سارے کیا ہے ظہور　　ولے سب تے اول نبی کا ہے نور

مختار نے معراج نامہ میں مذکورہ اشعار کے بعد اپنے پیرومرشد محمد حسینی المعروف بہ حضرت شاہ اور اپنے دادا پیر عبدالصمد کی مدح وثناء کرنے کے بعد بندہ نوازی بارگاہ میں بے پناہ عقیدت ومحبت کا اظہار کیا ہے۔مختار کے پیرومرشد کے والد ابوالحسن حسینی فخر آبادی تھے جن کی بڑی عزت ابراہیم عادل شاہ ثانی اور محمد عادل شاہ کیا کرتا تھا۔حضرت شاہ کا انتقال ۱۱۰۷ھ کو بیجاپور ہی میں ہوا۔آپ کے مختصر حالات صاحب تذکرہ اولیاء دکن نے درج کئے ہیں۔(۱۱) مختار اپنے پیر کی محبت میں سرشار ہوکر کہتا ہے۔

رتن کا محمد حسینی ہے ناوں　　میرے سر پر اس کی ہمیشہ ہے چھاوں
کہ وہ شاہ حضرت سوں مشہور ہے　　کہ فیض اس کا دو جگ میں معمور ہے
اوے پیر ہے شیخ عبدالصمد　　سو پایا نہایت ولایت کا حد
میرے پیر کا جد ہے او سرفراز　　محمد حسینی سو گیسو دراز

مختار پھر حضور ﷺ کے معراج کے لئے بلائے جانے پر آسمانی کیفیات کا بیان کرتے ہوئے موسیقی کا سہارا لیتا ہے اور وہ زہرہ فلک کے بارے میں کہتا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر وہ اپنے نغموں کو راگ تال سے آراستہ کئے ہوئے ہے۔اسی سلسلے کے اشعار ملاحظہ ہوں:

سو زہرہ کا مجہ پہ عجب راگ ہے　　کہ دل عاشقاں کا کیا چاک ہے

سو نغمے منے جیولے جاتا انے　　جو محبوب اپیں ہوکہ گاتا اونے
نیا سوز کوں لیا کہ اس میں بھرے　　جکوئی آسونے سو تھکے ہور مرے
جتے عاشقاں کو دیوانے کیا　　ولے عشق میں سب کوں وانی کیا
بھرے اس کی آواز سوں گوش جب　　لجایا ہے او عقل ہور ہوش تب
عجب شور ہے اس کا ہرتال پر　　سو ہر تال اس کا ہے ہر چال پر
لٹکتا ہے گانا لٹکتی ہے چال　　بھٹکتی ہے یاں سد لٹکتا ہے حال
بیاں میں دیکھو حال آتا نہیں　　کہ او کچھ بیاں میں سماتا نہیں

مذکورہ ابیات میں مختار نے بڑی پُر کیف کیفیات کا بیان ہے۔تو دوسری جانب مختار نے زمین آسمان کے مکالمہ کو بڑے دلچسپ انداز میں بیان کیا ہے۔دونوں اپنی اپنی عظمت پر نازاں ہیں اشعار ملاحظہ ہوں:

زمین:

زمین کئی یتی توں بڑائی نہ کر　　بڑائی منے خود نمائی نہ کر
مجے کئی وزا حق نے زینت دیا　　ترے تے سوں مقبول مجکوں کیا
رنگا رنگ مجہ پر بچھانا بچھائے　　بچھانا بچھا کر یو رونق دکھائے
جو لالہ ہے مج عشق کے باغ کا　　سو رخسار ہے خیاں کے داغ کا
مٹھے باس کی خوب ہے کینوتی　　بڑی شوخ ہے اس تے سور ینوتی

آسمان:

توں کرتی فنا کا اتا ساز کیا　　فنا در فنا سوں بتا ناز کیا
میرے پر سورج ایک دائم اچھے　　چندر سا بدن مجہ پر قائم اچھے
زحل سا ہے دربان دہلیز کا　　تو غالب ہوا ہے وہ ہر چیز کا

اسی سلسلہ کا ایک اور مکالمہ ملاحظہ ہو:

پڑیا بحث دونوں کے میانے تمام　　کیا فخر دونوں میں آکر مقام
بلند آسماں نے بلندی کیا　　بلندی ستی خود پسندی کیا
کہیا آسماں تب زمین کے سنگات　　بڑائی میں آکر بڑائی کی بات
بڑا ہوں تیرے تے سو میں شان میں　　ہے رفعت میرا ذکر قران میں
زمین نے کہی میں فراخی میں آج　　لیتی ہوں کہ نئیں ہے کوئی میرے باج

مختار کے معراج نامے کے یہ وہ مقامات ہیں جہاں اس نے قصہ کو دلچسپ و دلکش بنانے کی غرض سے سیاروں کے ساتھ ساتھ زمین و آسمان میں مکالمہ بھی باندھا ہے۔ معراج نامے کا یہ حصہ دکنی شعر و ادب کا اہم حز ہے جہاں اس عہد کی تہذیبی نقوش ظاہر ہوتے ہیں۔ چونکہ معراج کی رات حضورؐ کی تشریف آوری کی وجہ سے آسمان والوں کو بھی آپ کا دیدار نصیب ہوا تھا۔ اسی خیال سے مختار نے زہر آسمان اور زمین کے فخر کا بیان کیا ہے۔

مکالمہ کے بعد مختار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جنت و دوزخ کا مشاہدہ اور حوروں کی کیفیات کو بھی بیان کیا ہے۔ جس کا اندازہ درج ذیل ابیات سے ہوتا ہے:

سو ہر یک کے حوروں کا تھا یو شمار　　جو بیٹھیاں اتصیاں اوس پوستر ہزار
کہ ہر حور پرواں اتھا نور بار　　زرینہ اتھا اس کا ستر ہزار
سو ہر بست تے یک خوش آواز تھا　　دلاں کے اپر ذوق سب بار تھا
رنگا رنگ ساریاں کھڑیاں تھیاں سنوار　　کہ سب مشک عنبر کا واں تھا مکار
اگر ایک انوں کا جو دنیا میں آئے　　تو سب آفتاب تلیں چھپ کے جائے
ہر یک کے سو سر کے اپر تاج تھا　　سو محبوبیت کا بڑا ساج تھا
اتھے زلف ہریک کوں چالیس ہزار　　کہ عاشق کے دل کا وہاں تھا شکار

جتے باغ جنت کے پائے شرف　　سویاں تے چلے کا کوے ہر طرف
کنارے پواس کے تھے ڈیرے ڈیرے　　سو یا قوت موتی کے تھے واں کھڑے
طناباں او ڈیراں کو تھے نور کے　　ویسے چونکہ کیرن چندر سور کے
جہلم سانوے ہو کلس کتے دھنور　　جوں بیٹھے کنول گل پو نوری بھنور
جیتے تھا تب ڈیریاں کو کہکشاں　　او تھے مست جوں ذکر میں سرکشاں
محمدؐ بولا جبرئیل کوں کہے　　انکے آو پہچیں تمیں کہوں رہے
کہے اس معمے کوں کھولو مجھے　　یو ڈیرے کیسے ہے سو بولو مجھے

مختار نے اپنی اس تصنیف کے آخر میں اپنے اشعار میں سنِ تصنیف کو بھی واضح کر دیا ہے اور کہتا ہے:

یو معراج نامہ ہوا ہے تمام　　سلامٌ علی روح خیرالانام
سنہ تھا یو ہجرت کا اس و قرار　　تھے گزرے نو وچار پر ایک ہزار

مختار نے معراج نامے کے علاوہ مولود نامہ اور وفات نامہ بھی لکھا ہے۔

فتاحی:

فتاحی ایک پر گو شاعر تھا۔ اس نے مولود نامہ کے علاوہ معراج نامہ بھی لکھا ہے۔ یہ نسخہ ناقص الاول ہے۔(۱۲) اس میں ۱۹۹ ابیات ہیں۔ یہ معراج نامہ ۱۰۹۵ کی تصنیف ہے۔ فتاحی نے معراج نامہ کے بیان کے ساتھ ساتھ بی بی فاطمہ کی دعوت کا بھی ذکر کیا ہے۔ جب آپؓ دعوت میں جاتی ہیں بی بی فاطمہ کے لئے حوریں جنتی لباس اور زیور لئے آتی ہیں آپ کو سجاتی ہیں جب دعوت خانہ میں پہنچتی ہیں تو ساری محفل میں بوئے جنت مہکتی ہے اس کا اثر دلہن پر زیادہ ہوتا ہے اور وہ مرجاتی ہے یہ دیکھ کر بی بی فاطمہ کو بہت رنج ہوتا ہے۔ آپ دعا فرماتی ہیں تو وہ دلہن زندہ ہو کر وہ مسلمان ہو جاتی ہیں۔ لیکن مذکورہ روایت بے سند ہے اور شیعی عقائد پر مبنی ہے۔ فتاحی کا معراج نامہ باعتبار ادب عمدہ ہے۔ موضوع کے اعتبار سے بہت ساری خامیاں ہیں اور یہ من گھڑت

روایات کا گنجینہ ہیں۔اشعار ملاحظہ ہو:

آ جبریل لب سوں ان کو ہلا　　سو قم قم حبیب لو تجے آبلا
جو لیائے تھے براق جیوں برق سار　　تو سلطان جڑ اس یہ ہے شہوار

معراج نامہ از شاہ ابوالحسن قربی:

شاہ ابوالحسن قربی کی ولادت ۱۱۱۷ھ میں بیجاپور میں ہوئی۔ چار سال کی عمر میں قربی ویلور آئے۔ یہاں پر علوم ظاہری و باطنی حاصل کیا۔انہی کے شاگردوں میں مشہور شاعر باقر آگاہ بھی ہیں۔معراج نامہ کے علاوہ قربی کی ایک مثنوی نمک نامہ بھی ملتی ہے۔شاہ ابوالحسن قربی کا معراج نامہ ایک طویل مثنوی ہے جو ۱۵۲۱ ابیات پر مشتمل ہے۔صفحات ۱۴۲ ہے۔اس کا ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں مخزونہ (۱۳) ہے۔نصیرالدین ہاشمی نے اس کا زمانہ تصنیف مابعد ۱۱۴۰ھ قرار دیا ہے۔(۱۴) کتب خانہ انجمن ترقی اُردو (ہند) میں اس معراج نامہ کے تین قلمی نسخے موجود ہیں۔(۱۵) ابرار حسین فاروقی مرتب فہرست کتب خانہ مذکور نے اس کا سال تصنیف ۱۱۵۰ھ متعین کیا ہے۔(۱۶) یہ معراج نامہ بہت مستند ہے کیونکہ اس میں معراج شریف کے احوال شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی مستند کتاب معارج النبوہ سے اخذ کئے گئے ہیں۔قربی نے اپنے ابیات میں معارج النبوہ سے استفادہ کا اظہار بھی کیا ہے اُنھوں نے شاعری کی لوازمات پر صرف نظر کی ہے۔مگر ترجمہ پر زیادہ توجہ دی ہے۔

کتا ہے یوں قربی مسکین آتا　　معارج میں ہے ذکر معراج کا
کئے ہیں حدیثاں کو وہ فارسی　　کیا میں دکھن سار جوں آرسی
جو کچھ اوس نے وہ روایات ہیں　　کئے اول میں سوں ایس میں اثبات ہیں
طریقے کوں کر شاعری کے رہا　　کہا ہوں فقط اوسکا میں ترجما

مذکورہ ابیات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ قربی نے شاعری کی پاسداری نہیں بلکہ شعریت کا پاس رکھا ہے اور اُن کا مقصد صرف احادیث صحیحہ کا ترجمہ تھا۔مثنوی ۲۸ ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب کا عنوان فارسی میں لکھا ہے۔مختصر یہ کہ معراج کے واقعات ساتوں آسمانوں کی سیر سدرۃ المنتہیٰ کا بیان معراج سے واپسی اور معراج کے

واقعہ کی تصدیق کا حال نظم کیا ہے،لکھا ہے:

کیا جن نے تصدیق معراج اول ابوبکر صدیق ہے بے بدل

تصدیق معراج کے حال کے بعد قربی بارگاہ خداوندی میں تمام تر انکساری کا اظہار کرتا ہے اوران ہی اشعار پر معراج نامہ کا اختتام ہوتا ہے۔

کیا ختم میں ذکر معراج کا بنام محمد نبی مصطفٰے
کیا ختم میں لے محمد کا نام علیہ الصلوۃ والسلام (۱۷)

حضرت امین الدین علی ،اعلی بلاقی مختار، اور فتاحی ،قربی کے معراج نامے اس اعتبار سے منفرد حیثیت کے حامل ہیں کہ یہ معراج کے موضوع پر مکمل تصنیف کی حیثیت رکھتے ہیں۔امین الدین علی اعلیٰ نے اپنے معراج نامہ میں جہاں معراج کی تفصیل بیان کی ہے وہیں تصوف کے مضامین کا سہارا لیتے ہوئے اپنے سلسلے کی متصوفانہ نکات کا بیان کئے ہیں

بلاقی نے معراج نامہ لکھتے ہوئے قرآن وحدیث کی روایتوں کے ساتھ ساتھ مختلف سیر کی کتابوں میں لکھی گئی روایات سے بھی فائدہ اٹھایا ہے چنانچہ اس نے یہودی کا قصہ لکھا ہے۔جو حضور کی معراج سے انکار کرتا ہے لیکن جب اس پر سات یا آٹھ برس چند لمحوں میں بیت جاتے ہیں تو وہ نہ صرف حضورؐ کی معراج کو تسلیم کرتا ہے بلکہ خود بھی مشرف بہ اسلام ہوتا ہے۔ بلاقی نے یہودی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ادبی محاسن کو بڑے اچھے انداز میں برتا ہے۔مختار نے معراج نامہ لکھتے ہوئے اپنے سلسلہ بیعت پر بھی روشنی ڈالی ہے۔مختار کا معراج نامہ پڑھتے ہوئے یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ صرف شاعر نہیں تھا فن موسیقی سے بھی واقف معلوم ہوتا ہے۔اس نے معراج کے مضامین بیان کرتے ہوئے جہاں کہیں موقع ملا موسیقی کی اصطلاحات سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے زمین وآسمان کا مکالمہ ادب پر اس کی مکمل گرفت کا بہم پہنچاتا ہے۔فتاحی نے اپنے معراج نامہ میں صرف مضامین معراج بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے۔البتہ قربی نے حدیث وتفسیر کی معتبر کتابوں سے اخذ کرتے ہوئے معراج نامہ لکھا ہے جس کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں قربی کا معراج نامہ قرآن وحدیث سے ماخوذ مستند معراج نامہ

ہے۔ یہ تمام معراج نامہ تا حال مخطوطات کی شکل میں ملتے ہیں یہاں یہ بھی واضح کرنا ہے کہ یہ وہ معراج نامہ ہیں جو آزاد تخلیق کی حیثیت رکھتے ہیں ان معراج ناموں کے علاوہ شاہ معظم شاہ کمال باقر آگا ناسخ ضمیر نے بھی اپنے اپنے انداز میں معراج نامے لکھے ہیں یہ معراج نامہ ایک نہیں کئی مرتبہ شائع ہو چکے ہیں جن سے ان کی مقبولیت کا پتہ چلتا ہے۔

معراج نامہ شاہ معظم:

شاہ معظم علی عادل شاہ ثانی شاہی (۱۰۶۷۔۱۰۸۳ھ) کے دور کے ایک صوفی شاعر تھے۔ اورنگ زیب کا زمانہ بھی اُنھوں نے دیکھا ہے۔ عادل شاہی سلطنت کا زوال آپ کی نظروں کے سامنے ہوا جو دکھنی ادب وعلم کا گہوارہ تھا۔ اس المیہ کے باوجود آپ جب تک رہے شاہ پور میں تصنیفی فیضان کو عام کرتے رہے۔ شاہ معظم کا دیوانِ غزلیات کے علاوہ متعدد مثنویاں اور متفرق کلام جن میں منقبت مدح قصائد وغیرہ شامل ہیں آپ کی یادگار ہے۔ ابوالنصر خالدی نے آپ کو امین الدین علی اعلیٰ کا مرید منازل سلوک میں قادر لنگا کا طالب بتایا ہے۔ (۱۸) اور بعضوں نے امین الدین علی اعلیٰ کے خلیفہ کا مرید بتایا ہے جس کی توثیق اُن کے اشعار سے ہوتی ہے۔

مجہ کو مدد ہے پیر کا جس نام ہے قادر کتے
تب یو معظم جگ منے مشہور یوں اظہر ہوا

اس سلسلہ میں ڈاکٹر حسینی شاہد نے بڑے ہی مدلل انداز میں بحث کی ہے۔ اس سلسلہ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

> ''شاہ معظم نے اپنی روحانی سرگذشت مفتاح الاسرار میں بیان کی ہے جو غالباً ابوالنصر خالدی اور دوسرے محققین کی نظر سے نہیں گزری۔ اس مثنوی میں معظم نے بتایا ہے کہ حکمِ نبوی کی متابعت میں وہ حضرت امین کے طالب ہیں۔

اب جا تو بیجا پور ہے یور وہاں شہ پور
وھاں امین علی ہے پیر ہے روشن دیکھ ضمیر
اب ہونا جا کہ طالب گر عشق تجھے ہے غالب
میں کہتا امر قبول جوں بولے نبی رسول

حضرت امین نے اوامر ونواہی سے واقف اور اسرار رموز سے باخبر کرانے کے بعد شاہ معظم سے کہا کہ تیرا پیر تو قادر ہے تو اُس کو اپنے دل میں بسالے اور اس کا دامن تھام لے

ہے پیر ترا تو قادر اور حاضر ہے تو ناظر
اوس پیر کو نا ہیں بر تو اور اس کو دل میں دھر تو

اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ شاہ معظم کے پیر قادر لنگا تھے اور اُنھوں نے اپنے دادا پیر یعنی امین الدین علی اعلیٰ سے فیض اکتساب حاصل کیا ہے''۔(۱۹)

مذکورہ بالا سطور سے یہ بات واضح ہے کہ شاہ معظم نے امین الدین علی اعلیٰ سے بھی فیض اکتساب حاصل کیا تھا لیکن آپ کے پیر ومرشد قادر لنگا ہیں۔شاہ معظم کی یادگاروں میں ایک معراج نامہ بھی ہے جس کا ایک قلمی نسخہ انجمن ترقی اُردو پاکستان (۲۰) میں موجود ہے اور دوسرا نسخہ جامع مسجد بمبئ (۲۱) میں موجود ہے۔شاہ معظم کا معراج نامہ کسی کا ترجمہ نہیں اسی لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ اُردو کا پہلا طبع زاد معراج نامہ ہے۔اگر چہ کہ اس سے پہلے بھی بلاقی ، ہاشمی ،مختار اور فتاحی کے معراج نامے موجود ہیں لیکن یہ سب فارسی معراج ناموں سے مستعار ہیں۔

شاہ معظم کا معراج نامہ ۱۰۷۰ھ کی تصنیف ہے جو سولہ ابواب اور ۱۹۰ اشعار پر مشتمل ہے جس کو حسینی شاہد نے مرتب کیا ہے (۲۲) ابتدائی پانچ ابواب حمد ،نعت ، مدح صحابہ، منقبت حضرت علیؓ اور منقبت اہل بیت پر

مشتمل ہے۔ چھٹے باب سے معراج کا واقعہ شروع ہوتا ہے اور آخری باب مناجات کے لئے مختص کیا ہے۔ ہر باب کی سرخی منظوم ہے اگر ان کو ایک جاہ جمع کیا جائے تو پوری مثنوی کے مضامین کا پوری طرح اندازہ ہو جائے گا۔ ملاحظہ ہو:

اول توحید کہتا ہوں سو اُس قدرت کے قادر کا
کہ مالک ہے دو عالم کا او رازق بحر ہور بر کا

نبی کا نعت کرتا ہوں مبارک ذات کا تعریف
کہ او محبوب رب کا ہور ہے صاحب ہفت کشور کا

کتا ہوں منقبت یاراں جو اصحاباں بڑے ہیں یو
نبی کے دو ہیں خلیفیاں عمر صدیق اکبر کا

کتا ہوں مدح یو شہ کا کہ او شاہِ ولایت ہے
لقب درگاہ سوں جس کوں علی کرار حیدر کا

ایتا خاتونِ دوران کا ثنا ہور صفت کرتا ہوں
جگر گوشہ علی کا ہور جو کوئی پیارا ہے سرور کا

یونس معراج کی کہتے مشاطا ہو سنواری سو
عجب سنگار باندیا ہوں سو اس کے زور و زیور کا

ہوا ہے امر اشرف یوں لیجا براق تازی کوں
بولا لیا جبرئیل جاتوں دیکھا دیدار دل بر کا

نبی خوش خواب سوتے تھے اپیں روح الامیں آکر
مبارک کہہ شہنشہ کوں اچھو تجھ تخت افسر کا

ثنا براق تازی کا جتا تعریف کرتا ہوں
برق سوں تیز تر دستا ہر یک پر، جس کے شہہ پر کا

شہنشہ شوق سوں اوٹھ کر ہوا ہے سوار نازی پر
منگیا ہے دیکھنے جا کر درس دل دار دل بر کا

مبارک وقت پر غازی چڑیا ہے تخت نوکھن کا
ہوا ہے شاد شاداں (دل) دیکھت دیدار دل بر کا

یو جاگا لامکاں کا ہے نہیں یو راز کہنے کا
نبی کوں حق (دیا) خلعت جہاں یو دلق فقر کا

نبی کو بھوک لگی تھی سو کیا مالک نے
اوتر کانسا سو آیا ہے برنج ہور شیر شکر کا

حضور سوں سوار رف رف کر کیا جب حق وداع شہ کوں
ملے تب جبرئیل آکر کئے ہیں امر و تر کا

اوتر جب آئیا شہ گھر میں خیال خواب کا کرتے
بلال اُٹھ بانگ دیتے ہیں ہوا ہے وقت فجر کا

الٰہی پاس منگتا ہوں امیں بولو محباں سوں
معظم عرض کرتا ہے پریشاں حال ابتر کا

مثنوی کا آغاز حسب ذیل شعر سے ہوتا ہے:

اول توحید کہتا ہوں سو اس قدرت کے قادر کا　　کہ مالک ہے دو عالم کا او رازق بحر ہور بر کا

منظوم سرخیوں کے ملاحظہ کے بعد یہ بات واضح ہے کہ معظم نے معراج شریف کے حالات کا پورا احاطہ کیا ہے۔ معظم کے معراج نامہ میں بھی نصرتی کی طرح چرخیات شامل ہیں۔ صرف یہ ایک ہی مقام ہے جو واقعہ معراج سے برعکس ہے ملاحظہ ہو:

او تازی ہوا برق سوں تیز تر　　چلے جبرئیل زین کا آل دہر
سعادت سوں پیلے سما کے اوپر　　ہوا سوار جب شہہ بلند بخت ور
اول چاند خدمت کوں حاضر ہوا　　اوسی تے دو عالم پہ ناظر ہوا
گگن دوسرے پر چڑیا شہہ گھنبیر　　عطارد ہوا خاص شہ کا دبیر
چڑیا شاہ تسرے سماوات پر　　سو زہرہ کھڑا آؤ صف باند کر
سہیلے شہنشہ پہ گانے لگیا　　کتک جنس باجے بجانے لگیا
جو چوتھے فلک پر چڑے جیوں شتاب　　کمر باند حاضر ہوا آفتاب
..... بادل کیرا ہات لے　　چلیا کئی ستاریاں کوں سنگلات لے
کیا..... جب پانچویں..... نگار　　سو مریخ خدمت بدل اپ سنوار
ارادت میں..... اس شاہ کا　　سو نوکر ہوا اس نول ماہ کا
چھٹے چرخ پر جب چڑیا شہریار　　مشرف ہوا مشتری زر نگار
غلاباں میں شہہ کے سو کم تر ہوا　　بزرگی میں ساریاں پہ برتر ہوا
طبق ساتویں پر چڑیا شہریار　　شارے طبق نور کے کئی ہزار

ان ابیات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ معظم نے معراج نامہ میں اپنے تخیلات کو بھی شامل کیا ہے۔ پہلے آسمان پر چاند دوسرے پر عطارد تیسرے پر زہرہ چوتھے پر آفتاب اور پانچویں پر مریخ چھٹے پر مشتری اور ساتویں آسمان پر نور کے طبق حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار کر آپ کا خیر مقدم کیا گیا جو کسی بھی روایت سے ثابت نہیں۔ معظم نے معراج نامہ کے آخر میں ایک باب مناجات کے لئے بھی مختص کیا ہے جس پر مثنوی ختم ہوتی ہے جس

میں اُس نے مثنوی کی سن تصنیف کی بھی وضاحت کی ہے:

یو نامہ کیا کر مجھے حق دیا　　مجھ عاجز کو سلطان معظم کیا
یو نامہ جہاں میں ہوا جب ختم　　ایگیارہ صدی میں اتھے تیں کم
رجب کی ستاویں یو نامہ تمام　　نبی پر ہزاروں دو و اسلام

معراج نامہ از شاہ کمالؒ:

شاہ کمال نے یہ مثنوی خواجہ رحمت اللہ اسد کی فرمائش پر قطب شاہی عہد کے شاعر بلاقی کے معراج نامہ (۱۰۶۵ھ) کے جواب میں لکھی۔ اس مثنوی میں ۱۷۱ ابیات ہیں اور اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں (۲۳) موجود ہے جس کا سنہ تصنیف ۱۱۹۱ھ ہے جس کی صراحت مثنوی کے اختتامیہ سے ہوتی ہے:

یک ہزار و یک صد نود پر ایک　　سال میں پایا رقم یہ نامہ یک
حق سے بے واقع تحیات و سلام　　بر نبی وال اصحابش تمام

شاہ کمال نے اپنے مثنوی میں خواجہ رحمت اللہ کی فرمائش کا بیان کرنے کے ساتھ ساتھ بلاقی کے معراج نامہ کے ضعیف روایات پر مبنی ہونے کا بھی ذکر کیا ہے، ملاحظہ ہو:

شاہ خواجہ رحمت اللہ ذوالوصول　　مشتہر جس کا لقب نائب رسول
نامۂ معراج درھندی زباں　　جو بلاقی نے کیا تالیف آں
تھے روایت اسمیں شاہد مختلط　　ہم صحیح و ہم ضعیف و ہم غلط
لا جرم در طبق موڑں بلند　　نامہ مذکور سنئیں آیا پسند
بعدۃ معراج نامہ یک صحیح　　ہو عبارت سے عرب کے تھا فصیح
خواجہ نے منگوائے بیت اللہ سے　　یوں کہے اس بندۂ درگاہ سے
تم کر دھندی میں اس کا ترجمہ　　تاکہ سن کے نفع ہوے پر سمہ

سر آنکھیاں کر قبول اس امر کو ترجمہ اس کا کیا میں ہو ہوں

ان ابیات سے پتہ چلتا ہے کہ خواجہ رحمت اللہ نے شاہ کمال کو بیت اللہ سے فصیح عربی میں معراج نامہ منگوا کر دیا اور یہ خواہش کی کہ اس کا ترجمہ اُردو میں کیا جائے۔ اس معراج نامہ میں عربی اور فارسی الفاظ کی بہتات ہے اور واقعات کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ اس معراج نامہ کو شاہ کمال کے نبیرہ شاہ افضل نے ۱۳۰۷ھ میں مطبع احمد قلندر بنگلور میں طباعت کروا کر اشاعت کا اہتمام کیا لیکن یہ مثنوی طباعت شدہ ہونے کے باوجود کمیاب ہے۔

معراج نامہ از باقر آگاہ:

باقر آگاہ کی تصنیفات میں ہدایت نامہ، فرقہ ہائے اسلام کے علاوہ معراج نامہ بھی شامل ہے جس کے مخطوطات کا تذکرہ نصیرالدین ہاشمی نے کیا ہے کہ یہ پیرلیس کے قومی کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔ (۲۴)

مولوی عبدالحق نے لکھا ہے کہ آگاہ کا معراج نامہ قومی کتب خانہ پریس (مدراس) سے شائع ہو چکا ہے جو ۴ صفحات ۱۵۴ ابیات پر مشتمل ہے۔ (۲۵)

لیکن فی الحال اُس کا کوئی نسخہ ہمیں دستیاب نہیں۔ غالباً یہ کمیاب ہوگا۔ باقر آگاہ کی مثنوی کے متعلق صرف اتنا کہا جا سکتا ہے کہ انھیں ابوالحسن قربی سے شرف تلمذ حاصل تھا انھیں سے فیض اکتساب حاصل کیا علی ھذا القیاس ان کا بھی معراج نامہ حقائق اسلام پر مبنی ہوگا۔

معراج نامہ - ناسخ:

امام بخش نام ناسخ تخلص تھا۔ پیدائش فیض آباد میں ہوئی۔ بعد میں لکھنو چلے آئے۔ ناسخ کی تین مثنویاں ملتی ہیں جس میں ایک معراج نامہ بھی ہے۔ ڈاکٹر گیان چند جین اس معراج نامہ کے متعلق رقمطراز ہیں:

''اسے رشید حسن خاں نے دریافت کر کے رسالہ اُردو کراچی
بابت جولائی ۱۹۶۸ء میں شائع کیا۔ اس کا واحد مخطوطہ فرنگی محل لکھنو سے

ملا۔ ناقص الاول ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ شروع کا صرف ایک ورق ضائع ہوا ہے۔ فی الحال مخطوطے میں ۳۴۵ شعر ہیں ترقیمے میں صاف لکھا ہے:

''تمام شد رسالہ معراج نامہ تصنیف شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی .....بتاریخ بست و ہفتم ذیقعدہ یوم چہارشنبہ ۱۲۵۹ء''

متن میں ناسخ کا کہیں نام نہیں آیا۔ اس مثنوی میں اعلانیہ سنی عقائد ہیں۔ ابتداء میں چار یار کی مدح ہے اس لیے بہت ممکن ہے ناسخ نے اسے اپنی تصانیف سے خارج کر دیا ہو۔ لیکن فرنگی محل میں اس کی ایک نقل رہ گئی ہو۔ مثنوی میں شاعرانہ حیثیت سے کوئی خاص بات نہیں، محض نظم نگاری ہے''۔(۲۶)

ریحان معراج از ضمیر لکھنوی:

ضمیر کا پورا نام مظفر حسین تھا ضمیر تخلص کیا کرتے تھے اور وہ لکھنو کے رہنے والے تھے۔ مرثیہ نگاری میں بلند مقام رکھتے ہیں۔ علاوہ اس کے ان کی دو تخلیقات ''ریحان معراج'' اور ''مظہر العجائب'' ان کی یادگار ہیں۔ ضمیر نے ریحان معراج ۱۲۴۷ھ میں لکھی جس کی صراحت ریحان معراج کے آخری اشعار سے ہوتی ہے، ملاحظہ ہو:

یہ فرمائش صاحب تاج ہے — مسمیٰ بہ ریحان معراج ہے
ہوا ختم معراج نامہ جو ہیں — ہوئی فکر تاریخ کی دلنشیں
یہ آئی ہاتف کی بے انتہا — کہو اس کی تاریخ ''فیضان شاہ''

مذکورہ اشعار میں ''فیضان شاہ'' تاریخ تصنیف ہے ابجد کی رو سے ۱۲۴۷ھ برآمد ہوتا ہے۔ ریحان کو معراج مطبع محمدی وزیر گنج لکھنو سے ۱۲۸۱ھ میں مرزا علی لکھنوی نے پہلی مرتبہ شائع کیا۔ اس میں کل ۱۸۰۶

ابیات ہیں اور یہ کمیاب ہے۔

ریحان معراج کے تین نسخے مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔ ایک ناقص الاول (۲۷) دوسرا (۲۸) ناقص الاخر اور تیسرا (۲۹) مکمل نسخہ مکمل ہے۔

نصیرالدین ہاشمی (۳۰) نے بھی اس بات کی صراحت کی ہے کہ اس کا ایک نسخہ ناقص الاخر یورپ میں موجود ہے۔ افسر صدیقی نے بھی اس کے ایک نسخہ کی نشاندہی کی ہے۔ (۳۱)

ضمیر نے ریحان معراج میں اثنا عشری عقائد کے ساتھ ساتھ بہت ساری موضوع روایات کو اس میں شامل کیا۔ مثنوی کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بلاقی کے معراج نامہ اور ضمیر کی معراج نامہ میں بعض مقامات پر مماثلت ہے بلاقی کے معراج نامہ میں یہودی کا معراج النبی کی تکذیب کرنا اور پھر ماہی خرید کر گھر جانا اور دریا میں غوطہ زن ہوتے ہی عورت کا بن جانا پھر اُس یہودی کا ازواجی زندگی گزار کر سات بچے پیدا کرنا پھر دریا میں غوطہ زن ہوتے ہی اصلی ہیئت میں آجانا اور گھر جا کر یہ دیکھنا کہ اُس کی بیوی اُس کی لائی ہوئی مچھلی دھو رہی ہے۔ ضمیر کے معراج نامہ میں بھی یہی واقعہ موجود ہے۔ بلاقی اور ضمیر کے معراج ناموں میں فرق صرف یہ ہے کہ بلاقی نے یہودی کو عہد نبوی سے متعلق بتایا ہے اور ضمیر نے بعد کے کسی زمانے میں ایک محدث سے واقع معراج سن کر یہودی کے انکار کا بیان کیا ہے۔

ریحان معراج میں حمد و نعت کے بعد سلطان نصیرالدین حیدر بہادر اور اس کے وزیر حکیم مہدی علی خاں کی مدح ہے اور اس کے بعد معراج نامہ شروع ہوتا ہے۔ جبرئیلؑ کا حضور کے گھر آنا اور حضور کو لیجانے کا بیان ملاحظہ ہو:

کہ پہلے سما کے سو دربان کون — کہا کھول بیگی سو دروازہ تون
سو دربان بولا کہ تون کون ہے — کہ ایا اوہی رات کیا کام ہے
کہا میں ہون جبریل کچھ کام تہا — گیا تہا زمیں پر جو فرمان تہا
کہ دربار بولا دوجا کون ہے — کہ محبوب حق کا نبی خاص ہے

کہا مرجا بیگی در کھول کر　　تجھی دیکھنے میں کھڑا منتظر
کہ اپرال پہلے طبق کے ملک　　دیکھے نور کا وان پڑا سب جھلک
کہ صلوات بولے وکہئے سلام　　دیئے جو اب انکو علیک السلام

ضمیر نے ریحان معراج میں ایسی بہت سی مثالیں شامل کی ہے جن کی تصدیق قرآن وحدیث سے نہیں ہوتی۔ریحان معراج اس بیت پر ختم ہوتی ہے۔

کہو اس کو پڑھ کر صبح و شام　　بہ آلِ محمد درود و سلام

اب ان معراج ناموں کا ذکر کیا جاتا ہے جو آزادانہ حیثیت میں نہیں لکھے ہیں بلکہ یہ معراج نامہ اظہار عقیدت کیلئے لکھے گئے ہیں اور کسی تخلیق کا حصہ ہیں جسے احمد گجراتی نے مثنوی یوسف زلیخا لکھی تو اس میں حمد ومنقبت کے ساتھ ساتھ معراج نامہ بھی لکھا۔ایسے معراج ناموں میں ہمیں ملا وجہی، نصرتی، کے یہاں بھی ملتے ہیں۔

یوسف زلیخا:

احمد گجراتی قطب شاہی عہد کا شاعر ہے۔اس نے ایک طویل مثنوی یوسف زلیخا ۹۹۸ھ میں لکھی جس کی ابتداء میں ۷۰ ابیات پر مشتمل معراج نامہ موجود ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اُردو کا پہلا معراج نامہ ہے۔ چونکہ ۹۹۸ھ سے قبل ہمیں معراج نامہ نہیں ملتا۔

احمد گجراتی نے اس معراج نامہ میں حضورؐ کا معراج کے لئے جبرئیل کے ہمراہ براق پر سوار ہونا بیت المقدس میں نماز پڑھنا، پھر آسمانوں کی سیر، حور وملائک کا حضور کی آمد پر استقبال اور پھر دیدار الٰہی کا بیان کیا ہے اس معراج نامہ میں چرخیات کا بھی بیان ملتا ہے، ملاحظہ ہو:

ہوا روشن دو جا آسماں اُس تھے　　عطا پا یا عطارد گیان اُس تھے
جو دیتا نور سورج کی انبر کوں　　سو لیتا سور بھی نور اس نظر سوں
زحل کتواں انبر ساتواں سب　　ستکار یاجی رکھے شہ پگ وہاں تب

کہ منج مریخ کوں کیتا قوی توں　　بوس دیکھ چھوڑ کر دشمن قوی سو
نیکے دونیں زہرا مشتری ساری　　جھمکتے تار جوں سورج کیر تار

احمد گجراتی نے اپنے معراج نامہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام قاب قوسین کا بیان کرتا ہے جس سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ شاہد بھی وہی ہے اور مشھود بھی، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے خدا خدا ہے رسول رسول ہیں چنانچہ اس سلسلہ کے اشعار ملاحظہ ہوں:

خدائی میں سو کچ کھویا خدائی　　خدائی پن نہیں گویا جدائی
جلالت کبریا پردیاں میں چھپ جائے　　بھتر کا ھور ہیا پرکٹ تھے باز آئے
ازل میں تھا جکیج سو ہے ہوا پھر　　ہوا باطن جکیج تھا ہوئے ظاہر
دیکھن ہارا دیسن ہارا نہ بن ایک　　کہیں ہارا اسونن ہارانہ بن ایک
آپس سو آپ بولیا ہور نسیا بھی　　آپس کوں آپ دیکھتا ہور دیسیا بھی
جو باطن بھیس ظاہر کا لیتا پھیر　　لیتا بھی بندگی کا مرتبا پھیر (۳۲)

قطب مشتری :

وجہی دربار قطب شاہی سے وابستہ تھا اور یہ گولکنڈہ کا پہلا ملک الشعراء شاعر تھا۔ ۱۰۱۸ھ میں وجہی نے عشقیہ مثنوی قطب مشتری لکھی ہے۔ اس کی ابتداء میں ذکر معراج کے عنوان سے ۳۴ ابیات پر مشتمل معراج نامہ لکھا ہے جس میں شیعی عقائد کے ساتھ ساتھ منظر نگاری کثرت سے ملتی ہے۔ منظر نگاری کی مثال ملاحظہ ہو:

صفت کرتوں معراج کی رات کا　　کہ جاگیا اھے بخت تج بات کا
اتھا اس رین کوں عجب کچھ نور　　کہ لاکھاں تے چاناں کروڑاں تے سور
ملک زر گراں زر لے کر سور کا　　ملماں انبر کوں کیے نور کا
نبیؐ آتے ہیں کر سنے جو یو بات　　سنوارن لگے تو انبر دھات دھات
ملایک ملے تھے نو آسماں کے　　مقرب بڑے پاک بھومان کے
جو جبرئیلؑ تے پائے خوش خبر　　بجانے لگے سب طبل عرش پر

نبیؐ تھے اچھوں آپنے گھر منے　　جو غوغا کئے قدسی انبر منے
نبیؐ آج ہمارے یہاں آئیں گے　　ہمیں سب انوکا درس پائیں گے
ملایک اچھلے لگے ذوق سوں　　سوں حضرتؐ کے دیدار کے شوق سوں
فرشتے سورج چاند تارے تمام　　نو اسمان کے رہنہار سے تمام
قدم بوسی کے شوق نے دھاے کر　　رہے پہلے آسمان میں آئے کر
جدا تھے سو مل کر سبھیں ایک ٹھار　　خوشیاں عیش کرتے اتھے بیشمار
جو ویسے میں جبرئیلؑ اُتر آے کر　　بشارت سو حضرتؐ کنے لیائے کر(۳۳)

ان ابیات میں شاعر نے معراج کے خیالی منظر کو پیش کیا ہے۔

اور کہتا ہے کہ حضورؐ معراج پر تنہا تشریف نہیں لے گئے بلکہ آپ کے ساتھ سیدنا علیؓ بھی موجود تھے یہ ایک شیعی عقیدہ ہے چنانچہ اس سلسلے کی ابیات ملاحظہ ہوں:

محمد کوں جس رات معراج ہوی　　نہ تھا دوسرا واں علی باج کوئی
انو تینوں کو بات یو نام ہے　　سمجھنا دو چوتھے کا نہیں کام ہے(۳۴)

ان ہی ابیات پر ذکر معراج ختم ہوتا ہے اُس کے بعد سیدنا علیؓ کی منقبت شروع ہوتی ہے۔

گلشن عشق/علی نامہ:

نصرتی عادل شاہی دربار سے وابستہ تھا اس کی شاعرانہ عظمت کی وجہ سے اُسے ملک الشعراء کا خطاب ملا اُس کی مشہور تصانیف میں علی نامہ، گلشن عشق، شامل ہے۔ نصرتی کی شاعری میں رزم اور بزم دونوں ملتے ہیں گلشن عشق ایک عشقیہ مثنوی ہے جس میں تقریباً چار ہزار اشعار موجود ہیں۔ جس کا سنہ تصنیف ۱۶۵۷ء ہے۔ نصرتی نے گلشن عشق کی ابتداء میں معراج نامہ رقم کیا ہے جو ۹۷ ابیات پر مشتمل ہے جس میں حضرت جبرئیل کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آنا اور آپ کو سات آسمانوں کی طرف براق پر لیجانا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیت المعمور کی زیارت کرنا اور نبیوں سے ملاقات کا ذکر اجمالاً کیا گیا ہے اسی سلسلے کے اشعار ملاحظہ ہوں:

ادب سات جبریلؑ ہوات قریب　　کھیا بیگ اُٹھو اے خدا کے حبیب
کہ طالب اہے حق تمن وصل کا　　اتا ہو شرف رویت اصل کا
چلو چڑھ ترنگ خوب مج سات ہے　　ادک آج کی جلوہ گر رات ہے(۳۵)
مرصع کی ہو صدر ہی ہر فلک　　اہے مجلس آرائی صف صف ملک
جتے پنتھ کسوت کرے سور کی　　کہ ہے پائے انداز سب نور کی
سہاویں بہشتاں میں عالی قصور　　سنوارے ہیں سب سرتے غلمان وحور
انند جا بجا ہو رھیا ہے خوش آج　　بجیں عرش پر طبل اسی کاج گاج
جتا آج تج کاج یو کاج ہے　　نہ لا بار ، عالم دو محتاج ہے
سنے جیوں نبیؐ یو خوشی کی خبر　　اُٹھے سوچ بیگی وضو تازہ کر
ترنگ پاس آ شکر کر بے حساب　　چڑھے پر سٹے تخت پر جم کی داب
چلیا جیوں کھڑے ٹھار خنگ اوبل　　کہ کا نیرتے جیوں او چھلتی ہے کل
چنچل ات پری تے جھٹک تیز پر　　فلک لگ گیا باد ہو جلد تر
گیا پیش جب چرخ اول پہ دُھم　　سٹیا سو ترنگ چاند کے تن پہ سم
پکڑوے نشانی اجھوں چاند تن　　کدھیں بغل کرتا کدھیں سم نمن
کنک چاند کوں ہوئی مگر سم کی خاک　　کہ پارہ اتھا سو ہوا نقرہ پاک
کیا بیت معمور میں خوب دھات　　ملاقات نبیاں کی روحاں سنگات
اٹک کوئی گھڑی واں اقامت کئے　　منزّہ صفاں کی امامت کئے
گئے جیوں دوجے آسماں کے اوپر　　کئے سو عطارد طرف یک نظر(۳۶)

ہوا پل میں غلام روشن ضمیر　　بنیا بدسوں ساتواں فلک کا دبیر
سیوم چرخ پرواں تے کیتا گون　　نظارہ کیا سوچ زہرہ رخن
بدھاوا یوشہ کاج گانے لگی　　بجا ماہ کا دف پلانے لگی

کیا چرخ چارم پہ جب واں سوں دھانو　　سٹیا سو ہمائے سعادت کی چھانو
ہوی سات کھنڈ کی شہی سور کوں　　جہاں پروری آئی تس نور کوں
کیا جب فلک پانچویں پُر ہلک　　دیکھیا واں جو مریخ کی دھیرٹک
ادک سرخ رو ہو شجاعت منے　　لیا کھینچ خنجر سداہت منے
گئے جوں چھٹے آسماں کے فراز　　ہوا مشتری واں جو آپیش واز
دکھت درس ہو نیچ میں ہم زباں　　ہوا قاضی مسند آسماں
کیا واں تے جیوں چرخ ہفتم پہ چال　　زحل نحس اکبر کو پا جگ کا کال
چلن مند تس نحس تے پے کیا　　پچھیں واں تے بھی باٹ انگے طے کیا(۳۷)

نصرتی نے معراج نامہ کی تمام تر تفصیلات بیان کرتے ہوئے اپنے تخیل سے نئے مضامین اختراع لئے ہیں جیسا کہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچ سیاروں کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر خوش ہونے کا بیان اور زہرہ سیارہ کا چاند کو دف بنا کر بجانا اور گانے کا بیان ہے جس کی وجہ سے پُر لطف جزیات سامنے آتی ہیں لیکن معراج النبیؐ کی حقیقت سے ان باتوں کا کوئی تعلق نہیں ان ابیات کے بعد نصرتی نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا سدرۃ المنتہیٰ سے رف رف پر جانا اور قاب قوسین کی منزل کو پانے کا بیان کیا ہے۔اس مثنوی کے آخر میں نصرتی نے چار خلفاء کی مدح بھی کی ہے۔ملاحظہ ہو:

لے آیا سفر کر جو نعمت نول　　وہی توشہ کتیا محباں بدل
محباں نے جب وہ رہ آورد پائے　　دونو جگ کی نعمت تے یک یک اگھائے
ابوبکر صدیقؓ وہ یار غار　　دھریا سقف دیں رکن تے جس ادھار
عمرؓ ابن خطاب وہ نیک رائے　　کہ ات عدل سوں دین کا گھر بسائے
جو عثمانؓ دھنی شرم و ایمان کے　　وہ جامع اہیں جملہ قرآن کے
وصی نبیؐ ذی شرف ات بلی　　سو وہ شاہ مرداں علیؓ ولی
اتاشہ کے اس منقبت کوں نول　　کہ تا مشکلاں مج پہ سب ہویں حل

دیوے طبع کی مج زباں میں سکت　　کنا شیر سبحان کی مقبت (۳۸)

ان ہی ابیات پر نصرتی نے ذکر معراج ختم کیا اور اس کے بعد سیدنا علیؓ کی منقبت بیان کی ہے۔

علی نامہ:

یہ نصرتی کی رزمیہ مثنوی ہے جو ۱۰۷۶ھ میں لکھی گئی ہے۔ جس میں اُس نے علی عادل شاہ ثانی کی بہادری اور شجاعت کی تعریف کی ہے۔ اس مثنوی کی ابتداء میں ''ذکر معراج شہنشاہ زماں عالمگیر لامکاں لک جنے جا ملک لیا ہل میں کھندل'' کا عنوان باندھا ہے اور اس میں معراج کے واقعہ کی تفصیل بیان کی ہے۔ گلشن عشق کی طرح یہ ذکر معراج بھی ۱۷۹ اشعار پر مشتمل ہے۔ گلشن عشق اور علی نامہ کے معراج نامہ میں فرق صرف یہی ہے کہ علی نامہ میں شاعر نے مثنوی کے نفس مضمون کی مناسبت سے معراج کے مضامین باندھے ہیں چونکہ علی نامہ ایک رزمیہ مثنوی ہے اسی مناسبت سے نصرتی نے معراج نامے میں بھی رزم کی لفظیات کو برتا ہے۔ مضامین البتہ گلشن عشق اور علی نامہ میں یکساں ملتے ہیں۔

عطارد اطاعت میں آ بے نظیر　　لیا اپنی جاگا کو آتش دبیر
کیا دانتے کیتا سویک تیز تک　　سیوم قلعہ کر فتح زہرہ تلک
وہیں زہرہ محکوم ہو خوش رتجھا　　اپس ملک لے دان میں گا بجا
کیا دانتے جب گرم اچپل ترنگ　　لیا قلعۂ چارمی بیدرنگ
دیکھت مکھہ حضرت کے ات آب وتاب　　لگیا روٹنے چشمہ آفتاب
مسیحا کے گھر کا چراغ اس پچھان　　پھر اس کا اسی پر رکھیا بادبان
کیا واں تے جو پانچویں گڑ پہ ریز　　کیا ملک مریخ کا وہم سوں تیز

کر ابندہ مریخ رکھ لے بھرم　　رھیا تسکے ترکاں کا سر ہو جنم
کیا وانتے جب رُخ چھٹے گڑ طرف　　دیا فتح کر شتری کوں شرف

فضیلت منے جب لو کامل دسیا　　عبادت میں علام عامل دسیا
وہی بخش مسند دیا سو رضا　　شریعت کوں اس جگ کی سو نپیا قضا
جو تیزی کوں بھی واں تے ایڑی دیا　　چڑ یک پل میں ویں ساتواں گڑ لیا
زحل دیکھ او چار شہ کا نوا　　ہوا پر دہشت سوں چک مک گنوا (۳۸)

نصرتی نے ان اشعار میں سیاروں کی جو کیفیت بیان کی ہے وہ کسی کتب حدیث یا کتب تفسیر میں نہیں ملتی جیسا کہ قبل ازیں گلشن عشق کے سلسلے میں عرض کیا گیا شاعر نے اپنے تخیل سے فائدہ اٹھایا ہے۔ قرآن وحدیث اس کا ماخذ نہیں۔ گلشن عشق کی طرح یہ معراج نامہ بھی چار خلفاء کی مدح پر ختم ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

ابوبکر صدیق ات صدق آن　　مبارک کہے یا نبی تجہ یومان
عمر ابن خطاب عالی خطاب　　ہوے خوش دل و جان سوں بیحساب
سچے بول عثمان عفان مان　　کئے ذوق پا اپنے خاطر نشان
خصوصاً علی شاہ مرداں دلیر　　پہوکے دیکہ یو فتح جیوں نرہ شیر
نبی کوں ولی عین ہے گنج راز　　ہوا دین تس تیغ سے سرراز
اتا یہاں تے کہنا ہے تس منقبت　　کہ تا فتح نامہ کنے ہوئے سکت (۳۸)

حضور کا معراج پر تشریف لے جانا انسانیت کی معراج ہے اسی لئے تو اقبال نے کہا ہے

عشق کی ایک ہی جست نے کردیا قصہ تمام
اس زمیں وہ آسمان کو بیکراں سمجھا تھا میں

ایک رات میں خدا کی دعوت پر حضورؐ نے ساتوں آسمانوں کی سیر کی جہاں بعض روایات صحیحہ کے مطابق خدا کا دیدار کیا اور لوٹ آئے علامہ اقبال نے عبدالقدوس گنگوہی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضورؐ کی عظمت یہ ہے کہ وہ معراج شریف میں زمین پہ لوٹ آئے اردو شعراء نے انسانیت کی اسی عظیم معراج کو اپنی تخلیقات میں بحسن خوبی پیش کیا ہے جسے ہم معراج ناموں کے نام سے جانتے ہیں جہاں میں وسعت کی غرض سے بعض شعراء نے قرآن وحدیث کے ماخذات کے علاوہ بھی موضوع روایات کو معراج ناموں میں بیان کیا ہے لیکن کوئی واقعہ

اخلاق سے گرا ہوا یا انسانی عظمت کے خلاف جانے والا بیان نہیں کیا ہے۔ زہرہ دف بجاتی ہے یا زمیں و آسمان میں اپنے فخر میں مکالمہ ہوتا ہے تو صرف اس لئے کہ حضور نے آسمان کو شرف بخشا ہے۔ قصص القرآن میں واقعہ معراج اہم حیثیت کا حامل ہے۔

(الف)

یوسف زلیخا

مخطوطات:

(۱)عاجز(۲)ہاشمی(۳)امین گجراتی(۴)سید محمد

مطبوعات:

(۱)احمد گجراتی(۲)فگار

قرآن مجید میں دوسرے قصص کے ساتھ یوسف زلیخا کا قصہ بھی ملتا ہے۔ جسے اللہ تعالی نے احسن القصص کہا ہے۔ یوسف زلیخا کا قصہ عالمی ادب کا حصہ ہے۔ عربی اور فارسی کے علاوہ مغرب کی دوسری زبانوں میں بھی اس قصہ کو لکھنے والوں نے اپنے اپنے انداز میں لکھا ہے۔ چنانچہ پروفیسر سیدہ جعفر عالمی ادب میں احسن القصص کی پذیرائی کا بیان کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

''عالمی ادب میں اس قصہ کی پذیرائی اس کی مقبولیت کا ثبوت ہے جرمن زبان میں روز وے (Rozenweigh) اور انگریزی میں اے راجر (A. Roger) اور آر ٹی ایچ گرائفٹ (R.T.H Griffith) نے اس قصہ کو پیش کر کے خراج تحسین حاصل کیا۔ ان کے علاوہ ہیلڈ چ فان (Heldengedich Tfon) نے ۱۸۸۹ء میں ویانا سے اور فلک پرلس (Falk Perles) نے ۱۹۰۱ء میں برلن سے اس قصے کے چربے شائع کئے تھے فارسی میں ابوالموید بلخی بختیاری، فردوسی، جامی نے قصہ یوسف زلیخا کو موضوع سخن بنایا تھا۔ مختصر یہ کہ یہ قصہ ہر دور میں ادبی شخصیتوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا رہا ہے۔''(۳۹)

اردو میں بھی اس احسن القصص پر خاص توجہ دی گئی اور فارسی کے زیر اثر مثنوی کی ہیئت میں اردو کے کئی

شعراء نے یوسف زلیخا کے قصے کو لکھا ہے۔

یوسف زلیخا کا قصہ سرزمین عرب سے تعلق رکھتا ہے اور شعراء کا ابتداء ہی سے یہ مزاج رہا ہے۔ وہ قصہ لکھتے ہوئے مقامی تہذیبی عناصر کو قصہ کا حصہ بناتے ہیں چنانچہ اردو میں عاجز ہاشمی احمد گجراتی نے جہاں کہیں بزم کا نقشہ کھینچا ہے وہاں مقامی تہذیبی عناصر کو شامل کیا ہے۔ اردو میں سب سے پہلی مثنوی جو یوسف زلیخا کو موضوع بنا کر لکھی گئی ہے وہ احمد گجراتی کی یوسف زلیخا ہے جسے سیدہ جعفر نے مرتب و شائع کیا ہے۔ فگار کی یوسف زلیخا بمبئی سے شائع ہوئی ہے لیکن محمد علی عاجز، ہاشمی بیجاپوری، امین گجراتی، اور سید محمد کے مثنویاں ہنوز غیر مطبوعہ ہیں۔

یوسف زلیخا۔ از محمد علی عاجز:

شیخ محمد شریف نام عاجز تخلص تھا۔ عاجز احمد شریف گجراتی کے فرزند تھے۔ عاجز نے مثنوی یوسف زلیخا ۱۰۴۷ھ میں تصنیف کی ہے۔ افسر صدیقی امروہوی نے لکھا ہے کہ عاجز کے تفصیلی حالات معلوم نہ ہو سکے۔ حتیٰ کہ یہ بھی پتہ نہیں چل سکا کہ وہ دکن کے کس حصہ کے باشندہ تھے اور وہ کب تک زندہ رہے (۴۰)۔ اکبرالدین صدیقی نے لکھا ہے شیخ محمد عاجز بیجاپور میں مقیم رہے اور یہی پیوند خاک ہوئے ان کا مزار بیجاپور میں حصار کے باہر واقع ہے۔ (۴۱)

عاجز نے مثنوی کی ابتداء میں حمد و نعت کے بعد محمد عادل شاہ کی تعریف میں ۱۲ ابیات موزوں کئے ہیں اُس کے بعد مثنوی کا آغاز ہوتا ہے، ملاحظہ ہو:

الٰہی توانا تو نگر ہے توں — تو رحماں سب بندہ پرور ہے توں
تو پوشیدہ ہر عیب کا بے ستار — تو بخشندہ ہے عاصیاں کا غفار
زمیں آسماں کو بے تیرا دہار — توں قاسم قوی ہے ایس بے قرار

عاجز کی مثنوی کا ایک نسخہ انجمن ترقی اُردو (۴۲) محفوظ ہے۔ محمد گجراتی کی زبان و بیان کے متعلق جمیل جالبی رقمطراز ہیں:

زبان و بیان کی سطح پر محمد کی مثنوی احمد کی مثنوی سے کہیں زیادہ صاف اور فارسی اسلوب سے قریب تر ہے۔ پچاس سال کے اندر اندر اسلوب بیان کی یہ تبدیلی اس بات کی علامت ہے کہ اُردو زبان، تیزی کے ساتھ فارسی زبان کے زیر اثر ''دھل'' منجھ کر ایک نئے ادبی معیار کی طرف بڑھ رہی ہے۔ احمد کی زبان پر گجری کا اثر گہرا ہے وہ فارسی و عربی کے الفاظ کو کم سے کم استعمال کرنے پر زور دیا ہے جس کا اظہار اس نے خود ''یوسف زلیخا'' میں کیا ہے۔

عرب الفاظ اس قصے میں کم لیاؤں
نہ عربی فارسی بھر تیک میلاؤں (۴۳)

زلیخا حضرت یوسفؑ کو جب خواب میں دیکھتی اور جب زلیخا کی شادی عزیز مصر سے ہو جاتی ہے تو زلیخا اپنی دایہ سے دریافت کرتی ہے کیا وہ شخص اُس کے خواب میں آنے والا خوبصورت جوان ہے لیکن جب عزیز مصر کو دیکھتی ہے کہ وہ یہ نہیں تو گریا وزاری کرتی ہے جس کا بیان محمد گجراتی نے اپنی مثنوی میں کیا ہے لیکن یہ واقعہ اسلامی روایات پر مبنی نہیں یہ اختراع کیا ہوا ہے اشعار ملاحظہ ہوں:

زلیخا کری رو رو زاری بھوت — ندا حق کا آیا ملے گا ترت
نکر غم توں ہوں آج اس یار تھے — ہویگی تو خوش حال دیدار تھے
عزیز مصر تھے نہ کچھ کام ہے — اسے کام میانے دلارام ہے
اچھے موم کی کیلی جس قفل کوں — اور 'درجک امالت رہے درز توں
کہ شب برک سرج کوں ذرا دیکھے جب — توں خاطر اپنا جمع سیتی.....
متی حق تھی یو بات ہوئی مہربان — پائے دل کی مقصود وئیں.....

یوسف زلیخا-از ہاشمی

سید میران نام اور ہاشمی تخلص تھا۔عہد علی عادل شاہ ثانی سے تعلق رکھتا ہے۔ ہاشمی نے سب سے طویل مثنوی یوسف زلیخا لکھی ہے جو ۱۵۱۰۰ ابیات پر مشتمل ہے جس کا سنہ تصنیف ۱۰۹۹ھ ہے۔اس مثنوی کا بنیادی قصہ بھی وہی ہے جو احمد گجراتی اور محمد گجراتی نے اپنی مثنویوں میں پیش کیا ہے۔ ہاشمی اپنی مثنوی کے سن کے بارے میں کہتا ہے۔

مرتب کیا میں یو قصہ کوں تو ہزار برس پر تھے نود پر سونو

یوسف زلیخا ہاشمی کے آخری زمانے کی تصنیف ہے۔ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں دوسری مثنوی کے مقابلے میں زیادہ فنی پختگی اس مثنوی میں پائی جاتی ہے۔(۴۴) نابینا ہونے کے باوجود اُس نے اتنی ضخیم مثنوی لکھی چنانچہ محمد علی اثر اس سلسلہ میں رقمطراز ہیں:

> ''ہاشمی بچپن ہی میں بینائی سے محروم ہوگئے تھے۔ایک روایت یہ بھی مشہور ہے کہ سن شعور کو پہنچنے کے بعد چیچک کی بیماری سے ان کی آنکھیں ضائع ہوگئیں۔ ہاشمی کے کلام کی داخلی شہادتوں سے تذکرہ نویسوں کی یہ بات درست معلوم ہوتی ہے کہ وہ پیدائشی نابینا تھے۔اپنی مثنوی ''یوسف زلیخا'' میں اس نے خاص طور پر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ میں دونوں آنکھوں سے معذور ہوں اس لئے علم وفنون کی باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کرسکا۔

سگل علم کے فن سوں میں دور ہوں یو دونوں انکھیاں بستہ معذور ہوں

انکھیاں نئیں پردوں کیوں سوتیاں کے بار رتن دھنڈ کے کیوں لاوں میں آبدارا (۴۵)

ہاشمی کی مثنوی یوسف زلیخا کے کئی نسخہ ملتے ہیں چنانچہ دو نسخے کتب خانہ سالار جنگ (۴۶) میں محفوظ ہیں،

ایک نسخہ آندھرا پردیش مینوسکرپٹ لائبریری (۴۷) اور انجمن ترقی اردو پاکستان میں چار نسخے محفوظ ہیں۔ (۴۸)

سید محمد میراں ہاشمی بیجاپوری کی یوسف زلیخا کا ایک اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

ثنا حمد اسکوں سزاوار ہے — سگل عشق کا جس سوں بستار ہے
اول عشق کا کر کے رن جگ قرار — بزاں بیچ پیدا کیا آشکار
جو کچھ اتے رات دن جس سنگات — تو درکار ہے اس کوں پوچھنا یو بات
لگا دل جو عورت سوں عورت ملی — سمجھتی ہے ادراک کہ ایک بے دلی
انہے گنونتے جو اس کی کیان — زلیخا کے تین دیکھ بے دل بجھیان
کہے یوں وائی نے اے گن بھری — پورا حال کی توں اپس کا کری
عجب یوچہ لگتا ہے جو دلبر ہے پاس — اجوق لک ہے کتے ہے اپس دل اداس
کسی کا یو بخشا ہے ایسا خدا — گلا رہنے دلبر کا سننے سدا
کیے جب ممکن ہے کہ ایسے دھات — کرے اپنے دلبر سوں جوں توں بھی بات
تیرے لب کے کہاں تک بختی دکھاؤں — کہ جوں توں بھی بستا ہے یوسف کا ناؤں
عجب نیک بختی دھرے تجہ بین — جو معشوق کا ہوا ہے یہی وطن
عجب نیک بختی دھرے تیرے ہاتھ — جو یوسف کی خدمت کرے دیس رات

راقم الحروف نے اس باب کی ابتداء میں نشاندہی کی ہے کہ اس عربی الاصل قصہ کو منظوم کرتے ہوئے اردو شعراء نے مقامی تہذیبی عناصر شامل کئے ہیں۔ ہاشمی کی مثنوی میں عادل شاہی سلطنت کے تہذیبی نقوش محفوظ ہوگئے ہیں۔

یوسف زلیخا۔ از محمد امین گجراتی:

گجرات کے اردو کے شعراء میں شیخ محمد امین گجراتی امتیازی حیثیت کا حامل ہے۔ امین کے مفصل حالات معلوم نہ ہوسکے۔ صرف یہ معلوم ہوسکا کہ وہ گجرات کے شہر گودھرا سے تعلق رکھتے ہیں جس کی صراحت اُن کے

مثنوی کے اس شعر سے ہوتی ہے۔

بستیاں چالیں سو پر چودہ اور سو
لکھیا ہے گودھرے کے بیچ سن لئیو

مذکورہ بیت سے امین کا شہر گودھرا کا مکین ہونا معلوم ہوتا ہے امین نے یوسف زلیخا ۱۱۰۹ھ میں لکھی جس میں کل ۴۱۱۴ ابیات ہیں اس کا ایک نسخہ کتب خانہ جامع مسجد بمبئی (۴۹) میں مخزون ہے ایک اور نسخہ یورپ میں بھی موجود ہے (۵۰)

مثنوی کی ابتداء حمد، نعت، خلفاء راشدہ کی مدح سے ہوتی ہے اُس کے بعد قصہ یوسف زلیخا شروع ہوتا ہے۔ چند ابیات ملاحظہ ہوں:

زمانے کا ستم بسیار ہے رمے — زماناں توں بڑا خونخوار ہے رے
کسی کو عشق بھیتر ہے جلاتا — کسی کوں ہجر بھیتر ہے رلاتا
محبت کی کسی کے سر میں تروار — لگاتا ہے ائے ہے ڈالتا مار
نہیں اے دیکھ سکتا جگ میں شادی — اسے گتی ہے سب کی نا مرادی
زلیخا عشق بھیتر شاد رہتی — ز درد و غم ہمیش آزاد رہتی
ابکا ایک عشق میں جاکر پڑی او — امیں بولے بیاں دھر کان سن لیو
ربن کوں غم کی او مسند بچھاکر — بیٹھی یا درد و زاری اوسکے اوبر
اکیلی سب سوں چھپ بیٹھی زلیخا — کیا تب یاد اُن قصا رین کا
نین سوں پور آنجھو کے بھائی — زباں سوں اُن سخن یونکر چلائی
کہ اے موتی توں کہہ کس کان کا ہے — کہہ توں بے مثل اور بے شان کا ہے
اگر توں شاہ ہے تو تھام بتلا — وگر معشوق ہے تو نام بتلا
اگر سورج اہے تو کس گگن کا — وگر چندر اہے تو کس انگن کا
مرے دل کوں چھپا کر لے گیا تیں — اس کا نام مجھ کوں ناں کیا تیں

ہیں میں نام تیرا کس کوں پوچھوں　　مقام اور تھام تیرا کس کوں پوچھوں
ارہ میں تن جلایا ہے تیں میرا　　ہمیں تو ڈال پانی وصل کیرا
مثال پھول کھیلا تھا میرا مکھ　　ہمیں کملا گیا اب تیرے رے دکھ
ترے اس عشق کیرے تیر کاری　　لگے میرے کلیجے بیچ کاری
ترے اس عشق کا خنجر جو ہے تیز　　ہوا ہے میر زے کارن وے خونریز
ترے اس عشق کا ڈسیا منجھے ناگ　　اُٹھی سگلے بدن بچہ زبر کی آگ (۵۱)

مثنوی کے آخر میں امین نے اورنگ زیب کے عدل وانصاف کا بھی تذکرہ کیا ہے۔لکھتا ہے۔

''زمانہ شاہ اورنگ زیب کے میں　　کہی یوسف زلیخا کوں امیں نے
الٰہی توں ایسا عادل شہنشاہ　　رکھیں قائم جدھاں لک مہر ہو رماہ
ایگیار سو کے اوپر نو جو گزرے　　برس ہجرت محمد مصطفٰے کے
بیتاں چھتیس سو ہور تیس اوپر　　لکھا ہوں گوجری کے بیچ خوشتر

ڈاکٹر حامداللہ انصاری نے کتب خانے جامع مسجد بمبئی کے قلمی نسخہ کا تعارف کرواتے ہوئے امین کی یوسف زلیخا میں ۴۱۱۴ ابیات کے موجود ہونے کا ذکر کیا ہے لیکن خود امین نے اپنی مثنوی کے آخر میں ۳۶۳۰ اشعار میں قصہ کو بیان کرنے کا تذکرہ کیا ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ بمبئی والے نسخہ میں الحاقی کلام ہے۔

ڈاکٹر حامداللہ انصاری نے کتب خانہ جامع مسجد بمبئی کے قلمی نسخہ کا تعارف کرواتے ہوئے امین کی یوسف زلیخا میں ۴۱۱۴ ابیات کے موجود ہونے کا ذکر کیا ہے لیکن خود امین نے اپنی مثنوی کے آخر میں ۳۶۳۰ اشعار میں قصہ کو بیان کرنے کا تذکرے کیا ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ بمبئی والے نسخہ میں الحاقی کلام ہے۔

یوسف زلیخا از سید محمد:

افسر صدیقی امروہوی نے انجمن ترقی اُردو پاکستان کے مخطوطات (۵۲) میں اس مخطوطہ کا تعارف لکھا ہے۔ان کا خیال ہے کہ سید محمد، بیدل کے شاگرد تھے اور اُن کے والد سید غلام سرور مکہ مسجد حیدرآباد دکن کے

خطیب تھے۔ سید محمد نے حسام الدین سے سلسلہ صابریہ میں بیعت کی تھی، حسام الدین شاہ عبدالکریم کے خلیفہ تھے جن کا سلسلہ شاہ عنایت کے واسطے سے شاہ میراں بھیک تک پہنچتا ہے۔

سید محمد نے مثنوی کے ایک باب میں اپنے خاندانی حالات قلم بند کئے ہیں۔ مصنف نے حمد و نعت کے بعد مناجات، بیان حسن ازل، تعریف عشق حقیقی تعریف عشق مجازی و تعریف سخن کے بعد آصفجاہ ثانی میر نظام علی خاں کی مدح و ستائش میں ۲۳ ابیات لکھ کر ۳۳ ابیات میں سکندر جاہ کی تعریف و توصیف کی ہے۔ اس کے بعد بیان احوال بزرگان کی ۱۸۶ ابیات ہیں جن کے اختتام پر اصل داستان شروع ہوتی ہے۔ اس مثنوی کے کل ۱۳۱۳۰ ابیات ہیں اس مثنوی کا سنہ تصنیف ۱۲۳۶ھ ہے۔

آغاز:

الٰہی کھول غنچہ دل بے عرفاں　　دیکھا یک گل مجھے از باغ قرآں

ہمیشہ باغ قراں بے خزاں ہے　　گل ابی کا سورۂ یوسف عیاں ہے

منہا اس غنچہ سے باغ جاں اب　　دماغ اس گل سے کر خوشبو تو یارب

یوسف زلیخا: احمد گجراتی

احمد گجراتی قطب شاہی عہد کا شاعر ہے اُس کی شاہکار تخلیق یوسف زلیخا جس کے سنہ تصنیف کے متعلق سیدہ جعفر لکھتی ہیں:

> ''اس مثنوی میں احمد گجراتی نے اپنے پیرومرشد شاہ وجیہہ الدین گجراتی سے اظہار عقیدت کرتے ہوئے ان کی مدح میں مسلسل ۳۴ (چونتیس) اشعار کہے ہیں آخر میں دعا کرتا ہے کہ ان کی ٹھنڈی چھاؤں جس میں ہزاروں لاکھوں بندگان خدا کو روحانی پناہ مل رہی ہے قائم رہے۔

الٰہی چھاؤں اس کی جم ٹھنڈی راکھ
جو ہیں اس چھاؤں تل عالم سہی لاکھ

شاہ وجیہہ الدین گجراتی کے سنہ وفات کے بارے میں اختلاف رائے نہیں ہے ان کی رحلت کا سنہ ۹۹۸ ھ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یوسف زلیخا ۹۹۰ سے قبل لکھی گئی۔ (۵۳)

سنہ تصنیف مختص کرنے کے بعد ہم آپ کے گوش گزار یہ حقیقت بھی بیان کر دیں کہ اس مثنوی سے قبل احسن القصص پر لکھی گئی کوئی بھی مثنوی نہیں ملتی یہ کہنا ہوگا کہ یہ اُردو کی پہلی یوسف زلیخا ہے اور جس میں اُردو کا پہلا معراج نامہ بھی موجود ہے۔

احمد گجراتی کی تصنیف یوسف زلیخا کو سیدہ جعفر نے ۱۹۸۳ء میں مرتب کیا جس میں یوسف زلیخا کے واقعات کو قرآن وحدیث کی روشنی میں پرکھنے کی کوشش کی گئی ہے چنانچہ سرسید احمد خاں کی تفسیر کے حوالے سے لکھا گیا ہے:

''ان عورتوں نے صرف حضرت یوسف کو جرم میں پھنسانے کے لئے خود دانستہ اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور اسی جرم کے اہتمام میں ان کو قید خانہ بھیجا گیا''۔ (۵۴)

سرسید احمد خان نے قرآن مجید کی آیت مبارکہ پر غور نہیں کیا اگر کیا ہوتا تو یقیناً ایسے الفاظ نہ کہتے۔ زنانِ مصر کی انگشت عمداً انہیں بلکہ حسن یوسف کو دیکھنے کے بعد نادانستہ طور پر کٹ گئی تھیں جس کا ذکر قرآن مجید نے واضح انداز میں کیا ہے، ملاحظہ ہو:

''جب ان عورتوں کی نکتہ چینی سنی تو اس (زلیخا) نے ان کو بلوایا اور اس نے ان کے لئے تکئے سجا کر ایک محفل منعقد کی اور ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک چھری دے دی اور (یوسف سے) کہا ان کے سامنے

باہر آؤ ان عورتوں نے جب یوسف کو دیکھا تو بہت عظیم جانا اور اُنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کہا کہ اللہ کی قسم یہ بشر نہیں یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے''۔(۵۵)

مذکورہ آیت کے ترجمہ سے سرسید کے قول کی حقیقت اظہر من الشّمس ہے کہ ہاتھ دانستہ طور پر نہیں بلکہ نادانستہ طور پر حسن یوسف کو دیکھ کر کٹ گئے تھے جامع القرآن (۵۶) اور درمنثور (۵۷) میں بھی یہی لکھا ہے اور احقر نے باب اول میں حضرت یوسفؑ کے متعلق تمام حقیقی روایات کی نشاندہی کی ہے جو کہ قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہے۔

سیدہ جعفر نے ابوالعلا مودودی اور عبدالماجد دریابادی کے حوالے سے لکھا ہے:

''ایک نبی کے مرتبے سے یہ بات بہت فروتر ہے کہ وہ کسی ایسی عورت سے نکاح کرے جس کی بدچلنی کا اس کو ذاتی تجربہ ہو چکا ہو آگے چل کر وہ لکھتے ہیں کہ قرآن میں کہا گیا ہے بری عورتوں کے لئے برے مرد اور پاک عورتوں کے لئے پاک مرد ہیں۔ عبدالماجد دریابادی یوسف اور زلیخا کے عقد کے بارے میں رقمطراز ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ یہ (زلیخا) بعد کو حضرت یوسف کے نکاح میں آ گئی تھیں لیکن اس کی سند نہ قرآن مجید سے ملتی ہے نہ حدیث صحیح سے، نہ توریت سے۔(۵۸)

باب اول میں حضرت یوسفؑ اور بی بی زلیخا کی شادی کے متعلق تفصیلاً بحث کی ہے۔ مزید یہ کہ اس سلسلے میں علامہ زمخشری کی الکشاف (۵۹)، امام ابن جوزی زادالمیسر (۶۰) امام رازی کی تفسیر کبیر (۶۱) علامہ قرطبی کی الجامع الاحکام (۶۲) علامہ ابوالحیان اندلیسی کی البحرالمحیط (۶۳) حافظ ابن کثیر کی تفسیر ابن کثیر (۶۴) علامہ آلوسی کی روح المعانی (۶۵) امام ابن جریر کی جامع البیان (۶۶) اور امام ابن ابی حاتم کی تفسیر امام ابن حاتم (۶۷) دیکھی جاسکتی ہیں۔

مذکورہ تمام کتب کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت یوسفؑ اور بی بی زلیخا کی شادی ہوئی تھی یہ تمام کے تمام کتب عرب وعجم میں مستند مانے جاتے ہیں۔حضرت یوسفؑ کے متعلق مثنویوں کے علاوہ مرتبین نے بھی غلط روایات کو تھامے رکھا ہے جس کا ازالہ کے لئے راقم الحروف نے باب اول میں حتی المقدور کوشش کی ہے۔

احمد گجراتی کی مثنوی کی ابتداء حمد،نعت،صفت شب معراج،منقبت سیدنا علیؓ،تعریف وجیہہ الدین گجراتی ،تعریف خود،تعریف قلی قطب کے بعد مثنوی کا آغاز ہوتا ہے ابتداء میں بی بی زلیخا حضرت یوسف کو خواب میں دیکھتی ہیں اس طرح کئی مرتبہ خواب آتا ہے پھر جب یوسفؑ کا جلوہ حقیقتاً سامنے آجاتا ہے اور وہ ان پر فریفتہ ہوجاتی ہیں یہ واقعہ کسی بھی احادیث صحیحہ اور تفسیر قرآن مجید میں موجود نہیں یہ اختراع کیا ہوا ہے چند اشعار اس خواب سے متعلق ملاحظہ ہوں:

نیند الے نین موندے نیند بھرسوے ولے من دشٹ باندھن ناسکے کوئی
جو اوچت یک مدن موہن پڑیا دشت یکا یک آئے کر آگل کھڑا ینٹ
جو سر تھے پاؤں لگ نرل نچھل نور چھپے اس چھاؤں اُجالا دیکھ ابز سور
سرگ اُس مکپ تھے مانگے خوں کا نم جو اُس نم تھے اپیں تازا رہے جم
لڑکتی زلف جوں زنجیر پگ لگ جو باندھیں سُد بُد کے ہات ہور پیر
جو دوسیں دوئے رخ دو زلف و دگال دیسیں دور ین ہور دود یس یک حال
دیسے تل مکھ کا جوں باغ میں زاغ کیا پھول پرسہاروں مشک کا داغ
لٹکتی لٹ چھبیلی موکھ پر یوں جھیلا ناگ کھیلے دھن اُپر جوں
نیند الے نین ات نیند دن انندے جو بن مدپان متوالے کھیلندے
جو کوئی وہ دو نین دیکھنے نین سوں رہے بن مدماتی ہو مدن سوں
کلے دونوں کلے نابات کے ہوئے شکر باری سو امرت کے اَدھر دوئے
منترتے عشق کے منتر شکر پر لب اُس کے آپ منتر تے سو شکر
دریا جے چھٹک اس ہونٹ کی پاوے تو کھارا ہے سو شہد امریت ہوئے

سرُرگ کا ناگ اس لب کی لہو لگ　　شہد ہور مدسوں تد پورے ابد لگ
کھلیا ہنس مُکھ دیسیں لب مُسکتے جم　　جو بولے من منین امرت سٹے جم
قد اس کا عشق کے مندیر تیئں تھانب　　پڑے فتنے کوں اُچاکر رکھے تھا ب
سبہہ کوئی دانت ستیں گانٹھ کھولنت　　سونیہہ کی گانٹھ گھالے من میں وہ دشت
جو یک پگ ڈھال حاپی سوں چلی چال　　دھرے جن دشت کھولے آپنا حال
چلی وہ نور کیر اسرو جس ٹھاوں　　رہے سب جگ کے جیواس سات جوں چھاوں
بنیادم میں نہ اس روپاں دیکھیا کوئے　　فرشتیاں میں نہ اس صورت انپڑ ہووئے
زلیخا جو دیکھی وہ روپ اپروپ　　اُسی یک دشٹ ینہہ سمدور رہی ڈوب
اُٹھیا بھڑکا پرت کا من منیں تھے　　جے کچ دیکھی دیکھی اس دیکھنے تھے
جو وہ سروے رواں دیکھی نین بھر　　رواں کیتے نین دوکالوے کر
چمن چت میں محبت روکھ لائی　　پٹی من ماں موہ اچھرہ لکھائی(۶۸)

احمد گجراتی نے مثنوی میں حضرت یوسفؑ کا زنداں میں پھنسنا پھر مصر کے بازار میں بکنا پھر عزیز مصر کے گھر جانا، گریباں کا چاک ہونا، حضرت یوسفؑ کا قید میں رہنا، خوابوں کی تعبیر دینا اور حضرت یوسفؑ کا مصر کا بادشاہ ہونے کا واقعہ بیان کیا ہے۔ احمد گجراتی نے زلیخا کا بوڑھاپہ میں حضرت یوسف کے سامنے آنا اور حضرت یوسف کی دعا سے شباب حاصل کرنے کا قصہ بڑے مفصل انداز سے بیان کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

سو جب یوسف پچھانیاں اس کہ ہے کون　　سو بہو تیک مہر سوں دیکھ اس لگیار دن
سو پوچھا اے زلیخا کئی تیرا حال　　ہوا یوں تج لگیا کیوں یہ بُرا کال
جو بولے یوسف اس کوں ائے زلیخا　　پڑی اپنی خبر سٹ دی زلیخا
سو کچ لذت دیتا اس کا پکارن　　جو ہوئی بے ہوش اس لذت کی کارن
جو کتیک بارکوں پھر ہوش آیا　　سو باتاں یوسف اس سنگات لایا
کہیا پہلی کہاں وہ روپ جوانی　　کہی یوسف تھے تُرت ہوئی روی بہانی

کہیا قدسرو تیرا یوں خمیا کائے
کہی دکھ بھار سرلی کیوں نہ خم کھائے

کہیا نینال تیرے بے نور کا ہے
کہ جے تج دیکھنے تھے دو راہے

کہیا تیرے خزینے کیا ہوئے سب
تیرے تن کے رزیے کیا ہوئے سب

کہی جے کوی تیری کچ بات بولیں
خبر تیری جو کچ منج سات بولیں

اَپس کوں ہور دھن کوں وار اُن پر
رتن مینہ لائی دھارا اور اُن پر

کہیا حاجت سوں کیا ہے آج تج کوں
جے کچ حاجت تجے ہے بول منج کوں

کہی تج سات حاجت تب کہوں میں
جوتوں سوں کھائے حاجت دیونے تئیں

اگر اس بات کی توں سُوں نہ کھاسی
تو کچ حاجت تجے کہیا نہ جاسی

یتی دن جے تیرے دُکھ سات کھوئی
سو مانوں جے اَجھوں میں دیس سوئی

سو یوسف کھائے ابراہیم کی سوں
جے سنگار بن ہوکر رہے دَون

کہ جے کچ کام کہہ سکی آج منج سات
کروں کوشش ستیں جے ہوے منج ہات

کہی اول جوانی روپ اَ چکل
پھر اُمنج کوں دیلا جیسی تھی اول

دِیلا اُس بعد نینوں نور مج کوں
جو دیکھوں دو نین بھرپور تج کوں

لگے یوسف دعا مانگن خدا پاس
کہ برلیاوے زلیخا کی جے کچ آس

سو بخشش میگ برسیا اس سُودھن پر
سُکی تھی سو ہوئی پھر سرگ بن سر

سو کچ رنگ روپ تازہ ہو کھلی نار
جو کوثر میں کمل نا ہوئے اُس سار

پنم چند جوں نھنا سو ہوئی نھنا پھیر
بڈھی سو جوان ہوئی وہ نار گنبھیر

لئے تھے کیس کا فوری پر ہاوا
کئے پھر بھیس کستوری سہاوا

نین نرگس نظر کا جل کیتے پھر
کمل پر آبھنور جاگا لیتے پھیر

ہوا جوں ڈال تھا سو قدالف سار
بنفشہ پھر ہوا ہوں سرو پھل بار

لہر بن باؤ مکھ پانی اُپر تھی
سو یوں گئی جے نہ دیسے باؤ گر تھی

جو چالیس برس کی ہوئی تھی چُتر نار
سو ہوئی پندرہ برس کی نو مدن سار

سو کچ دیسن لگی اَپروپ صورت　　جو ہوئی اول تھے بھو تیک خوبصورت (۶۹)

جب زلیخا کی جوانی واپس آتی ہے تو حضرت یوسف کو حکم رب ہوتا ہے کہ آپ زلیخا سے عقد فرمائیں احمد گجراتی لکھتا ہے:

یکا یک جبرئیل اُس س خبر لیائے　　کہ جگ سائیں سلام اپنا تج انپڑ ای
کہ ہم دیکھے زلیخا کی جواز اری　　تیری پیرت صفیں بہو تیک خواری
سو ترت اس کو ہمیں من آس دیتے　　اُس تج سوں عرش پر عقد لیتے
سو تو بھی عقد کر مل را رُسوں جم　　مدن سبیلا سی بہو تک بھوگ سوں کم

عشق نامہ از فگار

مرزا قطب علی بیگ دہلوی المتخلص فگار نے ۱۲۱۲ھ میں مثنوی یوسف زلیخا لکھی اور اس کا نام عشق نامہ رکھا جو مطبع محمدی سے ۱۲۴۷ھ اور مطبع حیدری سے دوسری بار ۱۳۰۱ھ کو شائع ہوا جس میں تقریباً چار ہزار اشعار ہیں اس کی ابتداء میں حمد و نعت کے بعد چار صحابہ کی منقبت اور آصف الدولہ اور شاہ عالم کی مدح ہے۔ فگار کی یوسف زلیخا کے نسخہ مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں چنانچہ اس کا ایک نسخہ کتب خانہ جامع مسجد بمبئی (۷۰) انجمن ترقی اُردو پاکستان (۷۱) میں چار نسخے موجود ہیں (مخطوطہ نمبر ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴)۔ فگار کی یہ مثنوی جامی کی مثنوی یوسف زلیخا کا منظوم ترجمہ ہے۔ شاید فگار نے اس کو براہِ راست فارسی سے اُردو میں منتقل کیا ہے کیونکہ وجہ تالیف میں جہاں شاعر نے اس موضوع پر طبع آزمائی کرنے کے وجہ بیان کی ہے وہاں جامی پر دعائیں بھی بھیجی ہیں۔ اسی سلسلہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

عجب میں ایک شب بیٹھا تھا مسرور　　جہاں کے سب علاقے دل سے کر دور
صفائی کی جو مجلس تھی وہاں پر　　فقط اک شمع مونس تھی وہاں پر
کئی یک پروانہ اس کے گرد بے تاب　　پڑی دل بیچ ان کے شمع کی تاب
وہ پروانوں کی بے تابی کو نظر کر　　کہا میں اپنے دل میں ہو کے مضطر

عجب یہ عشق سے حیراں ہوا ہے — کہ جی دینا اسے آساں ہوا ہے
نہ ہووے عشق جس کے دل کے اندر — بلاشک جانور سے ہے وہ کمتر
ہوا واقف جو میں راز نہاں سے — کیا ہے خود مجھے دونوں جہاں سے
ہوئی تب آرزو یوں ناگہانی — کہ کہیئے عشق کی کوئی کہانی
ہریک معشوق و عاشق کے خیالات — وھیں دل بیچ گزری عشق کی بات
ولیکن قصۂ یوسف زلیخا — ہر ایک قصہ سے میرے دل کو بھایا
ہزاراں آفریں بر روحِ جامی — یہ قصہ کو کیا جو اس نے نامی
مری جانب سے از نیکو سرشتی — دعا یہ ہے کہ وہ مردِ بہشتی
خدا سے مغفرت عقبیٰ میں پائے — کتاب اپنی لیے جنت میں جائے
فگار اب داستاں کو ایک باری — سنا جلدی کہ ہے گی انتظاری

مثنوی کے آخر میں مصنف نے مثنوی کے نام کی صراحت کے ساتھ ساتھ مثنوی میں موجود ابیات کو بھی واضح کیا ہے۔لکھا ہے:

ہزاروں شکر یہ رنگیں کہانی — ہوئی انجام پہ شیریں بیانی
کشاکش میں پڑا تھا یہ مرا دل — اب اس کے نظم سے فارغ ہوا دل
ہزارو دو صدو وہ اور تھے دو — کیا انجام جب اس داستاں کو
گنے ابیات میں نے اس کے ایک بار — ہوئے تب سہ ہزار وبست اشعار
لکھا تھا عشق سے جو اس کو خاما — رکھا تب نام اس کا عشق نامہ
الٰہی عشق سے اپنے تو کر شاد — مرا دل کر تو اپنا عشق آباد
عناصر کی یہ میری ہے جو ہستی — بسا تو عشق کی اس بیچ بستی
نکال اب راہ اس میں چاک دل سے — بنا دکان و در اس آب و گل سے
رہے حفظ و اماں میں تیرے دائم — رہے عالم کا جب تک نام قائم

فگار اب خاموشی ہے تجھ کو بہتر　　بھلا ہے اب یہ قصہ مختصر کر
گئی آنکھوں سے اب نیند ناگہانی　　زبان کر بند بس کر یہ کہانی

(الف)

قرآنی قصوں سے ماخوذ مزید قصے

مخطوطات ومطبوعات

قصہ ابراہیم خلیل اللہ، قصہ موسیٰؑ،
قصہ سلیمانؑ، قصہ بی بی مریم، قصہ عیسیٰؑ

قرآن میں ۲۹ مرکزی اور بنیادی قصے بیان ہوئے ہیں جس کے تحت جملہ ۴۷ قصے شامل ہیں۔ ''یوسف زلیخا'' قرآن میں بیان کردہ ایک ایسا قصہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خود احسن القصص قرار دیا ہے۔ یوسف زلیخا کے احسن ہونے کا بھی شاید یہ سبب ہے کہ اردو کے کئی شعرا نے اس قصے کو اپنے اپنے انداز میں لکھا ہے۔ یوسف زلیخا کے علاوہ قرآن سے ماخوذ مزید قصوں کو اردو شعراء وادیبوں نے تالیف کیا ہے یہ وہ قصے ہیں جن کی طرف عموماً ایک عام قاری کا ذہن نہیں جاتا کہ ان کا ماخذ قرآن مجید ہے جسے قصہ موسیٰ وعیسیٰ۔ یہ صحیح ہے کہ ان قصوں کے ماخذ توریت اور انجیل ہیں لیکن جس تفصیل سے یہ قصہ قرآن میں بیان ہوئے ہیں اسی بناء پر اردو کے ادیبوں نے انہیں اپنایا ہے۔ ذیل میں ان تمام قصوں کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

بہار خلیل:

اس مثنوی کے مصنف نجم الدین ہے۔ جن کے تفصیلی حالات معلوم نہ ہوسکے۔ بہارِ خلیل کا ایک نسخہ کتب خانہ جامع مسجد بمبئی (۷۲) میں محفوظ ہے جو ۱۲۵۷ھ کی تصنیف ہے۔

یہ مثنوی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے حالات سے متعلق ہے۔ چنانچہ تمہید میں وجہ تالیف پر روشنی ڈالتے ہوئے نجم الدین لکھتے ہیں کہ معین الدین منشی الٰہی کی کتاب معارج النبوۃ نظر سے گزری۔ اس میں انبیاء کے

حالات نقل کئے گئے ہیں۔اس کا ہر ایک واقعہ نور علی نور ہے خاص کر ابراہیم خلیل اللہ کا واقعہ اپنے اندر ایک عجیب تاثیر رکھتا ہے۔ جی میں آیا کہ میں اسے فارسی سے دکھنی میں منتقل کردوں۔لہذا میں نے یہ ترجمہ کردیا ہے۔ اقتباس دیکھئے:

معارج نبوہ جو ہے دل پذیر — سیر اور تواریخ میں بے نظیر
کہ جس میں رسولاں کا مذکور ہے — ہر یک قصہ نورٌ علی نور ہے
مصنف ہے اس کا رو عالی جناب — کہ جس کا تھا منشی الٰہی خطاب
معین الدین نام اس کا معروف ہے — کتاب اس کی مقبول و موصوف ہے
کیا ہے بیاں فارسی میں تمام — سراپا ہے اعجاز اس کا کلام
خصوصاً خلیل خدا کا بیاں — ہوا دل نشیں اور مرغوب جاں
کہا تب مرے دل نے اس طور سے — سن اے نجم الدین بات کو غور سے
جو ہے فارسی شعر میں یہ تمام — سو معلوم کرتا نہیں ہر کدام
بس اب نظم دکھنی میں اس کو اگر — کرے ترجمہ سہل اور خوب تر
پڑھیں گے عقیدت سے سب مرد وزن — جہاں میں رہے یادگار یہ سخن

اس مثنوی کا ماخذ معارج النبوہ ہے جو کہ مستند کتاب ہے اور مصنف نے صرف اس کا ترجمہ کیا ہے۔ مصنف نے ترجمہ کے تمام آداب ولحاظ کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔

قصہ موسیٰ:

اس مثنوی کا یہ مخطوطہ کتب خانہ جامع مسجد بمبئی میں محفوظ ہے۔ (۷۳) مصنف کے حالات اور سنہ تصنیف مفقود ہیں شاعر نے صرف مثنوی میں اپنا تخلص داؤد برتا ہے لیکن یہ داؤد اورنگ آبادی نہیں اس لئے داؤد اورنگ آبادی کی زبان دکھنی ہے اور اس مثنوی کی زبان فصیح اُردو ہے۔علاوہ ازیں داؤد نے اپنی مثنوی میں اپنے لڑکے کے لئے دعا بھی کی ہے جس کا نام ابراہیم خان ہے داؤد دکنی مرزا ہے خان نہیں لہٰذا یہ ماننا ہوگا یہ کوئی اور

داؤد ہے۔

پسر میرا ہے ابراہیم خاں نام　　وہ پاوے نیک بختی کا سو انجام

شاعر نے اس مثنوی میں حضرت موسیٰؑ کے تئیں مختلف واقعات کو پیش کیا جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔حضرت موسیٰ کا نبی ہونا، حضرت ہارون کے ساتھ فرعون کے پاس جانا اور اسلام کی دعوت دینا۔فرعون کا پیچھا کرنا اور اس کا دریائے نیل میں غرق ہونا۔

۲۔حضرت موسیٰؑ کا قارون کے پاس جانا۔اس سے مسلمان ہونے اور زکوٰۃ دینے کی تلقین کرنا۔دونوں میں بحث ومباحثہ ہونا اور قارون کا اپنے خزانے کے ساتھ زمین میں دھنس جانا۔

۳۔حضرت موسیٰ کا حضرت خضر سے ملاقات کرنا۔دونوں کا سفر پہ جانا۔حضرت خضر کا تین ایسے کام کرنا جو حضرت موسیٰ کو ناپسند تھے۔آخر میں حضرت خضر کا اپنے کام کی توجیہ کرنا اور دونوں کا جدا ہو جانا۔

یہ تینوں واقعات شاعر نے بغیر کسی مبالغہ کے اپنے اصلی رنگ میں بیان کئے ہیں اور قرآن مجید کی تفصیلات سے قریب ہیں۔مثنوی سے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

کروں ارقام اول حمد یزداں　　قلم جس کے جھکا سجدے میں لرزاں
زبانِ خود کو چیرا سر کٹا کر　　ہوا ہے مدح گود اور سراسر
جبیں اپنے کو رکھ بر صفحہ قرطاس　　ثنا خواں ہو رہا ہے حق کا لاباس
''یہ شامت سے اسی کے تو ڈرا میں　　اثر پہنچے گا تو ماں باپ کے تئیں
ہدی میں اس کے وہ ہوں گے گرفتار　　یہ شامت کفر کی ان کو کرے خوار
کہ ماں باپوں کو اس کے رب داور　　دیوے گا ارجمند فرزند دیگر

سلیمان نامہ:

اس مثنوی کا مصنف نامی ہے اس کا سنہ تصنیف ۱۲۲۵ھ ہے۔اس مثنوی پر سخاوت مرزا کا ایک مضمون

رسالہ نوائے ادب بمبئی بابت اپریل ۱۹۵۷ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اس مثنوی کا ایک ایک قلمی نسخہ، کتب خانہ سالار جنگ (۷۴) اورینٹل مینوا سکرپٹ لائبریری (۷۵) اور کتب خانہ انجمن ترقی اُردو پاکستان میں دو نسخے محفوظ ہیں (۷۶) مثنوی میں حضرت سلیمانؑ اور ملکہ بلقیس کے حالات وواقعات درج کئے گئے ہیں جس میں ہر قسم کی ناقص روایات جگہ دی گئی ہیں۔ مثنوی کی ابتدا میں حمد، نعت، مناجات، مناقب، سیدنا علی وحسنینؓ اور مدح عبدالقادر جیلانی بیان کئے ہیں پھر مصنف نے سبب تالیف بیان کیا ہے اس مثنوی میں تقریباً چار ہزار اشعار موجود ہیں چند ابیات ملاحظہ ہوں:

پلا ایسی صہبا مجھے ساقیا — دو بالا ہو میری فہم و ذکا
مغنی کہاں بربط چنگ ونے — کہ دل شاد کرنے کا یہ وقت ہے
تفاسیر میں اس طرح ہے لکھا — کہ داؤد کو جب بلایا خدا
دیا قابض روح پیغام موت — پلانے کو لائے اسے جام موت
تھے اس وقت حاضر اٹھارہ پسر — سلیمان ان سب میں تھا خورد تر
کیا حق نے فرمان جبریل کو — کہ جا پاس داؤد کے جلد تو
کئے ہیں سوالات اس کے جواب — تو اولاد سے اس کے پوچھ آشتاب
جو ان میں سے دیوے جواب سوال — اسی پر ہے بعد اس کے دوست بحال

مثنوی کے چند اشعار ملاحظہ ہو:

سراؤں سدا اس سلیمان کو — دیا جان جو جان انسان کو
زمین و فلک اور عرش بریں — ہوئے اس کی قدرت سے کرسی نشیں
اگر جوئے شیریں ہے یا سجر شور — ہے دونوں کو بخشا وہی شور و زور

سید آغا علی شمس نے مثنوی طلعت الشّمس قبل از ۱۲۹۹ھ لکھی۔ اس میں حضرت سلیمان اور بلقیس کی داستان ہے اس مثنوی کا مقصد قرآن قصے کا ترجمہ نہ تھا بلکہ نسیم کی تصنیف گلزار نسیم کا جواب مقصود تھا۔ چنانچہ اس

سلسلہ میں گیان چند جین رقمطراز ہیں:

''شمس سے نسیم کا جواب تو نہ ہوسکا لیکن ان کے کامیاب
مقلدوں میں ضرور ہیں۔ان کے یہاں بھی رعایت لفظی کی بھرمار ہے
مبالغہ کی اُڑان لغویت کی حد تک پہنچ جاتی ہے''۔(۷۷)

یہ قصہ صرف اس حد تک قرآن وحدیث سے ماخود ہے کہ تمام اس سے اخذ کئے گئے ہیں۔ باقی تمام واقعات من گھڑت ہیں۔قصہ کا خلاصہ دیکھئے:

ملک سبا کا شہنشاہ سراحیل تھا۔اس نے جنگل میں ایک سفید اور ایک کالے سانپ کو لڑتے دیکھا۔سفید سانپ نے سراحیل کے پاس آکر پناہ لی۔شاہ نے سانپ کو ماردیا۔سفید سانپ انسان بن گیا۔یہ جنوں کا شہزادہ تھا اور کالا سانپ اس کا غلام تھا۔شہزادۂ جنات بادشاہ کو اپنے محل میں لے گیا جہاں بادشاہ اس کی بہن ریحانہ کے حسن کا شکار ہوگیا۔اس شرط پر شادی ہوئی کہ اگر بادشاہ ریحانہ کے کاموں میں دخل دے گا تو وہ دومرتبہ تو معافی ملے گی لیکن تیسری بار ریحانہ اسے چھوڑ کر چلی جائے گی۔بلقیس سراحیل اور ریحانہ سے پیدا ہوئی۔ بادشاہ ریحانہ کی شرط نہ نباہ سکا اور وہ اسے چھوڑ کر چلی گئی۔کچھ عرصہ میں سراحیل اور ریحانہ دونوں کا انتقال ہوگیا،بلقیس تنہا ہوگئی۔ جب حضرت سلیمانؑ اس نواح میں آئے ،ان کے ہُدہُد نے بلقیس کے حسن کی تعریف کی۔اُنھوں نے بلقیس کو بلایا۔بلقیس نے ان کا امتحان لیا کہ یہ نبی ہیں کہ نہیں۔آخر بلقیس اور سلیمان کی شادی ہوگئی۔شمس نے رعایت لفظی ومعنوی پر خاصہ زور دیا ہے۔چند ابیات ملاحظہ ہوں:

مولا مجھے تیز و تازہ دم کر　　جولاں مرا مشکی قلم کر
بجلی کو ڈپٹ ڈپ کے روندے　　کوندے کو رپٹ رپٹ کے روندے
دریا کی طرح یہ موج مارے　　آہو بن کر بھرے طرارے
مثلِ دم تیغ دم میں مڑ جائے　　پارسا یہ آگ ہوکر اُڑ جائے
بُو ہو کے ہر چمن سے نکلے　　صر صر بن جائے شن سے نکلے

کچلے سرِ آسماں قدم سے اوجھڑ میں گرے نسیم دھم سے

سلیمانؑ اور بلقیس کے ہدہد کا ذکر کرتے ہوئے شمس نے ان دونوں کی گفتگو کا حال لکھا ہے لیکن ہدہد کا ذکر صرف حضرت سلیمانؑ کے ساتھ ملتا ہے کہ وہ حضرت سلیمانؑ کے تابع تھا۔ وہی حضرت سلیمانؑ کے پیغامات بلقیس کے پاس پہنچاتا تھا لیکن شاعر نے اس ترتیب وتہذیب کو ملحوظ نہیں رکھا ہے۔ ملاحظہ ہو:

پوچھا جن ہیں کہا کہ انساں پوچھا کہ لقب کہا سلیماں
پوچھا کیا شغل ہے کہا داد پوچھا صورت کہا خدا داد

قصہ بی بی مریم از میراں:

قصہ بی بی مریم ایک قصیدہ نما نظم ہے جس میں حضرت مریم کے بطن سے حضرت عیسیٰ کی پیدائش اور والدہ کے شکم مبارک سے ان کی عصمت وعفت کی تصدیق کرنے کا معجزہ شامل ہے۔ اس قصہ کے تین نسخے انجمن ترقی اردو پاکستان میں محفوظ ہیں۔ (۷۸) مصنف کا نام میراں لکھا ہے سنہ تصنیف معلوم نہ ہوسکا چند ابیات ملاحظہ ہوں:

سنواے محباں دل و جان سو یہ مریم کا قصہ بڑی شان سو
سنیگا جو کوئی اُس کو تصدیق سات عذاب جہنم سے پاوے نجات
اگرچہ ہیں قصے بہت اے عزیز ولیکن یہ قصہ بہت باتمیز
کیا ہوں میں دکنی زباں سو بیاں سنو اس کو اے صاحبِ سامعاں
یہ قصہ ہے قرآں کے اندر تمام عربی کو دکھنی کیا انتظام
اے عیسیٰ ترے پر سلام خدا قیامت تلک ہوئے تجھ پر سدا
مریم جب کہے اس وضا کے گہر کیا حق زباں پر تب اس کی مہر
انگے بابت کہنے ستی بند ہوئی سنو سوچہ عیسیٰ نے تب دنگ ہوئی

اس تصنیف کا سنہ ہم علی ہذا القیاس ۱۱۵۰ھ لکھ سکتے ہیں۔

قصہ بی بی مریم:

نصیرالدین ہاشمی (۷۹) نے اس مخطوطہ کا ذکر کیا ہے۔ مصنف کا نام معلوم نہیں ہے۔ لڑکے کے تولد ہونے کا بیان قرآن سے ماخوذ ہے۔ لیکن آخری ابیات میں عیسائی عقیدہ کا بیان بھی کیا گیا ہے۔ یہ نسخہ مکمل ناقص الاول ہے باب ہشتم سے شروع ہوتا ہے۔ سنہ تصنیف ۱۲۸۷ھ لکھا ہوا ہے۔

قصہ مریم میں حضرت مریم کی پیدائش کے ذکر کے ساتھ ساتھ حضرت عیسیٰؑ کے تولد ہونے کا بھی ذکر ہے جس میں عصر، مغرب اور عشاء کی نماز کے متعلق بیان بھی ملتا ہے۔ یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ عصر، مغرب، عشاء یہ نمازیں اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض کی گئی ہیں۔ مصنف نے یہاں اس حقیقت کا لحاظ نہیں رکھا ہے جس کی وجہ سے قصہ میں بعد پیدا ہو گیا ہے۔ اسی سلسلہ کے اشعار ملاحظہ ہوں:

تپ محرقہ سخت تہا در بدن — عناصر لگائی نظاقی انجن
سو مریم ادا تب کئے با نیاز — عصر اور مغرب عشا کی نماز
خدا مسون لگائی اتہی قال و قیل — سو ایسی میں پونچی ہیں وان عزرائیل
لباس عرب لیکو آئی تہی او — فرشتیان کا لشکر لے دہالی تہی او
کہے روبرو آکو مریم کو دیکہہ — ای عیسیٰ کے مادر سلام علیک
ای مریم نماز انمیں قائم ہے تون — عبادت میں حق سات شامل ہے تون
سنی جب ملک موت سون یہ کلام — دیئے جو اب مریم علیک السلام

حضرت عیسیٰ کی ولادت کے متعلق کہتا ہے:

چہٹے باب میں ذکر عیسیٰ کا ہے — کتیک معجز تمیں حکایت یو ہے
او پیدا ہوے کیون کرو اب بیان — یو تفسیر قران سو سب عیان
کتا ہوں میں مریم کی پیداش اول — کرون ذکر عیسیٰ کا پہچی نقل
دیکہو مان جنو کی ہے مریم شجات — ادبی بیان میں بی بی اسے پاکذات

قصہ بی بی مریمؑ از نعمت:

اس مثنوی کی تمہید اور اختتام سے صرف مصنف کے نام کا پتہ چلتا ہے۔اس سے زیادہ حالات کا عالم نہیں ہوتا۔اس مثنوی کے مصنف کا نام نعمت ہے اور یہ مثنوی ۱۳۲۲ھ میں لکھی گئی اس کا ایک نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں محفوظ ہے۔(۸۰) قصہ مریم کا ماخذ تفاسیر اور قرآن مجید کی آیات ہیں جیسا کہ ان ابیات سے واضح ہے۔

او بیدا ہوئے کیوں کروں اب بیاں — یو تفسیر قرآن سنو مومناں
کہتا ہوں میں مریم کا پیدائش اول — کروں ذکر عیسیٰ پچھیں میں نقل
دیکھوں مان جنو کے مریم سے ذات — ادبی بیان میں بی بی بڑی پاک ذات

اسی سلسلے کے چند ابیات اور ملاحظہ ہوں، جس میں شاعر نے اپنا تخلص بھی برتا ہے۔

مریم کا حصہ ہے عجب اے عزیز — ہے قصیاں میں یہ قصۂ باتمیز
یو مریم کا قصہ ہے قرآن میں — رکھو اس قصہ کوں دل و جان میں
خدا نے یو قصہ کیا در کلام — دکھن سال میں یو کیا میں تمام
الٰہی طفیل محی الدین ولی — کرے مشکل دو جہاں منجلی
یو قصہ کوں سن نعمت میں سب رہو — نبی پر یکندر درد داں کہو

اعجاز عیسیٰؑ:

اس مثنوی کا مصنف نامعلوم ہے۔ اس کا ایک نسخہ انجمن ترقی اُردو پاکستان میں مخزونہ ہے (۸۱) سال تصنیف ۱۲۰۲ھ لکھا گیا ہے اور اس میں وہ قصہ بیان کیا گیا ہے جس میں حضرت عیسیٰؑ کی قوم نے آپ سے آسمان سے خوان طلب کیا جس کو قرآن مجید نے لفظ ''مائدہ'' سے یاد فرمایا ہے۔مصنف نے اس واقعہ کو بڑے ہی اچھے انداز اور بڑی صداقت کے ساتھ لکھا ہے۔ باب اول میں مائدہ کے متعلق تفصیل بیان کی گئی ہے۔

حضرت عیسیٰؑ:

حضرت عیسیٰؑ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے ایک قبرستان میں کھوپڑی دیکھی اور اس سے سوالات کئے جو حیات اور مابعد حیات سے متعلق تھے۔اس واقعہ کو بنیاد بنا کر بندگان خدا میں آخرت کی فکر اُبھارنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس مثنوی کے مصنف کا نام نامعلوم ہے البتہ یہ گیارہویں صدی ہجری کی تصنیف ہوگئی ہے۔اس کا ایک مخطوطہ انجمن ترقی اُردو پاکستان میں محفوظ (۸۲) ہے۔ابیات ملاحظہ ہوں:

یک کتھا تم دہر آکھوں　　سب آکھوں کچہ نہ راکھوں
تھا پیغامبر یک عیسےٰ　　من شام شہر خود ویسا
سو روح اللہ تھا پیارا　　سات روحاں بولنہارا
سب روحاں اک سوں بولیں　　اس آگل دکھ سکھ کھولیں
ہور آکھوں پہ بیچارا　　ہے فانی یہ سونسارا
سات شیطانی تم چھوڑو　　چھور دنیا مکھ مروڑو
خیر اور مہرمن میں راکھو　　حلال لقمہ بن نہ چاکھو
حق کیر امن میں لوڑے　　جیو کوڑھ کپٹ تے توڑے
آپ گنہ جیسا کرے　　آپ تیا وہاں نسترے

(ب)

قرآنی قصوں پر مبنی افسانے

قصہ کہنا اور سننا انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ قدیم زمانے سے ہر زبان میں قصہ کہنے اور سننے کا رواج موجود تھا۔ چنانچہ عربی فارسی سنسکرت غرض کہ ہر زبان میں قصے سنے اور کہے جاتے تھے اور اسی روایت کو اردو نے بھی اپنایا ہے۔ یہ روایت حکایت اور قصہ سے چل کر داستان، ناول اور پھر افسانے و مختصر افسانہ تک پہنچی ہے۔ داستانوں میں قصص القرآن کے اشارے ملتے ہیں لیکن تفصیلاً واقعات نہیں ملتے۔ داستانوں کے سلسلے میں وقار عظیم رقمطراز ہیں:

> داستانوں پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ ان کی تعمیر و تشکیل سرے سے غیر فطری عناصر سے ہوئی ہے جن، دیو، پریاں، جادوگر، سحر، اسم اعظم، اسم تسخیر، لوح، نقش، قلب، ماہیت اور ان سب کے ساتھ ایسے مرد جو طاقت، جواں مردی، جرأت، ہمت، جود و سخا، محبت ایثار، ہر چیز میں عدیم المثال ہیں اور ایسی عورتیں جن کے حسن و خوبی دونوں جہاں میں نظیر نہیں یا ایسے انسان جو بدکاری کا مجسمہ ہیں اور ساری بدیاں اِن میں بیک وقت جمع ہیں۔ (۸۳)

داستانِ امیر حمزہ و طلسم ہوش ربا میں جرأت اور مردانگی کرم و ایثار کی جو مثالیں ملتی ہیں اس کا بغائر نظر

مشاہدہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ کردار حضرت علیؓ کی سیرت و کردار سے عمل یزیری کا نتیجہ ہیں اور اسی سے اخذ کئے گئے ہیں۔

اُردو میں ہمیں جو داستانیں ملتی ہیں اس میں قرآنی قصوں کے صرف کچھ اشارے ملتے ہیں انیسویں اور بیسویں صدی میں علماء و ادیبوں نے قرآنی قصص تفصیل سے لکھے ہیں لیکن جدیدیت اور مابعد جدیدیت سے تعلق رکھنے والے چند افسانہ نگاروں نے اپنی تخلیقات کی بنیاد قرآنی قصص پر رکھی ہے ایسے افسانہ نگاروں میں قرۃ العین حیدر، انتظار حسین، جیلانی بانو کے علاوہ بیگ احساس کے نام نامی لئے جاسکتے ہیں۔ ذیل میں ان افسانہ نگاروں کے افسانوں کی حقیقت اور ان کا ماخذ قرآن و حدیث کی روشنی میں پرکھنے کے حتی المقدور کوشش کی گئی ہے۔

اُردو افسانے کو نئی جہت سے آشنا کرنے والوں میں قرۃ العین حیدر کا نام اہم ہے۔ قرۃ العین حیدر کی ابتدائی تخلیقات رومانوی نقطہ نظر کی حامل ہیں اِنھیں یہ رومانیت اپنے والد سید سجاد حیدر یلدرم سے ورثہ میں ملی تھی۔ قرۃ العین حیدر کی نثر میں ایک پرکار سادگی، روانی اور شیرنی ہے وہ معنی خیز الفاظ سے چھوٹے چھوٹے فقرے اور جملے ترتیب دیتی ہیں۔ چست استعارے استعمال کرتی ہیں اور ایک آہنگ کے ساتھ اپنے خیالات کا عکس صفحات پر اتار دیتی ہیں اور کہانی کی ضرورت اور موضوع کے تقاضوں کی بنا پر اللہ تلمیحات و استعارات کا بھی سہارا لیتی ہیں انہوں نے بعض قدیم قصص کو اپنی تخلیق کا ماخذ بھی بنایا ہے۔ ایسی ہی تخلیقات میں ان کا ایک افسانہ ''آئینہ فروشِ شہر کارواں'' ملتا ہے جس میں حضرت یونسؑ کے واقعہ کو بیان کیا ہے۔ قرۃ العین حیدر کے افسانہ آئینہ فروش شہر کارواں سے اقتباس ملاحظہ ہو:

> ''اور نینوا کے پیغمبر یونسؑ کی نسل ہود سے تھے۔ وہاں قوم ثمود تھی سب نافرمان تھے جب اللہ تعالیٰ نے یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ میں گرفتار کیا وہ پکارے لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اَنْـتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْن ۔ بس پکار اتھا اندھیروں میں کہ حاکم نہیں ہے سوائے تیرے تو بے عیب ہے اور بے شک میں تھا ظالموں میں اور میں کشف طیط .....

جب میں جاگا میں نے دیکھا کہ میں ایک مہیب عظیم الجثہ فولادی مچھلی کے پیٹ میں ہوں اور وہ آسمانوں پر اُڑی چلی جاتی ہے اس کے پیٹ میں میں تنہا نہیں ہوں۔ اقوام عالم کے مرد و زن اس میں موجود مصروف اکل و شرب ہیں اور کوہ قاف کی پریاں تمام مردوں کو بلوریں جام مئے اور نوا کیاں پیش کرنے میں مشغول ہیں اور سامنے مچھلی کے جبڑے کے نزدیک ایک بردۂ سیمیں پر متحرک تصاویر دکھائی دیں اور نام اس تماشے کا Deep Throat تھا''۔(۸۴)

قرۃ العین حیدر نے اپنے اس افسانے کی بنیاد قرآن مجید نے ایک قصہ پر استوار کی ہے۔اس افسانے کا بنیادی خیال اور تصور قرآن ہی سے مستعار لیا گیا ہے۔ پلاٹ کی تعمیر کی غرض سے البتہ چند دوسرے واقعات کا سہارا لیا گیا ہے کہ افسانے کا تاثر قائم ہو جائے۔قرۃ العین حیدر کے ایک اہم ہم عصر انتظار حسین ہیں جنہوں نے عالمی ادب کے قدیم قصوں کو''باز گوئی' کے افسانے میں ڈھالا ہے چنانچہ پنچ تنتر کے علاوہ انہوں نے قرآنی قصوں سے بھی استفادہ کیا ہے۔

انتظار حسین کے افسانوں میں انسان کا روحانی و اخلاقی زوال، اپنی تہذیبی شخصیت کی تلاش علامتی طرز اظہار اور تلازمہ خیال دونوں بھی شامل ہیں ان کے یہاں سادہ و سلیس زبان ملتی ہے۔انتظار حسین سے متعلق باقر رضوی رقمطراز ہیں:

''انتظار حسین کی زبان پرانے عہد نامے اور داستانوں کی سلیس و سادہ زبان ہے اس زبان کا ایک جواز تو یہ ہے کہ یہ کہانی کی زبان ہے''۔(۸۵)

انتظار حسین کی کہانیاں قرآن، تورات اور دیومالائی قصص سے ماخوذ ہیں۔انتظار حسین کے افسانوں میں آخری آدمی، کشتی، وہ جو دیوار نہ چاٹ سکے، اسلامی واقعات کے پس منظر میں لکھے گئے ہیں۔

افسانے آخری آدمی کی کہانی انسانوں کے بندر بن جانے کی کہانی ہے۔ باب اول میں راقم الحروف نے تمام تر قرآنی قصص کا خلاصہ لکھا ہے جس میں اصحاب السبت کا واقعہ بھی لکھا ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جنھیں اللہ نے ہفتہ کے دن مچھلی کے شکار سے روکا تھا لیکن یہ لوگ ہفتہ کے دن دریا کے قریب گڑھے کرتے اور اُس میں دریا کا پانی چھوڑ دیتے اور اُس میں پانی کے بہاؤ سے مچھلیاں بھی آجاتیں جنہیں وہ اتوار کو پکڑ کر کھا جاتے اور ان میں ایک گروہ ایسا بھی تھا جو حکم خدا کی پرواہ کئے بغیر ہفتہ کو علانیہ طور پر شکار کرتا۔ اللہ نے اُن کی نافرمانی کی بناء اُن پر عذاب نازل فرمایا اور وہ تین دن تین رات بندر بنے رہے اُس کے بعد مر گئے۔

انتظار حسین نے اصحاب السبت کے واقعہ کو اپنے اس افسانے کا موضوع بنایا ہے۔ الیاسف کا ایک کردار پیش کیا ہے جس پر سب سے آخر میں عذاب آتا ہے اور وہ بھی بندر بن جاتا ہے۔ اس سلسلہ کا اقتباس ملاحظہ ہو:

> الیاسف نے جوان سب میں عقلمند تھا اور سب سے آخر تک آدمی بنا رہا۔ تشویش سے کہا کہ اے لوگو! مقرر ہمیں کچھ ہو گیا ہے۔ آؤ ہم اس شخص سے رجوع کریں جو ہمیں سبت کے دن مچھلیاں پکڑنے سے منع کرتا ہے۔ پھر الیاسف لوگوں کو ہمراہ لے کر اس شخص کے گھر گیا اور حلقہ زن ہو کے دیر تک پکارا کیا۔ تب وہ وہاں سے مایوس پھرا اور بڑی آواز سے بولا کہ اے لوگوں وہ شخص جو ہمیں سبت کے دن مچھلیاں پکڑنے سے منع کیا کرتا تھا آج ہمیں چھوڑ کر چلا گیا ہے اور اگر سوچو تو اس میں ہمارے لئے خرابی ہے۔ لوگوں نے یہ سنا اور دہل گئے۔ ایک بڑے خوف نے اُنھیں آلیا۔ وحشت سے صورتیں ان کی چپٹی ہونے لگیں اور خدوخال مسخ ہوتے چلے گئے اور الیاسف نے گھوم کر دیکھا اور سکتہ میں آ گیا۔ اس کے پیچھے چلنے والے بندر بن گئے تھے۔ تب اس نے سامنے دیکھا اور بندروں کے سوا کسی کو نہ پایا۔ پھر اس نے دائیں بائیں نظر ڈالی اور ہر سمت بندر دیکھے۔ تب وہ ڈرا اور اِن سے کترا کر چلا اور بستی کے

اِس کنارے سے اُس کنارے تک چلا گیا اور کسی کو آدمی نہ پایا۔ جاننا چاہئے کہ وہ بستی ایک بستی تھی سمندر کے کنارے، اونچے برجوں اور بڑے دروازوں والی حویلیوں کی بستی۔ بازاروں میں کھوے سے کھوا چھلتا تھا، کٹورا بجتا تھا۔ پر دم کے دم میں بازار ویران اور اونچی دیوڑھیاں سونی ہوگئیں اور اونچے برجوں میں اور عالیشان چھتوں پر بندر ہی بندر نظر آنے لگے اور الیاسف نے ہر اُس سے چہار سمت نظر دوڑائی اور سوچا کہ کیا میں اکیلا آدمی ہوں اور اس خیال سے وہ ایسا ڈرا کہ اس کا خون جمنے لگا مگر اسے الیاب یاد آیا کہ خوف سے کس طرح اس کی صورت بگڑتی چلی گئی اور وہ بندر بن گیا۔ تب الیاسف نے اپنے خوف پر غلبہ پایا اور عزم باندھا کہ معبود کی سوگند میں آدمی کی جون میں پیدا ہوں اور آدمی ہی جون میں مروں گا اور اس نے ایک احساس برتری کے ساتھ اپنے مسخ صورت ہم جنسوں کو دیکھا اور کہا تحقیق میں ان میں سے نہیں ہوں کہ وہ بندر ہیں اور میں آدمی کی جون میں ہوں اور الیاسف نے اپنے ہم جنسوں سے نفرت کی۔ اس نے ان کی لال بھبوکا صورتوں اور بالوں سے ڈھکے ہوئے جسموں کو دیکھا اور نفرت سے چہرہ اس کا بگڑنے لگا۔ مگر اسے اچانک ابن زبلون کا خیال کہ نفرت کی شدت سے صورت اس کی مسخ ہوگئی تھی۔ اس نے کہا کہ اے الیاسف نفرت مت کر کہ نفرت سے آدمی کی کایا بدل جاتی ہے اور الیاسف نے نفرت سے کنارہ کیا۔

الیاسف نے نفرت سے کنارہ کیا اور کہا کہ بے شک میں اِنھیں میں سے تھا اور اس نے وہ دن یاد کئے جب وہ ان میں سے تھا اور دل

اس کا محبت کے جوش سے امنڈنے لگا اور اسے بنت الاخضر کی یاد آئی کہ فرعون کے رتھ کی دودھیا گھوڑیوں میں سے ایک گھوڑی کی مانند تھی اور اس کے بڑے گھر کے در سرو کے اور کڑیاں صنوبر کی تھیں۔ اس یاد کے ساتھ الیاسف کو بیتے دن یاد آئے کہ وہ سرو کے دروں اور صنوبر کی کڑیوں والے مکان میں عقب سے گیا تھا اور چھپر کھٹ پر اسے ٹٹولا جس کے لئے اس کا جی چاہتا تھا اور اس نے دیکھا کہ لمبے بال اس کے رات کی بوندوں سے بھیگے ہیں اور چھاتیاں ہرن کے بچوں کے موافق تڑپتی ہیں اور پیٹ اس کا گندم کی ڈھیری کی مانند ہے کہ پاس اس کے صندل کا گول پیالہ ہے اور الیاسف نے بنت الاخضر کو یاد کیا اور ہرن کے بچوں اور گندم کی ڈھیری اور صندل کے گول پیالے کے تصور میں سرو کے دروں اور صنوبر کی کڑیوں والے گھر تک گیا۔ اس نے خالی مکان کو دیکھا اور چھپر کھٹ پر اسے ٹٹولا جس کے لئے اس کا جی چاہتا تھا اور پکارا کہ اے بنت الاخضر تو کہاں ہے؟ اے وہ کہ جس کے لئے میرا جی چاہتا ہے، دیکھ موسم کا بھاری مہینہ گزر گیا اور پھولوں کی کیاریاں ہری بھری ہوگئیں اور قمریاں اونچی شاخوں پر پھڑ پھڑاتی ہیں۔ تو کہاں ہے اے خضر کی بیٹی۔ اے اونچی چھپت بچھے ہوئے چھپر کھٹ پر آرام کرنے والی تجھے دشت میں دوڑتی ہوئی ہرنوں اور چٹانوں کی دراڑوں میں چھپے ہوئے کبوتروں کی قسم تو نیچے اُتر آ اور مجھ سے آن مل کہ تیرے لئے میرا جی چاہتا ہے۔ الیاسف بار بار پکارا تا آنکہ اس کا جی بھر آیا اور بنت الاخضر کو یاد کر کے رویا۔ (۸۶)

جب الیاسف بندر بن جاتا ہے تو وہ اس تذبذب کا شکار ہوتا ہے کہ میں کہاں جاؤں اپنے گھر جاؤں یا

جنگل چونکہ گھر لوٹ نہیں سکتا کہ اُس کا چہرہ انسانی چہرہ نہ رہا وہ بشر سے جانور ہو گیا ہے پھر ایک جھیل پر پانی پینے کی غرض سے جاتا ہے جب اپنا اصلی چہرہ پانی میں دیکھتا ہے تو اس ڈراؤنی چہرہ سے بھاگتا ہے جو اُس کے ہی اعمال کا نتیجہ ہے اس سلسلہ کا اقتباس ملاحظہ ہو:

الیاسف اپنی بدلی ہوئی آواز کا تصور کر کے ڈرا اور سوچا کہ اے معبود کیا میں بدل گیا ہوں اور اس وقت اسے یہ نرالا خیال سوجھا کہ اے کاش کوئی ایسی چیز ہوتی کہ اس کے ذریعہ وہ اپنا چہرہ دیکھ سکتا۔ مگر یہ خیال اسے بہت انہونا نظر آیا اور اس نے درد سے کہا کہ اے معبود میں کیسے جانوں کہ میں نہیں بدلا ہوں۔

الیاسف نے پہلے بستی کو جانے کا خیال کیا مگر خود ہی اس خیال سے خائف ہو گیا اور الیاسف کو بستی کے خالی اور اونچے گھروں سے خفقان ہونے لگا تھا اور جنگل کے اونچے درخت رہ رہ کر اسے اپنی طرف کھینچتے تھے۔ الیاسف بستی واپس جانے کے خیال سے خائف چلتے چلتے جنگل میں دور نکل گیا۔ بہت دور جا کر اسے ایک جھیل نظر آئی کہ پانی اس کا ٹھہرا ہوا تھا۔ جھیل کے کنارے بیٹھ کر اس نے پانی پیا، جی ٹھنڈا کیا، اسی اثناء میں وہ موتی ایسے پانی کو تکتے تکتے چونکا۔ یہ میں ہوں ؟ اسے پانی میں اپنی صورت دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی چیخ نکل گئی اور الیاسف کو الیاسف کی چیخ نے آلیا۔ اور وہ بھاگ کھڑا ہوا۔

الیاسف کو الیاسف کی چیخ نے آلیا تھا اور وہ بے تحاشا بھاگا چلا جاتا تھا۔ وہ یوں بھاگا جاتا تھا جیسے وہ جھیل اس کا تعاقب کر رہی ہے۔ بھاگتے بھاگتے تلوے اس کے دکھنے لگے اور چپٹے ہونے لگے اور کمر اس کی درد کرنے لگی۔ پر وہ بھاگتا رہا اور کمر کا درد بڑھتا گیا اور اسے یوں

معلوم ہوا کہ اس کی ریڑھ کی ہڈی دوہری ہوا چاہتی ہے اور وہ دفعتاً جھکا اور بے ساختہ اپنی ہتھیلیاں زمین پر ٹکا دیں۔ الیاسف نے جھک کر ہتھیلیاں زمین پر ٹکا دیں اور بنت الاخضر کو سونگھتا ہوا چاروں ہاتھوں پیروں کے بل تیر کے موافق چلا۔ (۸۷)

انتظار حسین نے آخری آدمی میں اصحاب السبت سے مواد اخذ کیا ہے اور اپنے افسانے ''وہ جو دیوار نہ چاٹ سکے'' میں ''یاجوج ماجوج'' کو بنیاد بنا کر افسانہ موزوں کیا ہے۔

یاجوج ماجوج رات بھر دیوار چاٹتے ہیں یہاں تک کہ وہ انڈے کے چھلکے کے مثل ہو جاتی اور یاجوج ماجوج سوچتے ہیں کہ کل صبح اُٹھ کر باقی دیوار چاٹ ڈالیں گے لیکن صبح ہوتے ہی دیوار پھر موٹی ہو جاتی ہے، انتظار حسین نے اس واقعہ کو بڑے اچھے انداز میں پیش کیا ہے۔ اس افسانے کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کا پورا واقعہ اس افسانے میں بیان کر دیا گیا ہے اور آلِ یاجوج ماجوج کے درمیان ہونے والے فساد کے ذکر کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ کا اقتباس ملاحظہ ہو:

''اور وہ اتنا پیاسا ہوگا کہ چشمے کا سارا پانی پی جائے گا۔ جب پچھلا گروہ وہاں پہونچے گا تو خشک چشمے کو دیکھ کر کہے گا کہ شاید یہاں آگے کبھی پانی تھا۔

اپنی قوم کے بوڑھے کا یہ کلام سُن کر یاجوج ماجوج نے جھرجھری لی اور اپنی لمبی لمبی زبانیں نکال کر پھر دیوار کو چاٹنے لگے۔

بوڑھا تو واپس پہاڑ کی کوہ میں چلا گیا مگر اس کی بات ماجوج کے بیٹے نے سُن لی تھی اور اُس نے اپنے پہاڑ میں جا کر آل ماجوج کو جمع کیا اور سوال کر ڈالا کہ اے آلِ یاجوج، کیا تم سدِّ سکندری کے ٹوٹ جانے پر بھی پیچھے رہ جانے والوں میں رہو گے''

آلِ ماجوج نے پوچھا کہ ''تو نے کیا دیکھا جو ایسا سوال زبان پر لایا''۔

ماجوج کا بیٹا بولا کہ ''کیا تم نہیں دیکھتے کہ آلِ یاجوج نے سرسبز پہاڑ پر قبضہ کر رکھا ہے اور ہمارے حصہ میں بنجر پہاڑ آیا ہے۔ وہ پیٹ بھر کر تل کھاتے ہیں جب کہ ہم پتھر چاٹ کر پیٹ پالتے ہیں۔ اب جب کہ سدِّ سکندری ٹوٹنے کو ہے تو میں نے قوم کے بزرگ سے یہ سنا ہے کہ جو گروہ اس قید سکندری سے پہلے نکلے گا وہ طبرستان کے شیریں چشمے پر پہلے پہنچے گا اور سیراب ہوگا۔ جو گروہ بعد میں نکلے گا وہ چشمے پر بعد میں پہنچے گا اور اسے خشک پائے گا تو اے ماجوج کے محروم بیٹو، کیا تم اس قید سے رہائی کے بعد بھی پیچھے رہ جانے والوں میں رہو گے''۔

یہ کلام سُن کر آلِ ماجوج نے تاؤ کھایا اور چیخ کر کہا کہ اپنے باپ ماجوج کی اس لمبی زبان کی قسم ہے جو سدِّ سکندری کو چاٹ کر پوسٹ بیضہ بنا دیتی ہے ہم پیچھے رہ جانے والوں میں نہیں رہیں گے اور تشنہ لبوں میں شمار نہیں ہوں گے''۔

پھر یہی ہوا کہ یاجوج ماجوج رات بھر دیوار کو چاٹا کیے۔ یہاں تک کہ دیوار تحلیل ہوتے ہوتے انڈے کے چھلے کی مانند ہوگئی اور پھر یاجوج ماجوج تھک گئے اور انھیں نیند آنے لگی اور وہ یہ کہہ کر سو گئے کہ باقی دیوار صبح کو چاٹیں گے۔ مگر جب وہ صبح کو اُٹھے تو دیوار پھر اونچی اور موٹی ہوگئی تھی۔ یہ دیکھ کر وہ اپنی کوتاہی پر پچھتائے اور اُنھوں نے پھر یہ عزم باندھا کہ آج تو ہم دیوار چاٹ کر ہی دم لیں گے۔ سو جب شام ہوتی تو پھر وہ اپنی لمبی لمبی زبانیں نکال کر دیوار کو چاٹنے لگے۔ چاٹتے

رہے چاٹتے رہے یہاں تک کہ رات کا کجرا پھیلنے لگا اور دیوار انڈے کے چھلکے کی مثال رہ گئی مگر یاجوج ماجوج اب تھک کر چور ہو گئے تھے اور زبان اینٹھنے لگی تھی اور پپوٹے نیند سے بوجھل ہو رہے تھے۔ اُنھوں نے آپس میں کہا کہ سدِّ سکندری کو ہم نے واقعی چاٹ لیا ہے دم بھر کے لئے سو لیں پھر تا مہ دم ہو جائیں گے اور وہ زبانیں پھیر کر اس کا ستھرا کر دیں گے۔ سو یاجوج نے ایک کان نیچے بچھایا اور دوسرا کان اوڑھ کر سو گیا۔ ماجوج نے بھی اپنا ایک کان نیچے بچھایا اور دوسرا کان اوڑھ کر سو گیا۔

یاجوج ماجوج صبح کو سو کر اُٹھے تو اُنھوں نے دیکھا کہ دیوار تو پھر پہاڑ کی مثال ان کے سروں پر کھڑی ہے۔ یہ دیکھ کر وہ ایسے ڈھے گئے جیسے برسات میں کچی دیوار ڈھے جاتی ہے۔ ماجوج نے بہت دُکھ کے ساتھ یاجوج سے کہا کہ ''اے یاجوج! کیا ہمارے عمل کا کوئی حاصل نہیں ہے''۔

یاجوج ڈھتی آواز میں بولا کہ ''شاید ہماری تقدیر ہی یہ ہے کہ رز رات کو دیوار چاٹا کریں اور روز صبح کو دیوارِ کوہِ گراں کی طرح ہمارے سروں پر کھڑی ہو جایا کرے۔

اس پر ماجوج مایوس ہو کر بولا ''اگر یہی بات ہے تو دیوار کو ہم چاٹا کیے تو کیا اور نہ چاٹا تو کیا۔ پس قبل اس کے کہ وقت ہمیں چاٹ لے ہمیں چاہئے کہ دیوار کی طرف پشت کریں اور تھوڑا زندگی کو چکھیں''۔

تب قوم یاجوج ماجوج کو وہ بوڑھا جو اب اپنی عمر کے ہزارویں

سال میں تھا پہاڑ کی کھوہ سے نکل کر باہر آیا اور بولا کہ ''اے یاجوج ماجوج ہر شے کے ایک معنی ہیں۔ اور ہر عمل کا ایک حاصل ہے۔ کوئی دیوار ایسی نہیں کہ سدا کھڑی رہے۔ ڈھینا دیوار کا اور چاٹنا زبان کا مقدر ہے اور میں نے تمہارے باپ یافث سے اور تمہارے باپ یافت نے اپنے باپ نوحؑ سے یہ سُنا ہے کہ اولادان کی سدِّ سکندری کو ایسے چاٹ لے گی جیسے دن رات کو چاٹ لیتا ہے پھر وہ آزاد ہو کر کھلے میدانوں اور شاداب سبزہ زاروں میں پھیل جائے گی اور وہ زبانیں جو پتھر چاٹتی تھیں شیریں چشموں تک پہنچیں گی۔ پہلے قوم یاجوج ماجوج کا اگلا گروہ طبرستان کے ٹھنڈے میٹھے چشمے تک پہنچے گا۔(۸۸)

افسانے کشتی میں انتظار حسین نے طوفانِ نوح کو موضوع بنایا ہے اور پھر دیگر مذاہب میں اس طوفان کی جتنی روایات ملتی ہیں ان کو بھی شامل کر لیا ہے اور پھر اسلامی روایات اور دیومالائی واقعات کے ذریعہ کشتی بنانے کا واقعہ بیان کیا ہے۔

اس افسانہ میں جو فضا باندھی گئی اس میں شدید بے چینی اضطراب، انتشار، خود کو بچانے کے لئے ایک پناہ گاہ کی تلاش اور ایک نجات دہندہ کا انتظار بھی بین السطور نظر آتا ہے۔ یہ نجات دہندہ کبھی نوحؑ کی شکل میں ہے تو کبھی منوجی مچھلی کی شکل میں۔ اس افسانہ کا عنوان کشتی ہے جو افسانے کی معنوی جہتوں کو سفینہ نوح، طوفانِ نوح، سپر نوح کو پیش کیا گیا ہے۔ حضرت نوح طوفانِ نوح سپر نوح کا واقعہ ہم باب اول میں تفصیلاً بیان کر چکے ہیں۔ انتظار حسین کے افسانہ کشتی سے واقعاتِ نوح ملاحظہ ہوں:

''میرے خداوند کی مرضی یہی تھی۔ وہ میرے خواب میں آیا اور خبر دی کہ انیلیل غصہ میں ہے کہ زمین پہ شور بہت ہو گیا ہے کہ یہ شور اسے سونے نہیں دیتا۔ سوائے اتنا پشتم تیری عافیت اس میں ہے کہ اپنا گھر ڈھا دے اور کشتی تعمیر کر تو اے گلگارمش گھر اپنا میں نے خداوند کی

مرضی سے ڈھایا ہے اور کشتی بنائی''۔(۸۹)

جب کشتی تیار ہو چکی تو خدا کے حکم سے حضرت نوح، کشتی میں سوار ہوئے اور خدا ہی کے حکم پر اپنی کشتی میں ہر قسم کے جنس کا ایک ایک جوڑا اکٹھا کر لیا۔ افسانے سے اقتباس ملاحظہ ہو:

''پھر انھیں بگڑے ہوؤں کے بیچ ایک نیک بندہ تھا کہ خداوند
کے ساتھ چلتا تھا اور خداوند نے اس سے کہا کہ اے لک کے بیے میں
تجھے بچاؤں گا تو ایسا کر کہ ایک کشتی بنا اور دیکھ جب طوفان اُٹھے تو ہر ذی
روح کے ایک جوڑے کو اپنے ساتھ لے اور کشتی میں بیٹھ جا اور اس
بندے نے ویسا ہی کیا جیسا اس کے خداوند نے اس سے کہا تھا''۔(۹۰)

انتظار حسین افسانہ کشتی میں حضرت نوح کے سوار ہونے کے بعد طوفان کے حالات کا بیان کرتے ہوئے افسانے میں لکھتے ہیں کہ حضرت نوحؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ کشتی اور اس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو اپنی امان دے اس سلسلہ کا اقتباس ملاحظہ ہو:

منو جی نے ایک بھیئے کے ساتھ یہ کچھ دیکھا۔ پھر شردھا سے ان کا
سر جھک گیا، دونوں ہاتھ جوڑ کے آنکھیں موند کے کھڑے ہو گئے اور لگے
کہنے، پربھو شانتی، آواز آئی کہ، ہے منو دھرتی ادھرمیوں کے ہاتھوں
اشانت ہے پر تجھے شانتی ملے گی۔ سو تو ناؤ بنا، جب ساگر امڈے اور دھرتی
ڈوبے تو پنچھیوں بشروں میں سے ایک ایک جوڑا سنگ لے اور ناؤ میں
بیٹھ جا۔(۹۱)

انتظار حسین نے افسانے میں جس کردار کو مردہ لکھا ہے وہ دراصل مانو ہے۔ حفظ الرحمٰن سیوہاروی لفظ مانو کے متعلق رقمطراز ہیں:

''تاریخ الادب الہندی میں تفصیل کے ساتھ اس واقعہ کو نقل کیا

ہے جس کا عنوان ہے برھمنا داو بانیشاء اس میں حضرت نوحؑ کو مانو ککہا
گیا ہے جس کے معنی خدا کا بیٹا یا نسل انسانی کا جد اعلیٰ بتائے جاتے
ہیں''۔(۹۲)

اس تقابلی مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ انتظار حسین نے لفظ مانو سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے اپنے افسانے کو بیان کیا ہے۔

پروفیسر بیگ احساس ۱۹۶۹ء اسے افسانے لکھ رہے ہیں ۱۹۷۹ء میں ان کے افسانوں کا پہلا مجموعہ ''خوشہ گندم'' شائع ہوا اور ۱۹۹۳ء میں افسانوں کا دوسرا مجموعہ بنام حنظل شائع ہوا۔ پروفیسر بیگ احساس نے بھی قرۃ العین حیدر اور انتظار حسین کی طرح اپنے چند افسانوں کی بنیاد قرآن مجید کے قصص سے ماخوذ ہے۔ان واقعات کو جدید تناظر میں نئے امکانات کے ساتھ پیش کرنا ان کی انفرادیت ہے۔اس سلسلہ کی ایک کڑی برزخ، نیا شہوارہ جیسے افسانے ہیں۔

''برزخ'' بظاہر اک افسانہ کا نام ہے لیکن اس افسانہ میں جو ماحول پیش کیا گیا ہے وہ اصحاب کہف کے واقعہ کو تازہ کر دیتا ہے۔اصحاب کہف کے واقعہ کو اس مقالہ کے باب اول میں مفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے لہذا افسانے سے کچھ اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ملاحظہ ہو:

''سنو اِس چکرویو کو توڑے کا ایک ہی طریقہ ہے میں ایک کوہ میں
پناہ لینا چاہتا ہوں ایسی کوہ کہ جب آفتاب طلوع ہو تو کترا کے گزر جائے
اور جب غروب ہو تو کاٹتا ہوا بائیں طرف نکل جائے۔ کیونکہ سورج ہی
وقت کو ناپنے کا پیمانہ ہے۔ساری دیواریں ننگی کر دو۔دروازے پر ایک
کتا بٹھا دینا جو اجنبیوں کو یہاں آنے سے روکے ..... میں گہری نیند
سونے جا رہا ہوں..... کیونکہ نیند اور موت میں کم فرق ہوتا ہے''۔(۹۳)

بیگ احساس نے غار کا منظر بیان کرتے ہوئے قرآنی آیات کی ترجمانی کی ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ

قرآن مجید میں اصحاب کہف کے غار سے متعلق ارشاد فرمایا ہے، آیت کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

''اور آپ دیکھتے ہیں جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اِن کے غار سے دائیں جانب ہٹ جاتا ہے اور جب غروب ہونے لگتا ہے تو ان سے بائیں جانب کترا جاتا ہے اور وہ اس غار کے کشادہ میدان میں لیٹے ہیں ..... اور (اے سننے والے) تو انھیں (دیکھے تو) بیدار خیال کرے گا حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں اور ہم (وقفوں کے ساتھ) انھیں دائیں بائیں جانب کروٹیں بدلاتے رہتے ہیں اور ان کا کتا (ان کی) چوکھٹ پر اپنے دونوں بازو پھیلائے (بیٹھا) ہے''۔(۹۴)

قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ اور افسانہ برزخ کے اقتباس کے باہم مطالعہ سے افسانہ وافسانہ نگار کی ندرت وانفرادیت سامنے آتی ہے۔

بیگ احساس نے برزخ میں اصحاب کہف کے واقعہ سے استفادہ کرتے ہوئے بڑے ہی اچھے انداز میں افسانہ لکھا ہے۔

بیگ احساس نے اپنے افسانہ ''نیا شہوارہ'' میں جو اوصاف بیان کئے ہیں وہ ذوالقرنین سے مشابہ ہیں۔ ذوالقرنین کا واقعہ سورہ کہف میں موجود ہے۔ اور ہم نے باب اول میں تفصیلاً اس واقعہ کو بیان کیا ہے اور قاری کے علم میں یہ حقیقت لانے کی کوشش کی گئی ہے کہ ذوالقرنین کی تیار کردہ وہ دیوار جو اُنھوں نے یاجوج ماجوج اور عام انسانوں کے درمیان قائم کی تھی کو بنیاد بنا کر بیگ احساس نے اپنے افسانے کے ذریعہ استعارۃً عصر حاضر میں انسانوں کے درمیان موجود دیواروں کی جانب قاری کو متوجہ کیا ہے کہ ذوالقرنین نے انسانوں اور یاجوج ماجوج کے درمیان دیوار قائم کی تھی لیکن آج کوئی ذوالقرنین آنے والے نہیں ہمیں اپنی حفاظت کے لئے خود دیواریں اُٹھانی پڑیں گی۔

بیگ احساس نے اس افسانے میں ذوالقرنین کا تیسرا سفر جو اس قوم کی طرف ہوا تھا یاجوج ماجوج کے

ظلم کا شکار تھی چنانچہ اس سلسلہ کا اقتباس ملاحظہ ہو:

''وہ کون لوگ ہیں جنھوں نے تمہارا گھر چھین لیا ہے؟'' تم نہیں جانتے؟ وہ لوگ آگ کے تیر چلاتے ہیں اور اچانک ساری بستی پر چھا جاتے ہیں''۔ چوتھے نے جواب دیا۔

اسی سلسلہ کا ایک اور اقتباس ملاحظہ ہو۔

''جب بستی والوں سے شہسوار پوچھتا ہے کہ

وہ کون لوگ ہیں جو تمہیں اس طرح ستاتے ہیں اور تمہارے مکانوں کو جلاتے ہیں''۔

بستی کے آدمیوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور کچھ بھی نہ کہہ سکے۔

ڈرو نہیں مجھے بتاؤ ..... وہ کون شر پسند ہیں جو تمہاری بستی جلا دیتے ہیں؟ اچانک ہی مجمع دو حصوں میں بٹنے لگا اب وہ ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہو گئے''۔(۹۵)

بعد ازاں ذوالقرنین نے ان بستی والوں سے کہا تم مال کی پرواہ نہ کرو مال میرے پاس بہت ہے۔ صرف تم اپنی محنت سے میرا ہاتھ بٹاؤ اس سلسلہ کا اقتباس ملاحظہ ہو:

''مجھے یاد ہے کہ شہسوار نے بھی تو کہا تھا کہ مال میرے پاس بہت ہے، ہاتھ پاؤں سے تم بھی محنت کرو۔ کیا ہم سب محنت کرنے کو تیار ہیں''۔ تیسرے کردار نے کہا ''محنت، نحیف نوجوان نے کرہ کر کہا اور اُٹھ کر اندھوں کی طرح چلنے لگا''۔(۹۶)

قرآنی قصوں سے ماخوذ اردو ادب کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو بڑی دلچسپ صورتحال سامنے آتی ہے

عموماً اردو ادب پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اس میں عرب وعجم کی روایتیں بیان کی جاتی ہیں۔ مواد اور موضوعات بھی فارسی اور عربی ادب سے ہی لئے جاتے ہیں اردو میں تصوف کو موضوع بنا کر لکھے گئے ادب کو ہم صرف نظر کر دیں تو پتہ چلتا ہے کہ قرآنی قصوں سے ماخوذ اردو ادب کا فیصد انتہائی کم ہے۔

داستانوں کے سلسلے میں کہا جاتا ہیکہ طلسم ہوش ربا اور داستان امیر حمزہ اسلامی تاریخ اور قرآن سے اخذ کئے گئے ہیں قرآن میں بیان کردہ قصص کے تناظر میں جب ہم داستانوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ان کا کوئی تعلق قصص القرآن سے ہے نہ اسلامی تاریخ سے ہے داستان کے علاوہ ناولوں میں بھی ایسا کوئی ناول ہمیں نہیں ملتا جس کا ماخذ قرآن ہو البتہ اردو میں چند افسانے ضرور ایسے لکھے گئے ہیں جن کا بنیادی خیال قصص القرآن سے اخذ کیا گیا ہے۔

اردو شاعری میں البتہ نثر کے برخلاف صورتحال بدلی ہوئی نظر آتی ہے معراج نامے قصہ یوسف زلیخا کو اردو کے صوفی اور عام شعراء نے منظوم کیا ہے۔ اردو میں معراج نامہ ملتے ہیں ان میں شاہ قربی اور شاہ کمال کی تخلیقات ایسی ہیں جس میں قرآن کی صحیح روایتوں کو بیان کیا گیا ہے دوسرے شعراء کے لکھے گئے معراج نامے میں اختراع کردہ روایتوں کو بھی جگہ دی گئی ہے۔ یہی صورتحال یوسف زلیخا کو موضوع بنا کر لکھنے والے شعراء کے پاس ملتی ہے۔ معراج نامے ہوں کہ یوسف زلیخا اک اہم عنصر جو ملتا ہے وہ یہ ہے کہ دو شعراء نے ان عربی الاصل قصوں کو بیان کرتے ہوئے ہندوستان کی تہذیب تمدن اور روایتوں کو جگہ دی ہے۔ ان کے علاوہ اردو میں قرآن سے ماخوذ قصوں کے ضمن میں قصہ بہار خلیل، قصہ حضرت موسیٰ، قصہ حضرت سلیمان، قصہ بی بی مریم، قصہ عیسیٰ بھی لکھے گئے ہیں ان قصوں میں بھی مواد قرآن سے اخذ کیا گیا ہے لیکن ان کے تخلیق کاروں نے مقامی روایتوں کو بیان کیا ہے۔

حوالے

1 پیغمبر اسلام سے متعلق دکنی مثنویاں، صفحہ 108، مقالہ برائے ایم فل 1985، از صبیحہ نصرین، غیر مطبوعہ

2 معراج نامہ از بلاقی، مخزونہ، کتب خانہ سالار جنگ

3 معراج نامہ از بلاقی، مخزونہ، مینوسکرپٹ لائبریری،

4 معراج نامہ از بلاقی، مخزونہ، ادارہ ادبیات اردو

5 دکن میں اردو، نصیر الدین ہاشمی، صفحہ 128

6 مخطوطات انجمن ترقی اردو پاکستان، مرتبہ افسر صدیقی امروہوی

7 مخطوطات ڈاکٹر حامد اللہ انصاری، صفحہ 257

8 تذکرہ اور مخطوطات جلد سوم ڈاکٹر زور، صفحہ 141

9 معراج نامہ مختار، مخزونہ، کتب خانہ سالار جنگ

10 معراج نامہ مختار، مخزونہ، مینوسکرپٹ لائبریری

11 تذکرہ اولیاء، دکن، صفحہ 795

12 فہرست کتب خانہ سالار جنگ، صفحہ 753

13 معراج نامہ قربی، مخزونہ، مینوسکرپٹ لائبریری،

14 وضاحتی فہرست کتب خانہ آصفیہ، جلد اول صفحہ 185

15 سہ ماہی رسالہ اردو، علی گڑھ، جولائی 1954، صفحہ 183

16 سہ ماہی رسالہ اردو، علی گڑھ، جولائی 1954، صفحہ 183

17 معراج نامہ قربی، مخزونہ، مینوسکرپٹ لائبریری

18 اردو مخطوطات از ڈاکٹر حامد اللہ انصاری، صفحہ 176

19 شاہ معظم ڈاکٹر حسینی شاہد، صفحہ 9

20 فہرست مخطوطات انجمن ترقی اردو پاکستان جلد اول، صفحہ 444

21 اردو مخطوطات، ڈاکٹر حامد اللہ انصاری، صفحہ 172

22 شاہ معظم، ڈاکٹر حسینی شاہد

23 معراج نامہ شاہ کمال مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

24 یورپ میں دکنی مخطوطات، صفحہ 445

25 قاموس الکتب مولوی عبدالحق، صفحہ 755

26 اردو مثنوی شمالی ہند میں گیان چند جین، صفحہ 48

27 مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ کے مخطوطات، صفحہ 177

28 مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ کے مخطوطات، صفحہ 177

29 مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ کے مخطوطات، صفحہ 178

30 یورپ میں دکنی مخطوطات، صفحہ 622 تا623

31 مخطوطات انجمن ترقی اردو پاکستان، جلداول صفحہ 36 تا40

32 یوسف زلیخا احمد گجراتی، مرتبہ سیدہ جعفر، صفحہ 6

33 ملاوجہی قطب مشتری مرتبہ حمیرہ جلیلی، صفحہ 12

34 ملاوجہی قطب مشتری مرتبہ حمیرہ جلیلی، صفحہ 13

35 گلشن عشق، نصرتی، صفحہ 18

36 گلشن عشق، نصرتی، صفحہ 19

37 گلشن عشق، نصرتی، صفحہ 20

38 گلشن عشق، نصرتی، صفحہ 24

علی نامہ نصرتی، صفحہ 15 تا19

39 یوسف زلیخا، احمد گجراتی، مرتبہ سیدہ جعفر، صفحہ 6

40 مخطوطات انجمن ترقی اردو پاکستان، جلد5، مرتبہ افسر صدیقی امروہوی، صفحہ 348

41 صحیفہ اہل ہدی، اکبرالدین صدیقی (مترجم)، صفحہ 14

42 مخطوطات انجمن ترقی اردو پاکستان، جلد5، صفحہ 347 تا349

43 تاریخ ادب اور جلداول، جمیل جالبی، صفحہ 248

44 تاریخ ادب اور جلداول، جمیل جالبی، صفحہ 361

45 دکنی کی تین مثنویاں، ڈاکٹر محمد علی اثر، صفحہ 9، سنہ اشاعت 1987،

46 یوسف زلیخا ہاشمی، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

47 یوسف زلیخا ہاشمی، مخزونہ مینوسکرپٹ لائبریری

48 فہرست مخطوطات انجمن ترقی اردو، پاکستان، جلد 5، مخطوطہ نمبر 465 تا 468

49 اردو مخطوطات، ڈاکٹر حامد اللہ انصاری، صفحہ 296 تا 297

50 یورپ میں دکنی مخطوطات، نصیر الدین ہاشمی، صفحہ 328 تا 341

51 تاریخ ادب اور ڈاکٹر جمیل جالبی، حصہ اول، صفحہ 141

52 مخطوطات انجمن ترقی اردو پاکستان، جلد 5، صفحہ 334 تا 335

53 یوسف زلیخا، مرتبہ سیدہ جعفر، صفحہ 59، سنہ اشاعت 1983ء

54 یوسف زلیخا مرتبہ سیدہ جعفر، صفحہ 165

55 القرآن الکریم، سورہ یوسف، آیت 31، ترجمہ عرفان القرآن

56 جامع البیان، امام ابو جعفر محمد بن حریر طبری، جز 14، صفحہ 270، مطبوعہ دار الفکر بیروت

57 در منشور امام جلال الدین سیوطی، جلد 4، صفحہ 532 تا 531، مطبوعہ دار الفکر بیروت

58 یوسف زلیخا، مرتبہ سیدہ جعفر، صفحہ 177، 1983ء

59 الکشاف علامہ زمخشری، جلد 2، صفحہ 455 تا 459، دار النور بیروت

60 زاد المیسر ، امام ابن جوزی، جلد 4، صفحہ 244، دار الفکر بیروت

61 تفسیر کبیر، امام رازی، جلد 6، صفحہ 474، دار الفکر بیروت

62 الجامع الاحکام القرآن، علامہ قرطبی، جلد 9، صفحہ 186، دار الفکر بیروت

63 البحر المحیط ،جلد6،صفحہ 291،علامہ ابوالحیان اندسی ،دارالعلیہ بیروت

64 تفسیر ابن کثیر، حافظ ابن کثیر، جلد2،صفحہ 534،دارالفکر بیروت

65 روح المعانی جز13،صفحہ 7 ،علامہ آلوسی

66 جامع البیان، جز13،صفحہ 9،امام ابن جریر

67 تفسیر امام ابن ابی حاتم ،جلد7،صفحہ 2161

68 مثنوی یوسف زلیخا، مرتبہ سیدہ جعفر،صفحہ 248 تا249

69 مثنوی یوسف زلیخا، مرتبہ سیدہ جعفر،صفحہ 432 تا433

70 اردو مخطوطات، ڈاکٹر حامد اللہ انصاری،صفحہ 205

71 مخطوطات انجمن ترقی اردو پاکستان، جلد5،صفحہ 334 تا338

72 اردو مخطوطات، حامد اللہ انصاری،صفحہ 164

73 اردو مخطوطات، حامد اللہ انصاری،صفحہ 200

74 سلیمانامہ نامی ،مخزونہ، کتب خانہ سالار جنگ

75 سلیمانامہ نامی ،مخزونہ، اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری

76 مخطوطات انجمن ترقی اردو پاکستان، جلد5،صفحہ 292،296

77 اردو مثنوی شمالی ہند میں ڈاکٹر گیان چند،صفحہ 142، ناشر انجمن ترقی اردو

78 انجمن ترقی اردو پاکستان، جلد5 زیر بحث مخطوطہ نمبر295 تا297

79 یورپ میں دکنی مخطوطات از نصیر الدین ہاشمی ،مخطوطہ نمبر73

80 قصہ بی بی مریم از نعمت، مخزونہ، کتب خانہ سالار جنگ

81 مخطوطات انجمن ترقی اردو پاکستان، جلد ہ5، صفحہ 78

82 مخطوطات انجمن ترقی اردو پاکستان جلد ۵، صفحہ ۹۷

83 ہماری داستانیں، سید وقار عظیم، صفحہ 18، سنہ اشاعت 1968ء

84 آفسانہ آئینہ زوش شہر کارواں قرۃ العین حیدر، صفحہ 147، سنہ اشاعت 1990ء

85 آخری آدمی انتظار حسین، صفحہ 12، سنہ اشاعت 1997ء

86 آخری آدمی انتظار حسین، صفحہ 22 تا23، سنہ اشاعت 1997ء

87 آخری آدمی انتظار حسین، صفحہ 28، سنہ اشاعت 1997ء

88 انتظار حسین کے سترہ افسانے ''وہ جو دیوار نہ چاٹ سکے''، صفحہ 218 تا220،

89 انتظار حسین کے سترہ افسانے، صفحہ 226

90 انتظار حسین اوران کے افسانے ''کشتی'' گوپی چند نارنگ، صفحہ 226،

91 انتظار حسین اوران کے افسانے ''کشتی'' گوپی چند نارنگ، صفحہ 227،

92 خظل پروفیسر بیگ احساس، صفحہ 110، سنہ اشاعت 1993ء

93 قصص القرآن، حفظ الرحمٰن سیوہاروی جلد 1 صفحہ 82

94 القرآن الکریم، سورۃ کہف، آیت 17 تا18، ترجمہ عرفان القرآن

95 نیا شہوارہ خظل، بیگ احساس، صفحہ 77، سنہ اشاعت 1993ء

96 نیا شہوارہ خظل، بیگ احساس، صفحہ 78، سنہ اشاعت 1993ء

باب چہارم

قرآنی قصوں سے ماخوذ
اردو ادب بیک نظر (اختتامیہ)

قرآن شریف مسلمانوں کے لئے آسمان سے اتاری گئی کتاب ہے یہ ام الکتاب ہے اور اللہ تعالیٰ کا بھیجا گیا۔ آخری صحیفہ ہونے کے ساتھ ساتھ مکمل ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے ہدایات بیان فرمائی ہیں۔ زندگی اور موت کی حقیقت خدا کی قدرت حضورؐ کی رسالت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو ہدایت کی غرض سے دنیا کی مختلف امتوں اور قوموں کے حالات بھی بیان کئے ہیں۔ ظاہر ہے ان قوموں کے عروج وزوال کا بیان انبیاء کرام کے بیان کے ساتھ ہوا ہے جن انبیاء کرام کا ذکر قرآن میں ملتا ہے اللہ کے وہ برگزیدہ بندے ہیں جنہوں نے صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے زندگی بسر کی اور قوم کی اصلاح وراستی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کردیں۔ قوموں کے اسی عروج وزوال کو قصص القرآن سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں حضرت آدمؑ سے حضورؐ تک تمام انبیاء کرام کا ذکر کہیں تفصیلاً کہیں کتابۃً کہیں اشارۃً کیا گیا ہے۔ تخلیق آدمؑ سے معراج النبی تک انسان اور کائنات کی تمام تر سرگزشت قصص القرآن میں موجود ہے۔ عام مسلمان آدم سے حضورؐ تک کے زمانے کو سات رسولوں کے وسیلے سے جانتا ہے یعنی حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، اور خاتم النبین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم ان ناموں پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے بعد جو دین اسلام دنیا میں آیا وہ حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ آیا جس کی تکمیل حضورؐ نے فرمائی۔

قصص القرآن کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو واضح انداز میں ہمارے سامنے 29 اہم قصے آتے ہیں اور ان کے ضمن میں بیان کردہ قصوں کا اگر ہم شمار کریں تو یہ جملہ 74 ہو جاتے ہیں۔ قصص القرآن سے ماخوذ اردو ادب کا مطالعہ اس حقیقت کو سامنے لاتا ہے کہ اردو کے ادیب و شعراء نے قرآن مجید سے قصے تو اخذ کئے لیکن ان ہی سات انبیاء کے قصوں کو ترجیح دی جو بنیادی طور پر اہم حیثیت رکھتے ہیں ان ہی قصوں پر مبنی اپنی تخلیقات کو پائے تکمیل پر پہنچایا۔

مقالے کو چار ابواب میں تقسیم کرتے ہوئے پہلے باب میں قصص القرآن کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ان قصوں کو بیان کرتے ہوئے اشارہ کنایۃً تو کہیں تفصیل سے کام لیا گیا ہے۔ اسی لئے راقم الحروف نے احادیث شریفہ سے اور قرآن مجید کی لکھی گئی تفسیروں سے استفادہ کرتے ہوئے ان قصص القرآن کو مفصل بیان کیا ہے۔ یہ اس لئے ضروری تھا کہ آئندہ ابواب میں قصص القرآن پر مبنی اردو ادب کا مطالعہ نا ممکن ہو جاتا۔

مقالے کا دوسرا باب قصص القرآن سے ماخوذ قصص کا مطالعہ کے عنوان سے لکھا گیا ہے۔ اردو میں لکھے گئے قصص الانبیاء بعض ایسے ہیں جو ہنوز مخطوطات کی صورت میں موجود ہیں اور ان کے قلمی نسخے برصغیر کے مختلف کتب خانوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ اردو میں لکھے گئے قصص الانبیاء شائع بھی ہوئے ہیں ان میں چند وہ ہیں جو عربی سے ترجمہ کئے گئے ہیں۔ مقالے میں ان قصص الانبیاء کا مطالعہ کرتے ہوئے پہلے پہل منظوم اور نثری قصص الانبیاء کے مخطوطات پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ بعد ازاں مطبوعہ قصص کا جائزہ لیا گیا ہے اس باب کو لکھتے ہوئے یہ دلچسپ صورتحال سامنے آئی کہ مطبوعہ قصص الانبیاء میں منظوم تخلیق کوئی نہیں ملتی اسی لئے صرف نثر میں لکھے گئے قصص الانبیاء کا تعارف و تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

قصص الانبیاء کا مطالعہ کرتے ہوئے تحقیقی اعتبار سے یہ بات سامنے آئی کہ اکثر لکھنے والوں نے ابراہیمؑ کے والد کے بارے میں غلط روایتیوں سے استفادہ کے نتیجے میں آپ کے والد کا نام غلط لکھا ہے قرآن مجید کے اکثر تفاسیر میں حضرت ابراہیمؑ کے والد بزرگوار کا نام تارخ لکھا ہوا ملتا ہے جبکہ عام روایتیں آزر کی تائید کرتی ہے۔ تفاسیر میں حضرت ابراہیمؑ کے شہر کا نام ''ار'' ملتا ہے، جبکہ اردو قصص الانبیاء سجاد میرٹھی کی لکھی ہوئی قاموس

القرآن میں ''اُدُدْ'' لکھا ہوا ہے۔اسی طرح حضرت سلیمانؑ کے تخت پر جلوہ افروز ہونے کے بارے میں قرآن میں جو قصہ بیان کیا گیا ہے اردو کی عام قصص میں اس کے برخلاف لکھا ہوا ملتا ہے ادریسؑ کے سلسلے میں بھی اردو میں لکھی گئی قصص النبیاء میں صحیح حقیقت صورتحال کا بیان نہیں ہوا ہے راقم الحروف نے آیت قرآن احادیث اور تفاسیر کے حوالوں سے حقیقی صورت حال کا بیان کیا ہے۔

یوسفؑ کا قصہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مکمل ایک صورت میں بیان کیا ہے اور اسے احسن القصص قرار دیا ہے۔اردو نظم ونثر میں ''یوسف زلیخا'' کے قصے کو متعدد شعراء نے لکھا ہے۔اردو میں لکھی گئی قصص الانبیاء کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو یہ صورتحال سامنے آتی ہے کہ حضرت یوسف اور زلیخا کی شادی سے انکار کیا جاتا ہے چنانچہ عبدالماجد دریابادی ابوالکلام آزاد، سلیمان علی ندوی اور سیدہ جعفر نے یوسف زلیخا کے سلسلے میں اسی روایت کو دہرایا ہے کہ دونوں کی شادی سے انکار کیا جاتا ہے کہ دونوں کی شادی انجام نہیں پائی تھی۔راقم الحروف نے اس غلط فہمی کے رد کے لئے عربی کی مستند نو تفاسیر سے استناد فراہم کیا ہے حوالے بھی درج کردیئے ہیں اس مقالے کو لکھتے ہوئے حق کی یہ دریافت راقم کو حاصل مقالہ معلوم ہوتی ہے۔اہل علم سے ادباً درخواست ہے کہ اس پر توجہ دی جائے۔

مقالے کا تیسرا باب اردو ادب میں قرآنی قصے کے عنوان سے لکھا گیا ہے اردو ادب کے تخلیقی سرمایہ میں قصص القرآن سے ماخوذ ادب کا بھی ذخیرہ موجود ہے۔اردو ادب کے سلسلے میں عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ یہ عربی و فارسی سے ماخوذ ہے۔اردو کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ مسلمانوں کی زبان ہے۔قرآن مجید مسلمانوں کی اسی مقدس کتاب ہے جس کا کوئی بدل ممکن نہیں۔اردو کے تخلیقی ادب میں جب ہم قصص الانبیاء کے ذخیرہ پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اردو کے ادیب وشعراء نے اس موضوع کو بہت کم اپنایا۔اردو کے تخلیقی ادب میں موجود (نظم ونثر۔مخطوطات ومطبوعات) قصص پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ذخیرہ کے اعتبار سے یہ اتنے کم ہیں کہ اردو کے غزل کے دواوین تو بڑی بات ہے مثنویوں کے اعتبار سے عشرہ عشیر بھی نہیں۔اس باب میں معراج نامے، قصہ یوسف زلیخا، قصہ حضرت ابراہیم، قصہ موسیٰ، قصہ سلیمان، قصہ بی بی مریم، قصہ حضرت عیسیٰؑ کا تفصیلی مطالعہ وتجزیہ کیا گیا ہے۔حضورؐ کی معراج صرف ایک رسول یا

پیغمبر کی معراج نہیں تھی انسان اور انسانیت نے اس معراج پر قدم رکھا تھا جہاں انسانیت کے مژگاں اٹھانے پر صد جلوہ روبرو موجود تھے۔ قرآن مجید اور تفاسیر میں معراج نبی کی تمام تر حقیقت بیان ہوئی ہے۔ اردو ادب و شعراء نے عموماً یہ کوشش کی ہے کہ معراج نامہ میں حقیقی صورتحال کو بیان کریں لیکن گزرتے زمانے کے ساتھ اس میں روائیوں کو بھی جگہ ملتی چلی گئی یہ ہی صورتحال قصہ یوسف زلیخا کی بھی ہے۔ اردو کے تخلیقی فنکاروں نے اس قرآنی اور عربی قصے کو لکھتے ہوئے مقامی روایتوں کو اعتبار بخشا ہے۔ چنانچہ احمد گجراتی کی یوسف زلیخا ہو یا محمد علی عاجز، میراں، ہاشمی ہو یا فگار کی ان تمام میں یوسف اور زلیخا تو عربی الاصل نظر آتے ہیں لیکن ان کا لباس اور ان کا رہن سہن انکا جذبہ عشق ان کی پالکی سب کچھ مقامی یعنی ہندوستانی ہے۔ اردو میں لکھے گئے یوسف زلیخا اردو زبان وادب کے مزاج کے عین مطابق ہیں کہ تخلیق کاروں نے اس سرزمین کے گن گائے ہیں جس پر سجدہ کیا اور جوان کا ماوی اور مسکن ہے۔

اردو کے تخلیقی ادب کے نثری حصہ میں داستانوں کا طوطی بولتا ہے اس کے بعد ناول اپنے زندگی کے نورنگ بکھیرتے ہیں لیکن ان تمام کا مطالعہ ہم پر اس حقیقت کو منکشف کرتا ہے کہ داستان اور ناول لکھنے والوں نے قصص القرآن سے کسی طرح کا استفادہ نہیں کیا چاہے وہ داستان امیر حمزہ ہو الف لیلی ہو طلسم ہوش ربا ہو یا فلورہ فلورنڈہ یا فردوس بریں۔ ایک لمحہ کے لئے بیان توقف کرتے ہوئے یہ عرض کرنا ہے کہ فردوس بریں میں عبدالحلیم شرر نے جنت کا بیان کیا ہے۔ تفاسیر میں شداد کی بنائی ہوئی جنت کا ذکر ملتا ہے۔ قرآن میں جنت کا ذکر آیا ہے اس تناظر میں فردوس بریں کا مطالعہ مقالے کا حصہ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہ عرض کرنا ہے کہ جنت کے سلسلے میں قرآن میں کوئی قصہ بیان نہیں ہوا ہے اسی لئے فردوس بریں کے تحقیقی مطالعے سے پرہیز کیا گیا ہے۔ افسانہ بیسویں صدی کی دین ہے جس میں زندگی کے کسی ایک واقعہ اور تاثر کو بیان کیا جاتا ہے جدید دور عبارت ہے۔ مشینی ترقی سے، جس کے بارے میں علامہ اقبال کہتے ہیں کے ''جذبات کو کچل دیتے ہیں آلات'' لیکن جدیدیت کے اس ترقی پذیر عہد میں اور اس کے بعد بھی اردو کے افسانہ نگاروں نے نہ آلات کو یہ اجازت دی کہ وہ جذبات کو کچلیں اور نہ اپنے فرض کو نظر انداز کیا۔ 1960ء کے بعد قرۃ العین حیدر، انتظار حسین، اور بیگ احساس نے ایسے افسانے لکھے جن کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ اردو نثر کی تاریخ میں اردو افسانہ اس اعتبار سے خود پر

بجاطور پہ ناز کرسکتا ہے۔

قرآنی قصوں سے ماخوذ اردو ادب کا یہ مطالعہ یقیناً اردو زبان وادب کے منفرد پہلو کو سامنے لاتا ہے کہ اردو کسی مذہب کسی فرقے کی زبان نہیں ہے انسانیت کی زبان ہے۔

ع حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

کتابیات

بنیادی کتب

القرآن الکریم

مولانا طاہر قادری، عرفان القرآن (ترجمہ القران) سنہ اشاعت 2007ء

مخطوطات

امین الدین علی اعلیٰ، معراج نامہ، مخزونہ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

اعزاز الدین نامی، قصہ سلیمان پیغمبر، سوانح ومناقب، مخطوط نمبر 663 کتب خانہ سالار جنگ

اعزاز الدین نامی، قصہ سلیمان پیغمبر، مخطوطہ نمبر 378، مخزونہ مینوسکرپٹ لائبریری

سید بلاقی، معراج نامہ، فن تاریخ (الف) سیرۃ النبی، مخطوطہ نمبر 931، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

سید بلاقی، معراج نامہ، فن تاریخ (الف) سیرۃ النبی، مخطوطہ نمبر 932، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

سید بلاقی، معراج نامہ، فن تاریخ (الف) سیرۃ النبی، مخطوطہ نمبر 933، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

سید بلاقی، معراج نامہ، فن تاریخ (الف) سیرۃ النبی، مخطوطہ نمبر 934، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

سید بلاقی، معراج نامہ، فن تاریخ (الف) سیرۃ النبی، مخطوطہ نمبر 935، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

سید بلاقی، معراج نامہ، فن تاریخ (الف) سیرۃ النبی، مخطوطہ نمبر 381، مخزونہ مینوسکرپٹ لائبریری

سید بلاقی، معراج نامہ، فن تاریخ (الف) سیرۃ النبی، مخطوطہ نمبر 382، مخزونہ مینوسکرپٹ لائبریری

سید شاہ کمالؒ، معراج نامہ، فن تاریخ، مخطوطہ نمبر 964، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

سید محمد، معراج نامہ، فن تاریخ، مخطوطہ نمبر 669، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

شاہ غوث جامی، قصص الانبیاء (ریاض سعود) نمبر 25، مخزونہ ادارہ ادبیات اردو

شاہ غوث جامی، قصص الانبیاء (ریاض سعود) نمبر 471، مخزونہ مینوسکرپٹ لائبریری

شاہ غوث جامی، **قصص الانبیاء** (ریاض سعود) نمبر 110، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

شاہ ابوالحسن قربی، معراج نامہ، مخطوطہ نمبر 180، مخزونہ مینوسکرپٹ لائبریری

عبدالصمد خاں، **قصص الانبیاء**، سوانح ومناقب، مخطوطہ نمبر 666، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

فتاحی، معراج نامہ، فن تاریخ، مخطوطہ نمبر 940، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

قدرتی، معراج نامہ، مخطوطہ نمبر 351، مخزونہ مینوسکرپٹ لائبریری

مختار، معراج نامہ، مخطوطہ نمبر 340، مخزونہ مینوسکرپٹ لائبریری

مختار، معراج نامہ، مخطوطہ نمبر 468، مخزونہ مینوسکرپٹ لائبریری

مختار، معراج نامہ، فن تاریخ، مخطوطہ نمبر 936، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

مختار، معراج نامہ، فن تاریخ، مخطوطہ نمبر 935، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

معتبار خاں عمر، ''یوسف زلیخا'' فن تاریخ مخطوطہ نمبر 665، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

نامعلوم، قصہ بی بی مریم، فن تاریخ، مخطوطہ نمبر 670، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

میر مطفر حسین ضمیر، ریحان معراج، فن تاریخ، مخطوطہ نمبر 974، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

میر مظفر حسین ضمیر، ریحان معراج، فن تاریخ، مخطوطہ نمبر 975، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

نعمت، قصہ بی بی مریم، فن تاریخ، مخطوطہ نمبر 668، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

ہاشمی یوسف زلیخا، سوانح ومناقب، مخطوطہ نمبر 642، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

ہاشمی، یوسف زلیخا، سوانح مناقب، مخطوطہ نمبر 643، مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ

ہاشمی، یوسف زلیخا، مخطوطہ نمبر 467، مخزونہ مینوسکرپٹ لائبریری

مطبوعات

احمد گجراتی، ''یوسف زلیخا''، مرتبہ سیدہ جعفر، سنہ اشاعت 1983ء

باقر آگاہ، معراج نامہ، شائع کردہ قومی کتب خانہ، پیرس

داؤدر، قصہ موسیٰ، اردو مخطوطات از حامد اللہ انصاری، صفحہ 200

سید آغا علی، طلعت الشمس، بتعارف اردو مثنوی شمالی ہند میں زگیان چند، صفحہ 142
سید محمد یوسف زلیخا، اردو مخطوطات، صفحہ 294 تا 297
سید بلاقی، معراج نامہ، مخطوطہ نمبر 478، بحوالہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ کے مخطوطات
شیخ ولی محمد، روضۃ الاصفیاء، بحوالہ اردو مخطوطات انجمن ترقی اردو، جلد دوم، صفحہ 47
شیخ محمد شریف عاجز یوسف زلیخا، بحوالہ اردو مخطوطات، انجمن ترقی اردو، جلد 5، صفحہ 347، صفحہ 349
شاہ معظم، ڈاکٹر حسینی شاہد، بحوالہ مخطوطات انجمن ترقی اردو، ہندو، آندھرا پردیش
عزیر اللہ منتخب بنک نام بحوالہ یورپ میں دکنی مخطوطات، از نصیر الدین ہاشمی 571
نامعلوم قصص الانبیاء، بحوالہ مخطوطات انجمن ترقی اردو جلد دوم، صفحہ 190
ملا وجہی، قطب مشتری، مرتبہ حمیرہ جلیلی
میراں، قصہ بی بی مریم، بحوالہ مخطوطات انجمن ترقی اردو، جلد 5، صفحہ 296 تا 297
نامعلوم، قصہ بی بی مریم، بحوالہ یورپ میں دکنی مخطوطات، صفحہ 730
نامعلوم، قصہ بی بی مریم، بحوالہ یورپ میں دکنی مخطوطات انجمن ترقی اردو، جلد 5، صفحہ 78
مولانا سلیمان علی ندوی، ارض القرآن، جلد اول و دوم، سنہ اشاعت 1918ء
مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، قصص القرآن، جلد 1، سنہ اشاعت 1360ء
مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، قصص القرآن، جلد 2، سنہ اشاعت 1360ء
مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، قصص القرآن، جلد 3، سنہ اشاعت 1360ء
مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، قصص القرآن، جلد 4، سنہ اشاعت 1360ء
مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی، علم القرآن، سنہ اشاعت 1371ھ
مولانا قاضی سجاد میرٹھی، قاموس القرآن، سنہ اشاعت 1373ھ
مولانا عبدالمصطفی اعظمی، عجائب القرآن، سنہ اشاعت 1401ھ
مولانا عبدالمصطفی اعظمی، غرائب القرآن، سنہ اشاعت 1402ھ
مولانا عبدالرزاق بھترالوی، تذکرہ الانبیاء سنہ اشاعت 2002ء

مولانا غلام نبی شاہ، **قصص الانبیاء**، ناشر کمرشیل بک ہاؤس

مولانا اصغر مغل، ترجمہ **قصص القرآن** ابن کثیر، ناشر نیا محل دہلی

مظفر حسین ضمیر، **ریحان معراج**، مرتبہ از مرزا علی لکھنوی، سنہ اشاعت 1281ء

مرزا خطیب علی بیگ فگار، یوسف زلیخا، شائع کردہ مطبع محمدی، بمبئی

نجم الدین، بہار خلیل، **بحوالہ اردو مخطوطات**، صفحہ 164

نصرتی، گلشن عشق

نصرتی، علی نامہ

امدادی کتب

القرآن الکریم، ترجمہ وتفسیر منجانب شاہ فہد عبدالعزیز السعود

اسمٰعیل بخاریؒ، بخاری شریف (عربی)، مکتبہ دارالفکر بیروت

امام مسلمؒ، مسلم شریف (عربی)، مکتبہ دارالفکر بیروت

ابوشجاعؒ، ولیمی (عربی)، ناشر مکتبہ دارالفکر بیروت

ابوالقاسم سلیمانؒ، طبرانی (عربی)، ناشر مکتبہ دارالفکر بیروت

امام رازیؒ، تفسیری کبیر (عربی) جلد 6، مکتبہ دارالفکر بیروت

امام ابن جوزی، زادالمیسر (عربی) جلد 4، مکتبہ دارالفکر بیروت

ابوالحیان اندلیسی، البحرالمحیط (عربی) جلد 6، مکتب العلمیہ بیروت

امام جلال الدین سیوطی، درمنشور (عربی) جلد 4، مکتبہ دارالفکر بیروت

ابن کثیر تفسیر ابن کثیر (عربی)، جلد 2 مکتبہ دارالفکر بیروت

امام ابن ابی حاتم، تفسیر امام ابن ابی حاتم (عربی) جلد 7، مکتبہ دارالفکر بیروت

ابن اسحٰق، المغازی جلد 1، ناشر مکتبہ دارالفکر بیروت

احمد یار خاں نعیمی، تفسیر نعیمی جلد 1، مکتبہ رضویہ

احمد یار خاں نعیمی، تفسیر نعیمی، جلد 2، مکتبہ رضویہ

امام ابن جریرؒ، تفسیر جریری (عربی) جلد 13، ناشر مکتبہ دارالفکر بیروت

ابوجعفر طبری، جامع البیان (عربی)، مطبوعہ مکتبہ دارالفکر بیروت

ابن کثیر، البدایہ والنھایہ (عربی)

ابن کثیرؒ، تاریخ ابن کثیر (عربی) جلد 2، دارالحیاء

امام غزالی، تفسیر یورہ یوسف، ناشر ادبی دنیا مٹیا محل

امام جلال الدین سیوطی، تفسیر جلالین، ناشر مکتبہ تھانویہ دیوبند

ابن حجر عسقلانی، فتح الباری جلد 10، ناشر مکتبہ دارالعلیہ بیروت

پیر کرم شاہ ازھری، تفسیر ضیاء القرآن (اردو) جلد 1، ناشر اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی

پیر کرم شاہ ازھری، تفسیر ضیاء القرآن (اردو) جلد 2، ناشر اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی

پیر کرم شاہ ازھری، تفسیر ضیاء القرآن (اردو) جلد 3، ناشر اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی

پیر کرم شاہ ازھری، تفسیر ضیاء القرآن (اردو) جلد 4، ناشر اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی

پیر کرم شاہ ازھری، تفسیر ضیاء القرآن (اردو) جلد 5، ناشر اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی

پیر کرم شاہ ازھری، تفسیر درمنشور (اردو) جلد 1، ادبی دنیا مٹیا محل، دہلی

پیر کرم شاہ ازھری، تفسیر درمنشور (اردو) جلد 2، ادبی دنیا مٹیا محل، دہلی

پیر کرم شاہ ازھری، تفسیر درمنشور (اردو) جلد 3، ادبی دنیا مٹیا محل، دہلی

پیر کرم شاہ ازھری، تفسیر درمنشور (اردو) جلد 4، ادبی دنیا مٹیا محل، دہلی

پیر کرم شاہ ازھری، تفسیر درمنشور (اردو) جلد 5، ادبی دنیا مٹیا محل، دہلی

پیر کرم شاہ ازھری، تفسیر درمنشور (اردو) جلد 6، ادبی دنیا مٹیا محل، دہلی

پیر کرم شاہ ازھری، تفسیر ابن کثیر (اردو) جلد 1، ادبی دنیا مٹیا محل، دہلی

پیر کرم شاہ ازھری، تفسیر ابن کثیر (اردو) جلد 2، ادبی دنیا مٹیا محل، دہلی

پیر کرم شاہ ازھری، تفسیر ابن کثیر (اردو) جلد 3، ادبی دنیا مٹیا محل، دہلی

پیر کرم شاہ ازھری، تفسیر ابن کثیر (اردو) جلد 4، ادبی دنیا مٹیا محل، دہلی

علامہ بغوی، معالم التنزیل (عربی)، مکتبہ دارالفکر بیروت

علامہ اسمٰعیل حقی، روح البیان (عربی جلد 2، مکتبہ دارالفکر بیروت

علامہ قرطبی، الجامع الاحکام القرآن (عربی) جلد 9، مکتبہ دارالفکر بیروت

علامہ آلوسی، روح المعانی (عربی جلد 7، مکتبہ دارالفکر بیروت

علامہ زمخشری، الکشاف (عربی) جلد 2، ناشر دارالکتب العلمیہ بیروت

علامہ ابوالقاسم راغب اصفہانی، مفردات الالفاظ القرآن (عربی)، ناشر دارالکتب العلمیہ بیروت

علامہ طاہر القادری، عرفان السنہ، ناشر عرشی کتاب گھر

علامہ سید شاہ عبداللہ قادری نقشبندیؒ، تفسیر سورۃ یوسف، ناشر دکن ٹریڈرس

مفتی احمد یار خاں نعیمی، مراۃ المناجیح شرہ مشکوۃ جلد 7، ناشر ادبی دنیا مٹیا محل

مولانا سید محمد نعیم الدین، تفسیر خزائن العرفاں، ناشر حفیظ بک ڈپو

مولانا غلام رسول سعیدی، تفسیر تبیان القرآن جلد 1، سنہ اشاعت 2002ء

مولانا غلام رسول سعیدی، تفسیر تبیان القرآن جلد 2، سنہ اشاعت 2002ء

مولانا غلام رسول سعیدی، تفسیر تبیان القرآن جلد 3، سنہ اشاعت 2002ء

مولانا غلام رسول سعیدی، تفسیر تبیان القرآن جلد 4، سنہ اشاعت 2002ء

مولانا غلام رسول سعیدی، تفسیر تبیان القرآن جلد 5، سنہ اشاعت 2002ء

مولانا غلام رسول سعیدی، تفسیر تبیان القرآن جلد 6، سنہ اشاعت 2002ء

مولانا غلام رسول سعیدی، تفسیر تبیان القرآن جلد 7، سنہ اشاعت 2002ء

مولانا غلام رسول سعیدی، تفسیر تبیان القرآن جلد 8، سنہ اشاعت 2002ء

مولانا غلام رسول سعیدی، تفسیر تبیان القرآن جلد 9، سنہ اشاعت 2002ء

مولانا غلام رسول سعیدی، تفسیر تبیان القرآن جلد 10، سنہ اشاعت 2002ء

مولانا غلام رسول سعیدی، تفسیر تبیان القرآن جلد 11، سنہ اشاعت 2002ء

مولانا غلام رسول سعیدی، تفسیر تبیان القرآن جلد 12، سنہ اشاعت 2002ء

مولانا غلام رسول سعیدی، شرح صحیح مسلم شریف جلد 1، ناشر المھج المصباحی مبارکپور

مولانا وحید الزماں، تفسیر وحیدی، ناشر مکتبہ دار العلوم، لاہور

تاریخ دمشق الکبیر، جلد 53، مطبوعہ دار الاحیاء بیروت

المنجد، مکتبہ تھانویہ دیوبند

افسر صدیقی امروہوی، مخطوطات انجمن ترقی اردو پاکستان، جلد 1

افسر صدیقی امروہوی، مخطوطات انجمن ترقی اردو پاکستان، جلد 2

افسر صدیقی امروہوی، مخطوطات انجمن ترقی اردو پاکستان، جلد 5

اولیاء معراج نامہ، مخطوطہ نمبر 477، بحوالہ مولانا آزاد لائبریر، علی گڑھ کے مخطوطات

اکبر الدین صدیقی، صحیفہ اہل ھدی

انتظار حسین، آخری آدمی، سنہ اشاعت 1997ء

انتظار حسین، انتظار حسین کے تیرہ افسانے ''وہ جو دیوار نہ چاٹ سکے''، سنہ اشاعت 1980ء

انتظار حسین، ''انتظار حسین اور ان کے افسانے'' مرتبہ گوپی چند نارنگ، سنہ اشاعت 1997ء

بیگ احساس، ''خطل'' سنہ اشاعت 1993ء

بیگ احساس، ''خطل'' سنہ اشاعت 1993ء

جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو جلد 1، سنہ اشاعت 1993ء

ڈاکٹر زور، تذکرہ مخطوطات ادارہ ادبیات اردو جلد 1

ڈاکٹر زور، تذکرہ مخطوطات ادارہ ادبیات اردو جلد 2

ڈاکٹر زور، تذکرہ مخطوطات ادارہ ادبیات اردو جلد 3

ڈاکٹر حامد اللہ انصاری، کتب خانہ جامع مسجد بمبئی کے اردو مخطوطات، سنہ اشاعت 1995

ڈاکٹر عطاء خورشید، مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ کے مخطوطات

ڈاکٹر محمد علی اثر، دکن کی تین مثنویاں، سن اشاعت 1987

سید وقار عظیم، ہماری داستانیں، سن اشاعت 1968

صبیحہ نصرین، پیغمبر اسلام سے متعلق مثنویاں مقالہ برائے ایم فل، 1989ء

ضمیر ریحان معراج، مخطوطہ نمبر 479، بحوالہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ

ضمیر ریحان معراج، مخطوطہ نمبر 480، بحوالہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ

ضمیر ریحان معراج، مخطوطہ نمبر 481، بحوالہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ

قرۃ العین حیدر، افسانہ آئینہ فروش شہر کارواں، 1990ء

مولوی عبدالحق، قاموس الکتب، 1962ء

نصیرالدین ہاشمی، یورپ کے دکنی مخطوطات

نصیرالدین ہاشمی، دکن میں اردو

نصیرالدین ہاشمی، فہرست مخطوطات کتب خانہ سالار جنگ

نصیرالدین ہاشمی، وضاحتی فہرست کتب خانہ آصفیہ، جلد 1

نصیرالدین ہاشمی، وضاحتی فہرست کتب خانہ آصفیہ، جلد 2

عبدالجبار خاں ملکاپوری، محبوب الزمن تذکرہ اولیائے دکن''، طبع اول، 2000ء

سہ ماہی رسالہ، اردو، علی گڑھ، جولائی 1954ء